اِنَّ مِنَ الشعرِ لحکمۃً و اِنَّ مِنَ البیانِ لسحرا

درین ایام دودمان شعر و سخن را چشم و چراغ تازہ کنندۂ دل و دماغ

گلزار داغ

بکمال خوشخطی و تصحیح تمام باہتمام اقل انام منشی تیغ بہادر

در مطبع انوار محمدی رونق انطباع یافت

إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا

درین ایام دودمان شعر و سخن را چشم و چراغ تازه کند دل داغ

گلزار داغ

بکمال خوشخطی و تصحیح تمام باهتمام اقل انام منشی تیغ بهادر

در مطبع انوار محمدی رونق انطباع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١ ردیف الف ١٢

عدو کی سامری فن دیکھے اعجاز رقم میرا
عصای موسوی ہی حمد خالق مین قلم میرا

برنگ بوی گل ہی ہر نفس یاد الٰہی مین
قیامت تک بھریگی دم نسیم صبحدم میرا

سلامت منزل مقصود تک اسد پہونچا دے
مجھے آنکھین دکھاتا ہی ہر اک نقش قدم میرا

یہ دود شمع دل راتون کو لیتا ہی تجلی کی
خجل کرتا ہی زلف حور کو بھی پیچ و خم میرا

کہین سودائیان عشق کو تفریح ہوتی ہی
بہت چھانا ہوا ہی باغ فردوس ارم میرا

الٰہی کعبۂ تسلیم مین یون باریابی ہو
بڑھے لبیک کہکر پیشتر سب سے قدم میرا

مجھے آباد کرتا ہی مجھے برباد کرتا ہی
خدایا دین و دنیا مین کرم تیرا ستم میرا

تری بندہ نوازی ہفت کشور بخشدیتی ہی
جو تو میرا جہان میرا عرب میرا عجم میرا

فنا فی اللہ ہوکر پاؤن عمر جاودان ایسی
مسیح و خضر کی ہستی سے بڑھکر ہو عدم میرا

سنا جب سے یہ دولت آدمی کو تو نے بخشی ہی
نہین بھولا سماتا خاطر غمگین مین غم میرا

الٰہی نقش ہو کلمہ رسول اللہ کا دل پر
چلے کونین مین نام محمد سے درم میرا

۲ ۷

جلوہ نگا حشر تک ای داغ مین زحمت سے
بندگی ساتھ تا روز جزا شمع حرم میرا

یہان بھی تو وہان بھی تو زمین تیری فلک تیرا
کہین ہمنے پتا پایا نہ ہرگز آج تک تیرا

صفات و ذات مین یکتا ہی تو ای واحد مطلق
نکوئی تیرا ثانی ہی نکوئی مشترک تیرا

جمال احمد و یوسف کو رونق تونے بخشی ہی
ملاحت تجھسے شیرین حسن شیرین مین نمک تیرا

ترے فیض کرم سے نار و نور آپسمین یکدل ہین
ثنا گر یک زبان ہر ایک ہی جن و ملک تیرا

کسیکو کیا خبر کیون خیر و شر پیدا کیے تونے
کہ جو کچھ ہی خدائی مین وہ ہی بیشک تیرا

نہ جلتا طور کیونکر کسطرح موسی نہ غش کھاتے
کہان یہ تاب و طاقت جلوہ دیکھے مردمک تیرا

۳ ۱۰

دعا یہ ہی کہ وقت مرگ اوسکی مشکل آسان ہو
زبان پر داغ کے نام آئے یارب یکبیک تیرا

اسعد شوق دے مجھے نعت شریف کا
شہرہ ہو خوب میرے کلام لطیف کا

سرسبز کشت دل ہی محمد کے عشق مین
کیا اس زمین مین کام ربیع و خریف کا

اللہ رے اوسکے علم لدنی کا معجزہ
امی سبق پڑھائے کتاب شریف کا

حسرت جس آبرو کی سلیمان کو رہی
یثرب مین ہی وہ قرب مور ضعیف کا

شیطان بھاگتا ہی محمد کے نام سے
کیا خوف اوس پلید خبیث و کثیف کا

مداح مصطفے سے کرے کوئی بحث کیا
سبحان ہی خوشہ چین مری طبع ظریف کا

ادنی شجاعت احمد مرسل کی دیکھنا
کیا حال جنگ بدر مین تھا ہر حریف کا

ہی ناتوان عشق محمد وہ پہلوان
رستم سے ہو مقابلہ کب اوس نحیف کا

صبر جمیل تھا کہ ستم پر ستم سہا
بوجہل و بولہب سے ذلیل و خفیف کا

۴ ای داغ شعر ڈھل گئے نعت شریف مین
ہی فکر قافیہ نہ تردد ردیف کا ۱۱

صبر لے زاہدا فہم نہ میخوارون کا
بخشنے والا ابھی دیکھا ہی گنہگارون کا

سر شوریدہ کو تسکین وہین ہوتی ہی
مجھ پہ احسان ہی اوس کوچے کی دیوارون کا

ڈر گئے نام شفا سنکے نہ ہے خواہش مرگ
منہ ذرا سا نکل آیا ترے بیمارون کا

دوش پر اپنے جو صیاد نے زلفین چھوڑین
اور جی چھوٹ گیا آج گرفتارون کا

لائیگا کعبے سے تو مفت ثواب ای زاہد
حصہ پہلے سے ٹھہر جائے یہین رندون کا

اشک خون آنکھ سے جاتے ہوئے اسنے ٹپکے
کہ جہان مین ہین وہان فرش ہی انگارون کا

زندہ درگور زمانے مین ہونگے ایسے
مرثیہ کہتے ہین شاعر ترے بیمارون کا

اہل الفت کے لیے چاہیے شہرت ای دل
نام بکتا ہی محبت سے خریدارون کا

خیر گذری کہ رہا تابہ مژہ سیل سرشک
رہگیا پردہ ترے کوچے کی دیوارون کا

چوس لیتے ہین مرے زخم زبان پیکان
چھوڑ دیتے ہین یہ منہ چوم کے سوفارون کا

۵ صبر ایوب کی ای داغ نکرنا خواہش
کہ محبت مین تو یہ کام ہی بیکارون کا ۱۱

گر میرے بت ہوش ربا کو نہین دیکھا
اوس دیکھنے والے نے خدا کو نہین دیکھا

رہبر سے غرض کیا ہی جو منزل نظر آئے
کعبے مین کبھی قبلہ نما کو نہین دیکھا

سمجھا ہی شب ہجر عدو کو وہ قیامت
ظالم نے ابھی روز جزا کو نہین دیکھا

جنت ہی مگر خانہ دشمن بھی الٰہی
آتے ہوئے اس گھر مین قضا کو نہین دیکھا

جس شکل سے ہنستے ہین مرے حال پہ احباب
روتے ہوئے یون اہل عزا کو نہین دیکھا

اتنا تو بتا دے مجھے اے ناصح مشفق
دیکھا ہے کہ اوس ماہ لقا کو نہین دیکھا

ایسی نظر شوخ مین تمکین نہین دیکھی
اسطرح تغافل مین حیا کو نہین دیکھا

اغیار کے نالے تو بہت تمنے سنے ہین
مظلوم کی تاثیر دعا کو نہین دیکھا

یہ اوسکو رہی خاک نشینون سے کدورت
اپنے بھی نقش کف پا کو نہین دیکھا

افسوس کہ فرصت مین کبھی غور سے تمنے
افسانۂ ارباب وفا کو نہین دیکھا

جب داغ کو ڈھونڈھا کسی مےخانے مین پایا
گھر مین کبھی اوس مرد خدا کو نہین دیکھا

ہو گئے پر خون دل عشاق ہو کر زیر پا
کیا لگا رکھا ہے ظالم تونے خنجر زیر پا

مانع رفتار ہو کیا اوسکے پتھر زیر پا
جسنے لاکھون روندڈالے کاسۂ سر زیر پا

دامن دل کیا بچے اوسکے خرام ناز سے
چاک ہو جائے اگر دامان محشر زیر پا

تیرے ہاتھون سے ہوا ہے اک زمانہ پائمال
پیس ڈالون تجکو اے چرخ ستمگر زیر پا

آرزو کمبخت نے کی تھی خرام ناز کی
دیدیا اوسنے مجھے دلکو مسلکر زیر پا

مثل ماہی تیرتا جاتا ہون اے شوق منزل
چشم گریان کی بدولت ہے سمندر زیر پا

پائمالی سے نشان قبر کے آیا نہ چین
رکھ لیا ظالم نے میرا نام لکھکر زیر پا

بزم دشمن مین لگی ایسی مرے تلوون سے آگ
فرش گل کو مینے سمجھا فرش اخگر زیر پا

مین وہ ہون آتش قدم جس سے پگھلتے ہین پہاڑ
موم ہو جاتا ہے جو آتا ہے پتھر زیر پا

عاشقون سے ہوتے ہین معشوق سرکش پائمال
رکھتی ہے قمری سر سرو و صنوبر زیر پا

قوت رفتار جب اوس فتنہ گر کو مل گئی
آ گیا روز ازل میرا مقدر زیر پا

توڑ کر اے محتسب میخانے سے باہر پھینک
آ نہ جائین ریزۂ مینا و ساغر زیر پا

کیا تماشا ہی جب آیا ہی آنکھ سے نرگس سے رشک | اوسنے بل ڈالے ہین میرے دیدۂ تر زیر پا
دونو دشمن ہین بشر کے آسمان ہو یا زمین | فتنہ گر بالا سر ہی تو ستمگر زیر پا
خوف ہی اوسکو نہ دامنگیر ہو یہ قتل کچ | ہاتھ بسمل کا دبا لیتا ہی اکثر زیر پا

۷
وہ [illegible] عشق پر ای داغ ہو ثابت قدم
مشق کی ہو جسنے رکھکر تیغ و خنجر زیر پا
۱۲

آج راہی جہان سے داغ ہوا | خانۂ عشق بے چراغ ہوا
کیا نشان وفا بھی ای ظالم | دل گم گشتہ کا سراغ ہوا
ایسی کیا بو سما گئی تمکو | ہمسے جو اسقدر دماغ ہوا
نہ مٹا نقش غیر جی سے ترے | یہ بھی میرے ہی دلکا داغ ہوا
دل پر خون مگر ہی جام طلسم | کبھی خالی نہ یہ ایاغ ہوا
کیا اثر ہی کہ غنچۂ تصویر | اوسکے ہنسنے سے باغ باغ ہوا
صبح وہ داغ دیگئے مجکو | دن کو روشن مرا چراغ ہوا
عمر جاوید تو خضر کو ملی | عیش جاوید سے فراغ ہوا
ہرزہ گردی مین ٹھوکرونسے مری | چاک داماں کوہ و راغ ہوا
آسمان گر گیا نظر سے مری | عرش پر جب ترا دماغ ہوا
حال فردوس سن لیا واعظ | وہ بھی کیا بے نظیر باغ ہوا

۸
بعد اوستاد ذوق کے کیا کیا
شہرت افزا کلام داغ ہوا
۱۱

ثبات بحر جہان مین اپنا فقط مثال حباب دیکھا | نہ جوش دیکھا نہ شور دیکھا نہ موج دیکھی نہ آب دیکھا

ہماری آنکھوں نے بھی تماشا عجب عجب انتخاب دیکھا
برائی دیکھی بھلائی دیکھی عذاب دیکھا ثواب دیکھا

نہ دل ہی ٹھہرا نہ آنکھ جھپکی نہ چین پایا نہ خواب آیا
خدا دکھائے نہ دشمنوں کو جو دوستی میں عذاب دیکھا

سحر میں جب سے جان مجنون اُسکو گردش ہی بیخودی
کہ چرخ زن مثل دور گردون مدام جام شراب دیکھا

نظر میں ہی تیری کبریائی سما گئی تیری خود نمائی
اگرچہ دیکھی بہت خدائی مگر نہ تیرا جواب دیکھا

پڑے ہوئے تھے ہزار پردے کلیم دیکھو تو جب بھی غش تھے
ہم اوسکی آنکھوں کے صدقے جسنے وہ جلوہ یوں بے حجاب دیکھا

جو راہ میں ہے آگے بیٹھے وہ فکر دیر و حرم سے چھوٹے
ترے کوچے کے ساکنوں نے بہشت میں بھی عذاب دیکھا

یہ دل تو اے عشق گھر ہی تیرا کہ جسکو تو نے بگاڑ ڈالا
مکان ہے تا لامکان جو دیکھا تجھی کو خانہ خراب دیکھا

سرور عیش و نشاط کیسے لگے ہیں رنگ جہان کچے
سنا نہ تھا کان نے جو ہم نے وہ آنکھ سے انقلاب دیکھا

جو تجھکو پایا تو کچھ نہ پایا یہ خاکدان ہم نے خاک پایا
جو تجھکو دیکھا تو کچھ نہ دیکھا تمام عالم خراب دیکھا

۹ — ۱۲

شراب غفلت سے داغ غش تھے دکھا کے غفلت نے کیا تماشا
کہ سوتے سوتے جو چونک اٹھے مگر کوئی تم نے خواب دیکھا

آخر کو عشق کفر سے ایمان ہوگیا
میں بت پرستیوں سے مسلمان ہوگیا

کیون صرف نگاہ مرجان ہوگیا
اک تیرا در میں ترے قربان ہوگیا

کیا جانے چپ ہوں کیوں تری صورت دیکھ کر
آئینہ میں نہیں ہوں کہ حیران ہوگیا

قاتل نہ روک ہاتھ کہ رکتی ہے میری جان
خنجر ترا اور دم کا نگہبان ہوگیا

مے تو حلال ہے جو پیے دھب سے بادہ نوش
میں توبہ کر کے اور پشیمان ہوگیا

رندان بے ریا کی ہے صحبت کسے نصیب
زاہد بھی ہم میں بیٹھ کے انسان ہوگیا

اس غنچے میں سمائی ہے وحشت بہ رنگ بو
دل کتنی تنگیوں پہ بیابان ہوگیا

گر دل پھٹا ہے مجھ سے ترا سہل ہے علاج
یا یہ بھی چاک جیب مری جان ہوگیا

حسرت کسی طرف ہی تمنا کسی طرف / مجموعہ اپنے دل کا پریشان ہوگیا
حاصل ہوئے مزے ترے خنجر کے غیر کو / سر پہ ہمارے مفت کا احسان ہوگیا
کیا حال دل کہین کہ دم عرض مدعا / تیرا عتاب حسن کا دربان ہوگیا
امید ہی کہ پھر عیادت وہ آئینگے / آزار میری جان کو ارمان ہوگیا

۱۰ لو ای بتو سنو کہ وہ داغ صنم پرست
مسجد مین جاکے آج مسلمان ہوگیا ۹

اوس بزم مین شریک ہو جایا نجائیگا / مین جاؤنگا اگر مرا سایا نجائیگا
دل لیکے اوسکی بزم مین جایا نجائیگا / یہ مدعی بغل مین چھپایا نجائیگا
ای حشر امتیاز کہ ہم ہین شہید ناز / مردون کی طرح ہمکو اوٹھایا نجائیگا
دل کیا ملاؤگے کہ ہمین ہوگیا یقین / تمسے تو خاک مین بھی ملایا نجائیگا
جو دل دکھا رہا ہی مزہ ہر گھڑی مجھے / آنکھونسے سو برس بھی دکھایا نجائیگا
دشمن کے آگے سر نہ جھکیگا کسی طرح / یہ آسمان زمین سے ملایا نجائیگا
فتنہ نہین ہون جسکو اوٹھایا کرے فلک / مجھسے گرے ہوئے کو اوٹھایا نجائیگا
زلفین نہین کہ شانے سے آراستہ کیا / بگڑا ہوا مزاج بنایا نجائیگا

۱۱ ای داغ تجھکو رزق کی خواہش ہی جیسے
اتنا یہ غم کھلائیگا کھایا نجائیگا ۹

یون وہ پیغام سے تو آئیگا / غیر کے نام سے تو آئیگا
شب ہجران سے موت بھی / خواب آرام سے تو آئیگا
یون نہ آئیگا ہاتھ گر وہ صنم / ترک اسلام سے تو آئیگا

لیے ہی تو آپ کینگے اُس سے ہمدم
میرے ہی نام سے تو آئیگا

مرغ دل سے امید ہے یہ اسیر
چھُٹ گیا دام سے تو آئیگا

ساقیا مجھسے بادہ کش کو سرور
ایک ہی جام سے تو آئیگا

چپ رہینگے حیا سے وہ کبتک
غصہ الزام سے تو آئیگا

دل کا آنا ہی کام سے جانا
جائیگا کام سے تو آئیگا

۱۲

کبھی اپنا بھی روز خوش اے داغ
دور ایام سے تو آئیگا

۱۳

کرے انصاف دنیا میں اگر آفت کے ماروں کا
بنے خود آسماں بچا ہاتھا سے گنہگاروں کا

ستم وہ چشم کافر سے ترے چلنا اشاروں کا
غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھ جانا بیقراروں کا

خدا جانے ہوئی ہیں دفن کیا کیا حسرتیں دل میں
پھپھولوں سے مرے سینے پہ عالم ہے مزاروں کا

تمھیں چاہا اگر چاہا خطا الفت پرستوں کی
تمھیں دیکھا اگر دیکھا گنہ امیدواروں کا

ستمگر سے عفو جرم عشق بھی چاہیں تو کہتے ہیں
خدا تو ہم نہیں بخشیں گنہ تقصیرواروں کا

دکھاتا ہے فلک یہ خندۂ دنداں نما اپنا
وگرنہ اس شب فرقت میں جلوہ ہے ستاروں کا

نگہ پہلے ہی دیتی ہے تو دل پھنکے ہی دیتا ہے
تمھارے گھر ٹھکانا کونسا ہے بیسہاروں کا

بری اہل یقیں ہم سے جفا کو جو وفا سمجھیں
بھلے ہیں بدگماں ہی دل ہے اور بے اعتباروں کا

ترا اک وعدۂ دیدار اور وہ بھی قیامت پر
پڑا وہ صبر اتنا ہائے دل امیدواروں کا

قسم ہے تجھکو زاہد کیا کرے گر آنکھ سے دیکھے
چھلکنا ساغروں کا چہکنا بادہ خواروں کا

سنو افسانۂ فرہاد دیکھو قصۂ مجنوں
غرض کیا تمکو پوچھو حال ہم حسرت کے ماروں کا

کبھی بیٹھے کبھی اٹھے کبھی لوٹے کبھی تڑپے
تماشا دیکھنے قابل ہے تیرے بیقراروں کا

۱۳ نہ فرصت ہے نہ راحت ہے غم دل ای داغ کیونکر ہو ۹
مگر کیا کیجئے مجبور ہیں ارشاد یاروں کا

ہائے مہمان کہاں یہ غم جاناں ہوگا
خانۂ دل تو کوئی روز میں ویراں ہوگا

ہوکے ظاہر تو کیا عشق نے اک حشر بپا
حسرت اوس دل کی کہ جس دل میں پنہاں ہوگا

منحصر دل ہی پہ کچھ تھا نہ محبت تیری
میں نہ سمجھا تھا یہ کمبخت پشیماں ہوگا

کوستا ہوں جو نصیبوں کو تو کہتا ہے وہ شوخ
پھر محبت نہ کرے گا اگر انساں ہوگا

جسقدر آج ستاتا ہے ستا لے ہمکو
روز محشر بھی تو کل ای شب ہجراں ہوگا

دم مری آنکھوں میں اٹکا ہے دکھیوں تو سہی
کیا مسیحا سے مرے درد کا درماں ہوگا

زندگی عشق میں مشکل ہے تو مر جائینگے
اب یہ وہ کام کرینگے کہ جو آساں ہوگا

اب کہاں لخت جگر سینے میں ای دیدۂ تر
اور ہوگا تو سر گوشۂ داماں ہوگا

۱۴ آپ کے سر کی قسم داغ کو پروا بھی نہیں ۱۲
آپکے ملنے کا ہوگا جسے ارمان ہوگا

کیا الٰہی سخت جانکا عشق میں سم ہوگیا
چاٹتے ہی خنجر خونخوار بیدم ہوگیا

روتے روتے چشم تر کو دل کا ماتم ہوگیا
روز کا مہمان اپنے گھر کا محرم ہوگیا

دیکھ تو کیا تشنگی سے میرا عالم ہوگیا
قطرۂ مے ساقیا کیا جان آدم ہوگیا

جان کے جاتے ہی اچھے ہوگئے سب داغ و زخم
شعلہ پنبہ ہوگیا ناسور مرہم ہوگیا

حسن میں انداز کے آتے ہی نخوت آگئی
زلف میں پڑتے ہی بل ابرو بھی خم ہوگیا

ای نسیم صبح کیا عطر افشاں مشک بیز
رات کس کا طرۂ طرار برہم ہوگیا

بیکلی فرقت میں جو کچھ اپنے جی پر بن گئی
ہوگیا جو کچھ ہمارے دل کا عالم ہوگیا

عشق کیا شے ہے وہ یہ شے ہے کہ دلمین شوق دل
خون ہو کر آ گیا غم بنگیا سم ہو گیا

بجھ گیا گلرو کے آگے شمع گل کا جب چراغ
بلبلون مین شور پروانون مین ماتم ہو گیا

کیون تغافل ہے ہے چشم عداوت ہی سہی
کیا نگاہ ناز مین اب قہر بھی کم ہو گیا

۸ ۹
رات بھر کہتے رہے تم داغ او نیند لگا جا
ایک شب مین اسقدر اخلاص باہم ہو گیا

کی ترک مے تو مائل پندار ہو گیا
مین توبہ کر کے اور گنہگار ہو گیا

اوسکی طرف سے دل نہ پھریگا کہا تھا صبح
اب ہو گیا یہ جسکا طرفدار ہو گیا

کس کسکی چاہ کیجیے کس کسکی آرزو
اک دل ہزار غم مین گرفتار ہو گیا

محشر مین کون ہوگا کرم کا ترے گواہ
گر غیر بھی ہمارا طرفدار ہو گیا

وہ فتنہ جسکا حشر پر اوٹھنا ہی منحصر
ہر بار تیری چال سے بیدار ہو گیا

اک حرف آرزو پہ وہ مجھسے خفا ہوئے
اتنی سی بات کہکے گنہگار ہو گیا

ای دل مرے خیال مین تیرا ابھی تھا
تو اے رقیب کب سے مرا یار ہو گیا

جسکی بغل مین شب کو وہ ہو سکو دیکھیے
جسوقت آنکھ کھل گئی بیدار ہو گیا

۱۰ ۱۱
اے داغ کیا بتاؤن محبت مین کیا ہوا
بیٹھے بٹھائے جان کو آزار ہو گیا

نالا ہر اک بشر کے جگر سے نکل گیا
جی ہی نکل گیا وہ جدھر سے نکل گیا

عالم مین ایک تو نظر آیا نظر فریب
عالم تمام اپنی نظر سے نکل گیا

اللہ رے اوسکا حسن ترقی بلا کی ہے
ہر موئے زلف موئے کمر سے نکل گیا

تاثیر سر زمین سے بنا فتنہ وہ غبار
جو ملکے تیری راہگذر سے نکل گیا

کچھ ہو گا مجھکو نالۂ شبگیر سے حصول
کچھ مدعا دعائے سحر سے نکل گیا

کاہیدگی نے پھینک دیا دور اسقدر
کوسون مین آپ اپنی نظر سے نکل گیا

نکلا جدھر وہ شوخ ہوا شور دیکھنا
دل کو جھپٹ کے کوئی ادھر سے نکل گیا

دل بے گداز عشق کہ پیکان دلنشین
اک اشک بنکے دیدۂ تر سے نکل گیا

جس دل پہ وہ نگاہ پڑی دلکے پار تھی
یہ نیمچہ ہزار سپر سے نکل گیا

اللہ رے جوش گریہ کہ اس جذب ضبط
دریا ہمارے دیدۂ تر سے نکل گیا

وہ داغ بیوفا تو نہ ہو آج دھوم ہے
کوئی غلام آپکے گھر سے نکل گیا

سو حسرتین تو آئین گیا ایک دل گیا
ملنا تھا جو مجھے مری قسمت کا مل گیا

مین مر گیا جو وہ لب جان بخش ہل گیا
یارب تم مسیح مین کیا زہر گھل گیا

اوسنے لیا جو آئنہ مین بوسہ اپنا آپ
اللہ ری نازکی لب گلفام چھل گیا

اللہ رے جامہ زیب تری جامہ زیبیان
پہنا جو تونے رنگ ہی رنگ کھل گیا

جنت اسی کا نام اگر ہے تو بس سلام
محفل مین تیری جو کوئی آیا خجل گیا

ہوتے ہی صبح کاش نہ مرتا شب وصال
افسوس ہے کہ یار بہت منفعل گیا

مین نغمہ جان ہون آگ تو سیماب ہے وہ شوخ
اے دل بڑا غضب ہے جو تو متصل گیا

سینے تو اپنے واسطے کی تھی دعای وصل
اولٹا اثر ہوا وہ رقیبونسے مل گیا

ہستی مین ہین عدم کے مزے عاشقونکو داغ
تا لب مین جان آئے ہی پہلو سے دل گیا

جو سر مین زلف کا سودا تھا سب نکال دیا
بلا ہون مین بھی کہ آئی بلا کو ٹال دیا

یقین ہی ٹھوکرین کھاکے کچھ سنبھل جائے
کہ اوسکی راہ مین ہمنے تو دل کو ڈال دیا

جہان مین آئے تھے کیا رنج ہی اوٹھانے کو
الٰہی تونے ہمین کس بلا مین ڈال دیا

خدا کریم ہی یون تو مگر ہی اتنا رشک
کہ میرے عشق سے پہلے تجھے جمال دیا

تمھین کہو کہ کہان تھی یہ وضع یہ ترکیب
ہمارے عشق نے سانچے مین تمکو ڈھال دیا

بتون کے دین مین ہی لوٹنا ثواب ایسا
کہ جیسے راہ خدا مفلسون کو مال دیا

پیام وصل ہی کیون اب رقیب کے ہاتھون
نکالنا تھا مجھے آپ نے نکال دیا

بتا مین لفظ تمنا کے تمکو معنی کیا
تمھارے کان مین اک حرف ہمنے ڈال دیا

سر عدالت محشر جواب کیا دوگے
جو دادخواہون نے تمپر کوئی سوال دیا

نہین عدو تو خیال عدو ہی خلوت مین
کسی بہانے سے اسکو نہ تمنے ٹال دیا

ہمین خدا نے بہت رنج و غم دیا ای داغ
بتون کے دل مین نہ تھوڑا سا رحم ڈال دیا

ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہ الفت کبھی نہ کرنا
تمھین قسم ہی ہمارے سر کی ہمارے حق مین کمی نہ کرنا
ہماری میت پر تم جو آنا تو چار آنسو گرا کے جانا
ذرا رہے پاس آبرو بھی کہین ہماری ہنسی نہ کرنا
کہان کا آنا کہان کا جانا وہ جانتے ہی نہین یہ رسمین
وہان ہی وعدے کی بھی یہ صورت کبھی تو کرنا کبھی نہ کرنا
لیے تو چلتے ہین حضرت دل تمھین بھی اس انجمن مین لیکن
ہمارے پہلو مین بیٹھکر تم ہمین سے پہلو تہی نہ کرنا

نہین ہی کچھ قتل انکا آسان یہ سخت جان ہین بری بلا کے
قضا کو پہلے شریک کرنا یہ کام اپنی خوشی نہ کرنا

ہلاک انداز وصل کرنا کہ پردہ رہجائے کچھ ہمارا
غم جدائی مین خاک کرکے کہین عدو کی خوشی نہ کرنا

مری تو ہی بات زہر اونکو وہ اونکے مطلب ہی کی کہیونہ
کہ اونسے جو التجا سے کہنا غضب ہی اونکو وہی نہ کرنا

ہوا اگر شوق آئنے سے تو رخ رہے راستی کے جانب
مثال عارض صفائی رکھنا برنگ کاکل کجی نہ کرنا

وہ ہی ہمارا طریق الفت کہ دشمنونسے بھی ملکے چلنا
یہ ایک شیوہ ترا ستمگر کہ دوست سے دوستی نہ کرنا

ہم ایک رستہ گلی کا اوسکی دکھاکے دل کو ہوئے پشیمان
یہ حضرت خضر کو جتا دو کسی کی تم رہبری نہ کرنا

بیان درد فراق کیسا کہ ہی وہان اپنی یہ حقیقت
جو بات کرنی تو نالہ کرنا نہین تو وہ بھی کبھی نہ کرنا

مدار ہی ناصحو تمہین پر تمام اب اوسکی منصفی کا
ذرا تو کہنا خدا لگی بھی فقط سخن پروری نہ کرنا

۲ بری ہی اے داغ راہ الفت خدا نہ لیجائے ایسے رستے
جو اپنی تم خیر چاہتے ہو تو بھول کر دلگی نہ کرنا ۹

نجانا جان کا ایسا کسی نے جلد کھوجانا
تمھارا دو قدم چلنا یہان پامال ہوجانا

کریں کیا بات تجھ سے فتنہ گر اک کھیل ہے تجھکو
اوسے چھیڑنا بگڑنا رنج کرنا غصہ ہو جانا

ہمیں آگاہ تھے اس آپکی دل کی کدورت سے
بظاہر صاف باطن آپکو عالم نے گو جانا

بلا سے جانتا یہ رحم دل وہ خوش تو ہو جاتے
برا ہو دل کا کیا جانا کہ اونکو تند خو جانا

رہے ہو جس طرح دل میں ہو نظروں میں یونہی
کہاں کی ایسی گھبراہٹ ہے ٹھہرو دم تو لو جانا

بظاہر ہو دوئی پر اصل میں وحدت ہی وحدت ہے
نہ جانا ایک تم نے ہاے غافل دو کو دو جانا

عدو ہی نفس ہر ان کی آپ سنتے ہیں کہا اوسکا
کہیں آنا اوسے کا ہمارے حق میں ہو جانا

اوٹھائے غیر نے جو ناز بیجا اوسکو وہ جانے
ہمیں بھی تمنے وہ سمجھا مجھے بھی تمنے دو جانا

۲۱ بہت باغ جہاں میں سیر کی ہے داغ کیا کہیے
نہ دیکھا ہم نے جو دیکھا نہ جانا ہم نے جو جانا ۱۹

ہوا ہے جب سے شہرہ اوس عدوئے دین و ایماں کا
کوئی دل چھین کر دیکھے عقیدہ ہر مسلماں کا

مزہ ہر ایک کو تازہ ملا ہے عشق جاناں کا
مگر کچھ دید کا اب کہ فغاں کا دلکو ارماں کا

نہیں معلوم اک مدت سے قاصد حال کچھ انکا
مزاج اچھا تو ہے یا دشمن خنجر اوس آفت جاں کا

مری تقدیر کی برگشتگی سب میں ہی تھی کیا
حسینوں نے لیا اک حسن ہے برگشتہ مژگاں کا

اوگا ہے سبزہ کیسا خط کا گرد لب تری
خضر آئے یہ ہو ان چشمہ سمجھکر آب حیواں کا

ہوا رونے سے دل خالی کہاں اب تک بھی باقی ہے
خزینہ شوق کے ارماں کا و فینہ یاس و حرماں کا

اوڑایا جیسے تو نے چھپ نہیں سکتا ہے قاتل
یہ زخم دل بھی ہنسکر منہ چڑھاتا ہے نمکداں کا

خوشامد اسقدر کی ہو گیا بدنام عالم میں
زمانہ جانتا ہے مجکو یہ عاشق ہے زباں کا

جنوں نہیں خامہ فرسائی سے توڑیں ہیں قلم آ
ہمارا گھر نہیں ہے اک نمونہ ہے نیستاں کا

یہ کیا ہے آج غیروں نے مری تعریف کی ہے
یہ کیا ہے جو یہاں آتا ہے اپنے ہو زباں کا

کوئی بستر راحت چھوڑ کر کیوں جاگے اے قاتل
دل بیتاب گہوارہ بنا ہے تیر پیکاں کا

بنا ہو وہ ظالم تو وہ تیر ستم ہی ہے
کہاں اوڑ جائے لیکر قبر کو مردہ مسلماں کا

تمہارا گھر نہیں مہمان ہو گویا
کہیں ہے دخل دشمن کا کہیں ہے قبضہ درباں کا

فلک نے دو بنا اہل زمین کی پردہ پوشی کو
مگر اس دشمن جان نے کسیکا عیب اچھالا کا

سر شک تلخ کی تلخی گوارا ہے تو ہمکو ہے
زمین میں بھی نہیں آنسو ہماری چشم گریاں کا

بنا کر اپنا دیوانہ الگ بچکر چلے جانا
تری دامن سے لپٹا ہے یہیں لیکر گریباں کا

کسیکی شرم آلودہ نگاہوں میں یہ شوخی ہے
اسے دیکھا ادھر دیکھا ادھر کا اُدھر کا

غش آ جاتا ہے اسکو آنکھ سے جب آنکھ ملتی ہے
نگہبان اور پیدا کیجیے اپنے نگہباں کا

٢١ تری آتش بیانی داغ روشن ہے زمانہ پر
پگھل جاتا ہے مثل شمع دل ہر اک سخنداں کا ٢٢

بنا کس دن میں مجنوں کہیں رشتہ رگ جاں کا
جنون تیرے ہی سر سہرا رہا تار گریباں کا

تیرے دست قدرت میں نگیں کر دل ہو انساں کا
کہ ہر ناخن نگینہ بن گیا مہر سلیماں کا

بنا دے بخیہ گر پردہ قبا سے جسم عریاں کا
ٹھکانے سے لگا دے کوئی ٹکڑا اس گریباں کا

فلک نے خوب خدمت لی ہمارے دیدہ تر سے
کہ ہر آنسو نے منہ دھویا شب مہتاب ہجراں کا

کیا ہے ایک دست آرزو نے وارد جانب
زلیخا کے جگر تک چاک ہے یوسف کے داماں کا

وہ چشم آبلہ بھی دید کے قابل ہے اے وحشت
نظر میں جسکے پہلے چبھ گیا کانٹا بیاباں کا

مریض جاں بلب دیکھے ہیں ایسے نہیں دیکھے
خدا حافظ نہیں ہوتا ترے بیمار ہجراں کا

دل آشفتہ ذکر زلف سے کیا کیا الجھتا ہے
سنا جاتا نہیں قصہ پریشاں سے پریشاں کا

سر محفل مجھی سے تجکو ظالم پردہ کرنا تھا
پھر اوس پر یہ قیامت کھینچکے دامن سے منہ ڈھکان کا

اثر دیکھو زبان بخیہ گر کے ہو گئے ٹکڑے
لیا تھا نام بھولے سے مرے چاک گریبان کا

فرشتوں کو بچانا یا الٰہی ایسے تیروں سے
کہ رخ ہی آسمان کی سمت ہے برگشتہ مژگان کا

وہ ناکام تمنا ہوں جو اپنا قتل میں چاہوں
اثر ہو جائے آب تیغ میں بھی آب حیوان کا

بہت آنکھیں ہیں فرش راہ چلنا دیکھ کر ظالم
کف نازک میں کانٹا چبھ نہ جائے کوئی مژگان کا

رہی اونکے ہمارے دل ہی دل میں گفتگو جب تک
مزا آتا رہا کیا کیا شکایتہائے پنہان کا

عدم میں لے گیا مجکو فرشتہ میں یہ سمجھا تھا
بلانے کو مرے آیا ہی کوئی آدمی ان کا

نگین سے ہر مکان کی زیب ہی گو قید خانہ ہو
نصیبا کھل گیا تھا حضرت یوسف کے زندان کا

گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑے کس راہ میں فتنے
نظر آتا ہی خالی آج گوشہ تیرے دامان کا

ملا دی تھیں دیدہ مشتاق سے گستاخیاں کیا کیا
بھلے کو رخ نہ تھا میری طرف اونکے نگہبان کا

لئے دیتا ہوں جو گذری ہی پر اے داور محشر
نہ آئے تذکرہ مجھسے کیسکے عشق پنہان کا

کھلا ہی جوہر آئینہ کیا کیا صورت غنچہ
لیا ہی جب سے بوسہ تو نے اپنے روئے خندان کا

۲۳
ہمارے داغ عصیان داغ کیا کیا رنگ لائینگے
گمان گذریگا دوزخ پر بھی جنت کے گلستان کا
۱۷

جو ہو سکتا ہی اس سے وہ کسی سے ہو نہیں سکتا
مگر دیکھو تو پھر کچھ آدمی سے ہو نہیں سکتا

محبت میں کرے کیا کچھ کسی سے ہو نہیں سکتا
مرا مرنا بھی تو میری خوشی سے ہو نہیں سکتا

الگ کرنا رقیبوں کا الٰہی تجھکو آسان ہی
مجھے مشکل کہ میری بیکسی سے ہو نہیں سکتا

کیا ہی وعدہ فردا اونھوں نے دیکھیے کیا ہو
یہاں صبر و تحمل آج ہی سے ہو نہیں سکتا

یہ مشتاق شہادت کس جگہ جائیں کسے ڈھونڈیں
کہ تیرا کام قاتل جب تجھی سے ہو نہیں سکتا

لگا کر تیغ قصہ پاک کیجے داد خواہوں کا
کسی کا فیصلہ گر منصفی سے ہو نہیں سکتا

ہوا دشمن بظاہر چار دن کو دوست ہو کر
کسی کا ہو رہے یہ ہر کسی سے ہو نہیں سکتا

دم پرسش کہو گے کیا وہاں جب پاس ہو تم کچھ
ادا اک حرف وعدہ ناز کی سے ہو نہیں سکتا

نہ کہیے گو کہ حال دل مگر رنگ آشنا ہیں ہم
یہ ظاہر آپ کی کیا خامشی سے ہو نہیں سکتا

کیا جو ہمنے ظالم کیا کریگا غیر منہ کیا ہے
کرے تو صبر ایسا آدمی سے ہو نہیں سکتا

چمن میں ناز بلبل نے کیا جب اپنے نالے پر
چٹک کر غنچہ بولا کیا کسی سے ہو نہیں سکتا

نہیں گر تجھ پہ قابو دل ہی پر کچھ زور ہو اپنا
کروں کیا یہ بھی تو ناطاقتی سے ہو نہیں سکتا

نہ رونا ہے طریقے کا نہ ہنسنا ہے سلیقے کا
پریشانی میں کوئی کام جی سے ہو نہیں سکتا

ہوا ہوں اسقدر محجوب عرض مدعا کرکے
کہ اب تو عذر بھی شرمندگی سے ہو نہیں سکتا

غضب میں جان ہے کیا کیجیے بدلہ رنج و راحت کا
بدی سے کر نہیں سکتے خوشی سے ہو نہیں سکتا

مزا جو اضطراب شوق سے عاشق کو حاصل ہے
وہ تسلیم و رضا و بندگی سے ہو نہیں سکتا

۲۴

خدا جب دوست ہے اے داغ کیا دشمن سے اندیشہ
ہمارا کچھ کسیکی دشمنی سے ہو نہیں سکتا

۲۳

کب سے شب فراق ہوں مشتاق دید کا
خورشید ہو گیا ہے مجھے چاند عید کا

ساقی عرق پلا مجھے اگلی کشید کا
سمجھا مہ صیام کو میں چاند عید کا

خالی ہے شیشہ تو مجھے دے ڈال محتسب
ملجائے کوئی جوڑ دل نا امید کا

واعظ کی بات کے تو ہزاروں جواب ہیں
پر کیا کریں کہ منہ ہے کلام مجید کا

کیا قتل حسرتیں ہوئیں دل میں کہ بیکسی
لے لیکے نام روتی ہے اک اک شہید کا

روز الست ہمسے بڑی چال رہ گئی
پھر ایسا دن ملیگا نہ گفت و شنید کا

چھوٹا ہے قفل میکدہ اے میکشو نوید
سونپے وہ محتسب کو محافظ کلید کا

دبت کرے خدائی کی باتین خدا کی شان
جو حرف پڑھ سکے نہ کلام مجید کا

اہ کمال پیر مغان تجھسے کیا کہون
مرشد وہان خطاب ہوئی مرید کا

س دل کا کوئی نقش وفا مین نہین جواب
بیٹھا ہوا ہی سکہ ترے زرخرید کا

ہنچی ادھر لحد نے لاش مری جب سمجھ لیا
حورون کو انتظار ہی تیرے شہید کا

ایا ہی میری قتل کا محضر پیامبر
یان انتظار تھا مجھے خط کی رسید کا

ل میرا آپکا نہین ملنے کا فرق ہی
یہ نگ عقیق کا وہ نگینہ حدید کا

سہو ہو گئین تری وعدہ خلافیان
پھر اعتبار ہی مجھے عہد جدید کا

رنگ خون بھی کاٹ دیا تیغ یار نے
پانی ہوا ہی آج لہو ہر شہید کا

بل کی داستان سنی گوش گل نے کب
انسان ہی کو لطف ہی گفت و شنید کا

و شیخ فیض پیر خرابات دیکھنا
جو حال پیر کا ہی وہی ہی مرید کا

صد مرے سوال کا کوئی نہین جواب
کاغذ بدل گیا نہ خط کی رسید کا

ایک سکے سنتے ہین منہ سے ترے ہزار
لپکا پڑا ہوا ہی یہ گفت و شنید کا

ران خلد بولتے ہین بڑھکے بولیان
نیلام ہو رہا ہی تمھارے شہید کا

ہنا وہ روک روک کے اڑتی نگاہ کو
رہنا وہ تھام تھام کے دل محو دید کا

ہنا ہمارے ساتھ ذرا ای شب فراق
دوزخ مین قحط ہو نہ عذاب شدید کا

۲۵ ای داغ کیون نہ مجھکو شفاعت کی ہو امید
مین ہون محب حسین کا دشمن یزید کا ۹

حلقہ زنجیر سے کم دور پیمانہ نہ تھا
قید خانہ تھا ہمین بے یار میخانہ نہ تھا

اسقدر خانہ خرابی ای دل خانہ خراب
خاک اڑانے کے لیے اپنا یہ کاشانہ نہ تھا

کچھ تو ہی آرام اوس کوچے مین جو ہم جا رہے — ورنہ کیا رہنے کو اپنے اپنا کاشانہ نہ تھا

پیشکش تھی حسن جانانکی کہ اوسکی بزم مین — شمع کے نزدیک شب کو کوئی پروانہ نہ تھا

اوسپہ تو کرتا عمل تو دیکھتا کیفیتین — قطرۂ مے زاہدا تسبیح کا دانہ نہ تھا

تمسے کیا شکوہ کہ دل بھی دشمن جان ہو گیا — یہ تو اپنا دوست ہی تھا کوئی بیگانہ نہ تھا

کیون نکرتے ہجر مین ہم دلسے باتین صبح تک — کان رکھکر کوئی سنتا یہ وہ افسانہ نہ تھا

تم اگر ہوتے تو لاتے شب کو اے ناصح اوسے — ہمنشین تمسا کوئی ہشیار و فرزانہ نہ تھا

۲۶ — تم تو اوسکو سیکھین سو سو طرح لاتے مگر — مفت دیتا دل تمھین داغ ایسا دیوانہ تھا — ۹

زندہ عیسے کا نام کرنا تھا — اسطرف بھی خرام کرنا تھا

وائے غفلت کہ اب کیا ہمنے — جو ہمین پہلے کام کرنا تھا

نہ میسر ہوئی کہین خلوت — کچھ ہمین بھی کلام کرنا تھا

جا چکی دل کی اب شکیبائی — پیشتر انتظام کرنا تھا

کیون کسی کی نگاہ نے تیری — کام میرا تمام کرنا تھا

تھی نہ تاب ستم تو حضرت دل — عاشقی کو سلام کرنا تھا

دشمنون کو امان دینی تھی — گر تمھین قتل عام کرنا تھا

کیون کیا غیر پر ستم تو نے — یہ ہمین پر تمام کرنا تھا

۲۷ — داغ مہمان سرا دنیا مین — اور چندے قیام کرنا تھا — ۹

بلا سے اضطراب و درد ہی بنکر ٹھہر رہنا — کسی صورت سے تم رہنا مرے دل مین مگر رہنا

اوٹھانا ظلم عادت ہے مری الفت نہیں چھٹتی
کبھی تو آشتی بھلاو ہمین نہ ای بیدادگر رہنا

برائی اور بھلائی جبکہ تیرے ہاتھ ہی ہی
تو چھوڑا ہمنے راضی آج سے تقدیر پر رہنا

گذاری ہمنے ساری رات یہ کہکر وہ آتے ہیں
ذرا ای چشم تر تھمنا ذرا ای دل جگر رہنا

لگاؤ تو ذرا ای حضرت ناصح کہیں دل کو
مرا ذمہ محبت سے نہ ڈرنا بیخطر رہنا

ہماری سخت جانی بس ٹھہری فیصل ہی ٹھہرا
قسم ہے تمکو گردن پر چھری تم پھیر کر رہنا

تجھے وہ جانکر بیخود کھینگے غیر سے لگکی
خبردار ای دل اوسکی بزم مین تو بیخبر رہنا

کیا تھا کہکے اب آتا ہوں قاصد کو تو موت آئی
دل بیتاب ان جاکر کہین تو بھی نہ مر رہنا

(۲۸)
ڈرو اللہ سے ای داغ دیکھو ہوش مین آؤ
بتوں کی یاد مین غافل خدا سے اسقدر رہنا
(۹)

ترے خرام نے برپا ہی شور و شر کیسا
اوٹھا یہ فتنہ قیامت سے پیشتر کیسا

تری تو برش تیغ نظر کا کیا کہنا
ہمین تو دیکھ کہ رکھتے ہین ہم جگر کیسا

سنبھل سنبھل کے بگڑتا ہی کچھ دل بیتاب
الٰہی آج یہ صدمہ ہی جان پر کیسا

شفق کھلی ہی زمین پر بھی اشک خون نے مرے
یہ رنگ تو نے دکھایا ہی چشم تر کیسا

یقین تھا کہ پس مرگ چین آئیگا
قرار اس دل بیتاب کو مگر کیسا

نکل سکی نہ مرے منہ سے آہ بھی پوری
اثر کی کسکو توقع ہی یان اثر کیسا

ہم اپنے دل کی حقیقت تمہین سے پوچھتے ہین
اب اسکا حال ہی کیا تھا یہ پیشتر کیسا

وہ پاشکستہ ہون گم کردہ راہ و خانہ خراب
کہ دشت بھی نہین مجھکو نصیب گھر کیسا

(۲۹)
کمال عشق ہی ای داغ محو ہو جانا
مجھے خبر ہی نہین نفع کیا ضرر کیسا
(۹)

غم کو مین عشق مین غمخوار دل و جان سمجھا
رنج کو راحت اور آزار کو درمان سمجھا

اور بھی آگ سوا عشق کی بھڑکی تہ خاک
مین صبا کو جو تری جنبش دامان سمجھا

منع مجکو ہی کیا رات کو مجسے ہی کہا
مین گدا بنکے گیا در پہ وہ دربان سمجھا

چاہتا ہون کہ نکل جائے کہین سینے سے
دلکو مین ہجر مین تیر کوئی ارمان سمجھا

کچھ تو تھی بات کہ ناصح کے نہ مانی کچھ بات
کچھ تو سمجھا جو کچھ یہ دل نادان سمجھا

سہل ہونا مری مشکل کا بہت مشکل ہے
کام دشوار وہ نکلا جسے آسان سمجھا

جانکر چاک کیے سینے وہ دیوانہ ہون
جیب کو جیب گریبان کو گریبان سمجھا

وصل کا وعدہ اشارے سے کہین ہوتا ہے
مین ترے سر کی قسم کچھ نہ مری جان سمجھا

نہین جانیکا یہان سے کہین ہرگز ای داغ
کوچۂ یار کو مین روضۂ رضوان سمجھا

رہی مجکو خبر رات کو جو تیرے قرین تھا
مین گرچہ نہ تھا پاس مرا دل تو وہین تھا

زاہد مری تقدیر مین وہ دشمن دین تھا
مجبور ہون اللہ کو منظور یہی تھا

اللہ ری تری بیخبری بل بے تغافل
اب بھی تو نہ آیا کہ دم باز پسین تھا

سب خاک ہوئین آج مرے دلکی امیدین
کل تک تو تری آس سے کیا کیا نہ یقین تھا

اب دلمین ہوا تیری جگہ درد کا مسکن
یہ وہ ہی مکان ہے کبھی تو جسمین مکین تھا

روپوش ہوا سنتے ہی پیغام ہمارا
ڈھونڈھے کوئی قاصد کو ابھی تک تو یہین تھا

یہ سیر عجب صید گہ عشق مین دیکھی
ہشیار وہی تھا جو ترے زیر کمین تھا

زندہ نہ مسیحا سے ہوا کشتۂ الفت
مردونکو جلانا تو کچھ اعجاز نہین تھا

دلمین نہ رکھے آدمی اتنی بھی کدورت

۳۱ انسان ہی تھا داغ بھی خاک نشین تھا ۹

نہ آیا نامہ بر اب تک گیا تھا کہہ کے اب آیا
الٰہی کیا ستم ٹوٹا خدایا کیا غضب آیا

رہا مقتل میں بھی محروم آب تیغ قاتل سے
یہ ناکامی کہ میں دریا پہ جا کر تشنہ لب آیا

غضب ہی جن پہ دل آ جائے کہیں انجان بن کر وہ
کہاں آیا کدھر آیا یہ کیوں آیا یہ کب آیا

شروع عشق میں گستاخ تھے اب ہیں خوشامد گو
سلیقہ بات کرنیکا نہ جب آیا نہ اب آیا

نوشتہ میرا یعنی تو دل بے مدعا میرا
مگر اس عالم اسباب میں بنتے سبب آیا

بسر کیونکر کرینگے خلد میں ہم واعظ ناداں
ہمارے جد امجد کو نہ واں رہنے کا ڈھب آیا

وہ ارماں حسرتیں جسکی اگر نکلا تو کب نکلا
وہ جلوہ خواہشیں جسکی نظر آیا تو کب آیا

ابھی اپنے جفا کو کھیل ہی سمجھا ہی تو ظالم
کہ جینے پر نہ آیا میرے مرنے پر عجب آیا

۳۲ گیا جب داغ مقتل میں کہا خوش ہو کے قاتل نے
مرا آفت نصیب آیا مرا ایذا طلب آیا ۹

جال زلف سیاہ نے مارا
تیر کافر نگاہ نے مارا

کہا گیا مغز ناصح ناداں
مجکو اس خیرخواہ نے مارا

ضبط کر درد عشق کو اے دل
اس تری آہ آہ نے مارا

زیر خنجر بھی ضبط عشق رہا
دم نہ اس بیگناہ نے مارا

پھر گیا روز حشر دل مجھسے
مجکو ملکر گواہ نے مارا

خوش ہی کافر بھی اوسکی رحمت کے
لے اس اشتباہ نے مارا

مر گئے ہم تو وضع داری میں
دوستی کی نباہ نے مارا

چرخ سے عمر خضر مانگی تھی
جان بے کینہ خواہ نے مارا

۳۲ دیکھ اے داغ اہل دنیا کو
ہوس عزّ و جاہ نے مارا ۱۱

اے اہل بزم چشم مروت کو کیا ہوا
کیون دیکھتے نہین مری صورت کو کیا ہوا

تلوار بے تکان اوٹھاؤ نہ ہاتھ مین
خلقت کہیگی ناز و نزاکت کو کیا ہوا

یان فرط غم سے دل آ بنی وان وہ تمکنت
پوچھا نہ چھوٹے منہ بھی طبیعت کو کیا ہوا

بسمل نہ رکھ ہلاک ہی کر ہمکو اے فلک
راحت اگر نہین تو جراحت کو کیا ہوا

بے جستجو ملیگا نہ اے دل سراغ دوست
تو کچھ تو قصد کر تری ہمت کو کیا ہوا

یہ دادخواہ کیسے تماشے دکھائینگے
تم دیکھنا کہ روز قیامت کو کیا ہوا

منظور ذکر غیر سے تھا امتحان دل
دیکھین تو آپ اپنی طبیعت کو کیا ہوا

جاتا ہی کوے یار مین اے دل خلاف عقل
آتی ہوئی بلا و مصیبت کو کیا ہوا

سوہوم کردیے جو دہان میان دوست
کیا جانے وہم صانع قدرت کو کیا ہوا

افسوس خاک مین نہ ملی کوئی آرزو
کیا جانے اب وہ دل کی کدورت کو کیا ہوا

۳۳ ٹھنڈا پڑا ہے داغ دل داغدار عشق
اس آفتاب حشر کی حدت کو کیا ہوا ۹

جو عاشقی مین خاک ہوا کیمیا ہوا
کہتا تھا آج خاک مین کوئی ملا ہوا

گر میکدے مین عید منائی تو کیا ہوا
ایسا ہی شیخ تیرا دوگانہ قضا ہوا

اے عشق رخصت اے ہوس آرزو سلام
اپنا مقام آج سے دار البقا ہوا

الوچے ہین اوسکے ہم تو قیامت اوٹھائینگے
انصاف اپنا پایا نہ ہوا آج یا ہوا

لپٹا ہے آسمان کو بلا کی طرح سے آہ
یہ نالہ رسا تری زلف رسا ہوا

اتنا تو بتا دے مجھے اے ناصح مشفق
دیکھا ہے کہ اوس ماہ لقا کو نہین دیکھا

ایسی نظر شوخ مین تمکین نہین دیکھی
اس طرح تغافل مین حیا کو نہین دیکھا

اغیار کے نالے تو بہت تمنے سنے ہین
مظلوم کی تاثیر دعا کو نہین دیکھا

ہے اوسکو رہی خاک نشینون ہو کدورت
اپنے ہی تو نقش کف پا کو نہین دیکھا

وا افسوس کہ فرصت مین کبھی غور سے تمنے
افسانۂ ارباب وفا کو نہین دیکھا

جب داغ کو ڈھونڈھا کسی بتخانہ مین پایا
گھر مین کبھی اوس مرد خدا کو نہین دیکھا

ہو گئے پر خون دل عشاق ہوکر زیر پا
کیا لگا رکھا ہے ظالم تو نے خنجر زیر پا

مانع رفتار ہو کیا اوسکو پتھر زیر پا
جسنے لاکھون روند ڈالے کاسۂ سر زیر پا

دامن دل کیا بچے اوسکی خرام ناز سے
چاک ہو جائے اگر داماں محشر زیر پا

تیرے ہاتھون سے ہوا ہے اک زمانہ پائمال
پیس ڈالون تجکو اے چرخ ستمگر زیر پا

آرزو بخت نے کی تھی خرام ناز کی
دیدیا اوس نے مجھے دل کو مسلکر زیر پا

مثل ماہی تیرتا جاتا ہون براہ شوق مین
چشم گریان کی بدولت ہے سمندر زیر پا

پائمالی سے نشان قبر کے آیا نہ چین
رکھ لیا ظالم نے میرا نام لکھکر زیر پا

بزم دشمن مین لگی ایسی مرے تلوون نے آگ
فرش گل کو مینے سمجھا فرش اخگر زیر پا

مین وہ ہون آتش قدم جسسے پگھلتے ہین پہاڑ
موم ہو جاتا ہے جو آتا ہے پتھر زیر پا

عاشقون سے ہوتے ہین معشوق سرکش پائمال
رکھتی ہے قمری سر سرو صنوبر زیر پا

قوت رفتار جب اوس فتنہ گر کو مل گئی
آگیا روز اجل میرا مقدر زیر پا

توڑ کر اے محتسب میخانہ سے باہر نہ پھینک
آنہ جاوین ریزۂ مینا و ساغر زیر پا

کیا تماشا ہے جب آیا ہے اوسے نرگس سے تپک
اوس نے مل ڈالے ہیں سب دیدۂ تر زیر پا

دونوں دشمن ہیں بشر کے آسمان ہو یا زمین
فتنہ گر بالا ہے سر پہ تو ستمگر زیر پا

خوف ہے اسکو نہ دامن گیر ہو یہ دست تیغ
ہاتھ بسمل کا دبا لیتا ہے اکثر زیر پا

وہ صراط عشق پہ اے داغ ہو ثابت قدم
مشق کی ہو جس نے رکھکر تیغ و خنجر زیر پا

آج راہی جہان سے داغ ہوا
خانۂ عشق بے چراغ ہوا

کیا نشان وفا بھی اے ظالم
دل گم گشتہ کا سراغ ہوا

ایسی کیا بو سما گئی تمکو
ہمسے جو اس قدر دماغ ہوا

نہ مٹا نقش غیر جی سے ترے
یہ بھی میرے ہی دل کا داغ ہوا

دل پر خون جگر ہے جام طلسم
کبھی خالی نہ یہ ایاغ ہوا

کیا اثر ہے کہ غنچۂ تصویر
اوسکے ہنسنے سے باغ باغ ہوا

صبح وہ داغ دیکھکے مجکو
دل کو روشن مرا چراغ ہوا

عمر جاوید تو خضر کو ملی
عیش جاوید سے فراغ ہوا

سبزہ گردیں ٹھوکرونسے مری
چاک دامان کوہ و راغ ہوا

آسمان گر گیا نظر سے مری
عرش پر جب ترا دماغ ہوا

حال فردوس سن لیا زاہد
وہ بھی کیا بے نظیر باغ ہوا

بعد استاد ذوق کے کیا کیا
شہرت افزا کلام داغ ہوا

ثبات بحر جہاں میں اپنا فقط مثال حباب دیکھا
نہ جوش دیکھا نہ شور دیکھا نہ موج دیکھی نہ آب دیکھا

لیتا ہون بوسہاے خط سبز کے مزے
ہی زہر اندنون مرے منہ کو لگا ہوا

کہدو سمجھ کے جائین وہ کوے رقیب مین
اک رشک آشنا کا ہی مُردہ پڑا ہوا

ہم ایسے لینگے بوسہٴ گل تیرے سامنے
کیا ایسا لعل ہی ترے لب مین لگا ہوا

ای داغ بے قصور ہوے قتل عشق مین
کوئی برائی ہمنے نہین کی بھلا ہوا

دلمین تو کفر تیرے پھر غضب خدا کا
ای داغ سوے کعبہ پھر مانگنا دعا کا

اب یہ غصہ ہی کہ ہمسے شکوہ کیا جفا کا
اب دل کہان ٹھکانے نام آگیا وفا کا

اب خاک مین ملا کر آتا ہی کون ہم تک
آئے نہ آئے کوئی جھونکا کبھی صبا کا

رہبر ہی کیون یہ غصہ تیرے ہین بچے اجل ہم
دشمن یہ ہو جو ہرگز قائل نہین قضا کا

گر ذوق سیر ہی کچھ تو دیکھ میرے دلکو
یہ بھی ہی اک نمونہ جام جہان نما کا

گا ہے فلک پہ پھینکا گاہے زمین پہ پٹکا
مشت غبار اپنا بازیچہ ہی صبا کا

یہ تا در اجابت پہونچے تو خاک پہونچے
تاثیر نے گھٹایا رتبہ مری دعا کا

جس راہ سے وہ گذرے ڈالے بنائے محشر
فتنہ بنا نگہبان ہر چشم نقش پا کا

ہی سرنوشت میری کیا مشق بے سروپا
تا حشر بھی نہ پایا اک حرف مدعا کا

اس پردے نے تمھارا نام اور بھی نکالا
یہ بھی کوئی چھپا ہی جو نام ہو حیا کا

ہاتھون کے بل چلے ہم کانٹون پہ سوے صحرا
ہر خار اک عصا تھا اپنے شکستہ پا کا

دست ہوس بڑھا کر کیون مرتبہ گھٹایا
سمجھی نہ یہ زلیخا دامن ہی پارسا کا

کم ہوگا داغ سا بھی نکلا رانِ جہان مین
اوس بت پہ شیفتہ ہوا اور نام لے خدا کا

سرخی لب نے کیا ہی خون اس نخچیر کا
تیر ہی پیکان سے بھی سوفار اوسکے تیر کا

عقدہ کھلتا ہی نہین اس عاشق دلگیر کا
تنگئی دلکی گرہ جو پیچ تھا تقدیر کا

ستم ہین معشوق کی غم آسمان پیر کا
لیگیا دنیا سے ہین جو تھا مری تقدیر کا

اونکی خاموشی مین تو عالم ہی اک تصویر کا
اور رجب کی بات چھپا بندھ گیا تقریر کا

تفرقہ پرداز تھی کیا آنکھ اوس صیاد کی
مجھ مین اور دلمین ہے پلہ ہی سو تیر کا

دیکھ تو قاتل کہ جوش گریہ بسمل نے کیا
ایک کرڈالا لہو پانی تری شمشیر کا

آنکھ کے ملتے ہی باہم چھا گئین حیرانیان
آئینے کی شکل یان عالم وہان تصویر کا

ہی تو یون زندان مہمان کے تواضع ختم ہی
حلقہ حلقہ پاؤن پڑتا ہی مری زنجیر کا

ہاے وہ دن ہو کہ تو دل تھام کر مجھسے کہے
آہ ظالم تیرا نالہ بھی ہی کس تاثیر کا

گہ شمار خار صحرا گہ وظیفہ نام قیس
سبحہ کا دانہ ہی ہر دانہ مری زنجیر کا

۲۹ عشق اوس کم عنا جوان کا داغ کرتا ہی ستم
نام ہی بدنام ناحق آسمان پیر کا ۳۰

غضب کیا ترے وعدے پر اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

کسی طرح جو نہ اوس بت نے اعتبار کیا
مری وفا نے مجھے خوب شرمسار کیا

ہنسا ہنسا کے شب وصل اشکبار کیا
تسلیان مجھے دے دیکے بیقرار کیا

یہ کسنے جلوہ ہمارے سر مزار کیا
کہ دل سے شور اوٹھا ہاے بیقرار کیا

سنا ہی تیغ کو قاتل نے آبدار کیا
اگر یہ سچ ہی تو بے شبہ ہم پہ وار کیا

نہ آئے راہ پہ وہ عجز بے شمار کیا
شب وصال بھی منت تو انتظار کیا

تجھے تو وعدہ دیدار ہم سے کرنا تھا
یہ کیا کیا کہ جہان کو امیدوار کیا

دل کو تاب کہان ہی کہ ہو مآل اندیش
اونھون نے وعدہ کیا اسنے اعتبار کیا

کہان کا صبر کہ دم پر ہی بنگئی ظالم
بتنگ آئے تو حال دل آشکار کیا

تڑپ پھر ای دل نالان کہ غیر کہتے ہین
اخیر کچھ نہ بنی صبر اختیار کیا

ملی جو یار کی شوخی سے اسکی بیچینی
تمام رات دل مضطرب کو پیار کیا

بھلا بھلا کے جتایا ہی اونکو راز نہان
چھپا چھپا کے محبت جو آشکار کیا

نہ اوسکے دل سے مٹایا کہ صاف ہو جاتا
صبا نے خاک پریشان مرا غبار کیا

ہم ایسے محو نظارہ نہ تھے جو ہوش آتا
مگر تمھارے تغافل نے ہوشیار کیا

ہمارے سینے مین کچھ رہگئی تھی آتش ہجر
شب وصال بھی اوسکو نہ ہمکنار کیا

رقیب و شیوۂ الفت خدا کی قدرت ہی
وہ اور عشق بھلا تمنے اعتبار کیا

زبان خار سے نکلی صدائے بسم اللہ
جنون کو جب سر شوریدہ پر سوار کیا

تری نگہ کے تصور مین ہمنے ای قاتل
لگا لگا کے گلے سے چھری کو پیار کیا

غضب تھی کثرت محفل کہ مینے دھوکے مین
ہزار بار رقیبون کو ہمکنار کیا

ہوا ہی کوئی مگر اسکا چاہنے والا
کہ آسمان نے ترا شیوہ اختیار کیا

نہ پوچھ دل کی حقیقت مگر یہ کہتے ہین
وہ بیقرار رہے جسنے بیقرار کیا

جب اونکو طرز ستم آگئے تو ہوش آیا
برا ہو دل کا برے وقت ہوشیار کیا

فسانۂ شب غم اونکو اک کہانی تھی
کچھ اعتبار کیا کچھ نہ اعتبار کیا

اسیری دل آشفتہ رنگ لاکے رہی
تمام طرۂ طرار تار تار کیا

کچھ آگئے داور محشر سے ہی امید مجھے
کچھ آپنے مرے کہنے کا اعتبار کیا

کسیکے عشق نہانی مین یہ بدگمانی تھی
کہ ڈرتے ڈرتے خدا پر بھی آشکار کیا

فلک سے طور قیامت کے بن نہ پڑتے تھے
اخیر اب تجھے آشوب روزگار کیا

وہ بات کر جو کبھی آسماں سے ہو نہ سکے
ستم کیا تو بڑا تو نے افتخار کیا

۳۸ سنبھلنے کا مہر قیامت بھی ایک خال سیاہ
جو چہرہ داغ سیہ رو نے آشکار کیا ۱۳

باقی جہاں میں قیس نہ فرہاد رہ گیا
افسانہ عاشقوں کا فقط یاد رہ گیا

یہ سخت جان تو قتل سے ناشاد رہ گیا
خنجر چلا تو بازوئے جلاد رہ گیا

پابندیوں نے عشق کی بیکس رکھا مجھے
میں سو اسیریوں میں بھی آزاد رہ گیا

چشم صنم نے یوں تو بگاڑے ہزار گھر
اک کعبہ چند روز کو آباد رہ گیا

محشر میں جا کے شکوہ کیا شکر یار کا
جو بھولنا تھا مجھ کو وہی یاد رہ گیا

اونکی تو بن پڑی کہ لگی جان مفت ہاتھ
تیری گرہ میں کیا دل ناشاد رہ گیا

پر نور ہو رہے گا یہ ظلمت کدہ اگر
دل میں بتوں کا شوق خداداد رہ گیا

یوں آنکھ اونکی کر کے اشارہ پلٹ گئی
گویا کہ لب سے ہو کے کچھ ارشاد رہ گیا

ناصح کا جی چلا تھا ہماری طرح مگر
الفت کی دیکھ دیکھ کے افتاد رہ گیا

ہیں تیرے دل میں سب کے ٹھکانے برے بھلے
میں خانماں خراب ہی برباد رہ گیا

وہ دن گئے کہ تھی مرے سینے میں کچھ خراش
اب دل کہاں ہے دل کا نشاں یاد رہ گیا

صورت کو تیری دیکھ کے کھنچتی ہے جان خلق
دل اپنا تھام تھام کے بہزاد رہ گیا

۳۹ اے داغ دل ہی دل میں گھلے ضبط عشق سے
افسوس شوق نالہ و فریاد رہ گیا ۹

جوڑ کے شہباز نظر پر گرا
ٹوٹ کے ہر خستہ جگر پر گرا

نالہ و فریاد و فغاں اسقدر
آہ یہ لشکر نہ اثر پر گرا

چرخ سے جب کی ہوس سرفرازی
سنگ مصیبت مرے سر پر گرا

سایہ مرے بخت سیہ کا ضرور
ای شب غم تیری سحر پر گرا

زلف رسا کو دم تزئین سنبھال
بوجھ نہ یہ موے کمر پر گرا

شوق نے آوارہ کیا تھا مجھے
خیر ہوئی مین ترے در پر گرا

خوب اوٹھا جو تری رہ مین اوٹھا
خوب گرا جو ترے در پر گرا

صاعقہ اوسکی نگہ شوخ کا
دل جو بچا یا تو جگر پر گرا

بزم سے گلدستے سب اوٹھوا لیے
داغ کا نزلہ گل تر پہ گرا

۴۰

۴۱

جھوک سے سائے کے بھی ناتوان لاغر گرا
جس جگہ سایہ گرا میرا تجھے لیکر گرا

دل سنبھالا پر نہ سنبھلا پاؤن اوٹھا سر گرا
اوسکے آگے آج مین اکثر اوٹھا اکثر گرا

اس نزاکت پہ ہماری قتل کا ہو جی مین خوش
دست نازک سے لیے خنجر وہ ہاتھ سے خنجر گرا

تھا برا موقع گرا چھار ہا پاس ادب
آج کیا کیا پاؤن پر قاتل کے میرا سر گرا

وائے ناکامی کہ جسمین تھے باندھا خط شوق
وہ ہی مرغ نامہ بر کا ٹوٹ کر شہپر گرا

انتظار یار مین پتھرا گئین آنکھین اسقدر
اشک بھی نکلا ہماری آنکھ سے پتھر گرا

شوخیان اوس قد دلکش کی قیامت دیکھکر کوئی
سایہ عقبیٰ کا طوبیٰ [illegible] پر گرا او سر گرا

چوٹ کھائی دل نے گرا اوس سے ہم نے عشق مین
یا الٰہی خیر ہو شیشہ پہ پتھر پر گرا

دل ساداتا خنجر کو جو عشق مین ہم نے
وہ وداع شوق [illegible] آنکھون مین گر گرا

نکلی بسم اللہ اوس کافر کے منہ سے پہلے
آج اس انداز سے عاشق مضطر گرا

کیا غضب ٹوٹا نگاہ خانمان برباد نے | خانۂ دل کیا گرا گویا خدا کا گھر گرا
کم نصیبی اسکو کہتے ہین کہ میرے وار پر | دست ساقی سے ادھر شیشہ اودھر ساغر گرا

۴۱ پہلے کیون ای داغ اتنی پی گئے فرمایئے | تم سر پکڑ کر اب جو ہو فریاد میرا سر گرا ۱۵

ملے اوس سوختہ قسمت سے کیا جلوہ تارے کا | کہ خورشید قیامت عکس ہے جسکے ستارے کا
یقین ای دل نکر تو اوسکے مژگان کے اشارے کا | بھروسا کیا ارے ناداں تنکے کے سہارے کا
پتا پایا کوئی بحر عشق مین رستہ گذارے کا | نہ پہونچا اوس کنارے تک شناور اس کنارے کا
ارے بیباک کیا کہنا ہی تیرے اس اشارے کا | ٹھکانا ہے ٹھکانے کا سہارا ہے سہارے کا
تجھے کیون ڈر ہو اوس سے تیغ نازکو دون الجھ ل | گرا ہی مژگان پہ ٹکڑا ہی ہٹے تلوارے کا
کیے ای خضر تمنے خوب نقد عمر کے گھرے | خیال آیا نہ ای حضرت مگر آخر خسارے کا
الٰہی دیکھیے کافر نگاہین کیا دکھاتی ہین | برا لپکا پڑا ہی اوسکی آنکھونکو نظارے کا
جگر لوٹے ہی جاتا ہی تو دل تڑپے ہی جاتا ہی | یہ سینہ ہی الٰہی یا کوئی معدن ہی پارے کا
تری شمشیر بے خم نے ہزارون سر اوتارے ہین | یہی تو گھاٹ ہی بحر محبت کے اوتارے کا
کرون مین دانۂ زنجیر کو تسبیح ای وحشت | نہین زندان مین ممکن راہ دینا استخارے کا
مرے اشکون مین ہی یا تیرے دندان مصفا مین | گہر کی آب ہیرے کی تجلی نور تارے کا
ہمیشہ فیض ہی دریا دلونسے خاکسارونکو | کہ موج بحر تر کرتی ہی کیا کیا لب کنارے کا
محبت عاشق بیتاب کو اکسیر کرتی ہی | مجھے مارا دل بیتاب نے کشتہ ہون پارے کا
کرے کیا سالک گوہر دو کشتی اوس سلک دندان نے | کہ ہر دندان روشن مین ہے عالم قطب تارے کا

گذر جائیگی ہر صورت کرون کیون داغ اندیشہ

۴۲ مرے مولا کو ہر دم فکر ہی میرے گذارے کا ۱۷

ڈوب کر سینے مین اوس نگ سے پیکان نکلا
دل سے بیساختہ نکلا کہ وہ ارمان نکلا

دشت وحشت کو ہر اک لے کے سر و سامان نکلا
تن عریان کا مرے سایہ بھی عریان نکلا

کب وہان مجھ سے زبون حال کا ارمان نکلا
داور حشر بھی اچھون ہی کا خواہان نکلا

کیا مرے ہاتھ سے کھنچکر ترا دامان نکلا
تو بھی آغوش سے یون تشنہ مرجان نکلا

دل سوزان نے کہین آگ نہ چھوڑی شب ہجر
صبح خورشید کے بدلے مہ تابان نکلا

مین نہ تڑپا جو دم ذبح تو وہ کہتے ہین
دم تو نکلا مرے کشتے کا پر آسان نکلا

لحد تنگ مین کس کسکی سمائی ہوگی
خاک نکلا جو پس از مرگ کچھ ارمان نکلا

قول پورا تھا پر اوس عہد شکن کے منہ سے
ٹکڑے ہوکر سخن وعدہ و پیمان نکلا

ہم بھی دیکھین تو کہان تک ہی تری ہمراہی
قدم اپنا بھی اب اے گردش دوران نکلا

شرمگین چشم مین اوس برق نظر کا جلوہ
ایک شعلہ سا تہ دامن مژگان نکلا

آدمی رہزن آدم ہی کہان راہ نما
وائے تقدیر مرے خضر بھی انسان نکلا

ناتوانی گلو گیر قضا ہو سب جھوٹ
ہمنے جب تار نکالا تو گریبان نکلا

سمجھے دل کا مزا تجھکو چکھاتا کافر
پر کرون کیا کہ خدا تیرا نگہبان نکلا

رونے والون کو بھی اب مجھ سے ہنسی آتی ہی
دیدہ تر سے مرے اشک بھی خندان نکلا

خضر کیونکر نہ رہ عشق مین کترا کے چلین
طائر سدرہ بھی اس رہ سے پر افشان نکلا

پاس خدام قیامت کے نہین جز انصاف
دینگے کیا گر کوئی بیداد کا خواہان نکلا

۴۳ داغ دل چیر کے اوس بت کو دکھانا ہی تھا
آرزو نکلے تو نکلے مگر ایمان نکلا ۱۷

جو آفت کی دل جلوں نے تیرے تو یہ خاکدان پھونکا — زمین کیا آسمان پھونکا مکان کیا لامکان پھونکا

غضب ہی مثل سیپارا اک اک استخوان پھونکا — ہوئے خود خاک تو کیا خاک ای سوز فغان پھونکا

تری الفت کی چنگاری نے ظالم اک جہان پھونکا — ادھر چمکی ادھر سلگی یہان پھونکا وہان پھونکا

مجھے کیونکر یقین ہو آگ ظالم کو جلا سکتی — کسی دن آتش رنگ شفق نے آسمان پھونکا

بجھے کب غنچۂ لب سے دل کی لگی تجھ سے — چراغ گل کو کیا پھونکا جو ای باد خزان پھونکا

پڑے دوزخ مین بھی عاشق تفتیدہ دل تیرا — جہنم بھی کہین تو نے مجھے ای تفتہ جان پھونکا

مرے حال زبون پر کس کیکو نہ رحم آیا — اجل نے بھی تو کچھ پڑھ پڑھ کے بہر حفظ جان پھونکا

کہان صیاد کیسا باغبان کسپر گری بجلی — چمن مین آتش گل نے ہمارا آشیان پھونکا

تری دزدیدہ حنا نے مایۂ صبر و خرد لوٹے — تری برق نگہ نے خرمن تاب و توان پھونکا

مزاج عاشق پر سوز کو جو آگ کرنا تھا — تو اس مٹی کے پتلے مین دم آتش فشان پھونکا

ہمارے دل کے ہوتے طور سینا کو جلانا تھا — تری برق تجلی نے کسے پھونکا کہان پھونکا

پڑھا جو میرے وقت ذبح تو نے منہ ہی مین کچھ — پڑھی تکبیر یا کچھ پڑھ کے افسون دلستان پھونکا

رہا تھا کونسا ارمان جیتے جی جلا پھونکا — کہ تو نے لاش کو میری جو اب ای بدگمان پھونکا

بنی ہر گل کی چنگاری چلی بلبل کہان پاسا — ہماری داغ سودا کی تپش نے گلستان پھونکا

ہون منہ سے نہ کو سینہ پنہان پر دم پر — اشارے کرتی ہین دلکی طرف آنکھین نہان پھونکا

جلاتے ہین جو دلکو ای جرس وہ میرے نالے ہین — فغان گرم نے تیرے رخت کاروان پھونکا

سنا جاتا نہین ای داغ تیرا سوز دل ہم سے
تری آتش زبانی نے تو ای آتش زبان پھونکا

وہ زمانا نظر نہین آتا — کچھ ٹھکانا نظر نہین آتا

جان جاتے دکھائی دیتی ہے
اونکا آنا نظر نہین آتا

عشق در پردہ پھونکتا ہے آگ
یہ جلانا نظر نہین آتا

اک زمانہ مری نظر مین رہا
اک زمانا نظر نہین آتا

دل نے اوس بزم مین بٹھا تو دیا
اوٹھکے جانا نظر نہین آتا

رہیے مشتاق جلوۂ دیدار
ہم نے مانا نظر نہین آتا

لیچلو مجکو رہروان عدم
یان ٹھکانا نظر نہین آتا

دل پہ بیٹھا کہان سے تیر نگاہ
یہ نشانا نظر نہین آتا

تم ملاؤ گے خاک مین ہمکو
دل ملانا نظر نہین آتا

آپ ہی دیکھتے ہین ہمکو تو
دل کا آنا نظر نہین آتا

۴۵

دل پر آرزو لٹا ای داغ
وہ خزانا نظر نہین آتا

۱۱

جلوہ اوسکا نظر نہین آتا
نہین آتا نظر نہین آتا

آنکھ کھلتے ہی خواب غفلت سے
ہائے کیا کیا نظر نہین آتا

غیر کے ساتھ دلمین بھی دیکھا
کبھی تنہا نظر نہین آتا

ہم تو کہنے کو حال دل کہدین
سننے والا نظر نہین آتا

ڈھونڈھتی ہین جسے مری آنکھین
وہ تماشا نظر نہین آتا

تو نے جسدن سے کی مسیحائی
کوئی اچھا نظر نہین آتا

کوئی دل تیرے عہد مین ظالم
بے تمنا نظر نہین آتا

کاش ارمان ہی رہے دلمین
وہ بھی پورا نظر نہین آتا

دل کا آئینہ دیکھنے کو بنا
پر جو چاہا نظر نہین آتا

کسکو رکھون نظر مین اپنی
کوئی اتنا نظر نہین آتا

۲۴

ہمین اے داغ کور باطن ہین
ورنہ وہ کیا نظر نہین آتا

۲۵

وہ مجھ سنا ہین کہ صیاد دردمند ہوا
قفس مین بند ہوے پر بھی مین نہ بند ہوا

شب فراق جو دست دعا بلند ہوا
ندا ئین آئین کہ باب قبول بند ہوا

یہ دل تو وہ ہی کہ مین اسکے دردمند ہوا
یہ کیا پسند کیا تمکو کیا پسند ہوا

مجھے تو شیوۂ آزادگی کمند ہوا
کہ دام قطع تعلق مین پاے بند ہوا

سپہر صرف مرے درپے گزند ہوا
غضب ہوا کہ زمانے کا کام بند ہوا

چمن چمن کو تو کاٹا سا ناپسند ہوا
قفس قفس ہی تو گھٹ گھٹ کے مجھسے بند ہوا

مزہ تو یہ ہی کہ آزاد ہو کے سیر کرے
خضر کو رشتۂ عمر ابد کمند ہوا

کسیکی نوک مژہ کی بھی یہ خلش تو نہ تھی
یقین ہی کوئی ارمان دلمین بند ہوا

تمھاری لطف و عنایت کا داد کیا کہنا
کہ جسکا درد کیا وہ ہی دردمند ہوا

جواب روز جزا یہ ہی سن لے حضرت دل
کہ بے نیاز کو ناز بتان پسند ہوا

وہ دل ہی جو ترے تلوون تلے ہوا پامال
وہ سر ہی جو ترے پیٹرے پہ سربلند ہوا

وفور عجز پہ سو سو غرور مجکو ہوئے
بڑا ہی ناز ہوا جب نیاز مند ہوا

ہزار شکر کہ دنیا نے قدر دانی کی
ہزار شکر کہ مردہ مرا پسند ہوا

فلک نے کینہ لیا تو نے ظلم سینے دغا
وہی ازل مین ملا جسکو جو پسند ہوا

کھلا یہ عقدہ مجھے دیکھکر عدو پہ فدا
کہ جسنے ناز کیا وہ نیاز مند ہوا

رفیق کہتے ہین اسکو کہ قید خانے مین / چھٹا نہ مجھسے جنون تیرے ساتھ بند ہوا

الٰہی اوس بت مغرور سے یہ سنوا دے / نیاز مند ہوا مین نیاز مند ہوا

تم اور مجمع اغیار وہ ذکر ناز و نیاز / خبر نہین کوئی بیٹھا ہی درد مند ہوا

وفا نہین نہ سہی شیوۂ جفا ہی سہی / پسند آپکی جو آپ کو پسند ہوا

ہوا جو درد کو آرام مین ہوا بیتاب / ملی جو عشق مین راحت مجھے گزند ہوا

مری زبان نہ تھکی رات کٹ گئی ساری / کھلا جو شکوون کا دفتر تو پھر نہ بند ہوا

نشان ہی یہ مرے صیاد خشم آگین کا / در قفس نہ اسیرون کا جسکے بند ہوا

لگی وہ آتش الفت کہ تاب ہی نرہی / جگر شرارہ ہوا اور دل سپند ہوا

نشان مٹا تو مٹا بل بے پستی قسمت / کہ نام بھی نہ ہمارا کبھی بلند ہوا

۴۷

علاج نشۂ الفت کا داغ ہو نہ سکا
گھڑی گھڑی مین دوبالا ہوا دو چند ہوا

۹

سینے مین اب کہان وہ جوش وہ بھی تھا اک ابال سا / بیٹھ گیا کچھ اوٹھتی ہی چھوڑ گیا خیال سا

عرض وفا پہ دیکھنا اوسکی ادائے دلفریب / دل مین کچھ اعتبار سا آنکھ مین کچھ ملال سا

تارے لگے کاٹتے رات فراق کے مگر / نکلا ستارہ بھی کہین کوئی تو خال خال سا

اوسکی پلک پہ دم فدا اوسکی ادا پہ دل نثار / لے وہ شاخ سی کمر اٹھے وہ قد نہال سا

فتنۂ حشر کیا وہ تھا اوسکے خرام ناز کا / وہ بھی پڑا ہی میری طرح اوسمین پائمال سا

باندھ دیا تھا جسنے خود زلف مین اوسکی اپنا دل / رکھ نسکے وہ اوسکو بھی ٹال دیا وبال سا

جان لیا ہی ماہ عید اوسکو مہ صیام مین / ابروے یار بھی اگر دیکھ لیا ہلال سا

ہی دل گم شدہ مرا گیسوے تابدار مین / ورنہ بتا دو وجہ کیا یہ جو پڑا ہی جال سا

پوچھتے کیا ہو کون تھا ہو نہ ہو وہی داغ
در پہ تمھارے تھا اگر کوئی شکستہ حال سا

نہ کبھی جیب خجالت سے یہاں سر نکلا
قیس دیوانہ تھا جامے سے جو باہر نکلا

وادخواہوں کا پھر ارمان مقرر نکلا
گر طرفدار ترا داور محشر نکلا

شانہ جب زلف معنبر سے اُلجھ کر نکلا
ہم یہ سمجھے کہ ہمارا دل مضطر نکلا

زلف برہم عرق آلودہ جبیں اُس چالاک
کس کے آغوش سے تو جان چھڑا کر نکلا

جذب دل کا ہو برا کھینچ بلایا اوسکو
جو نہ در تک کبھی آیا تھا وہ باہر نکلا

وادیِ عشق کی سیریں کوئی ہمسے پوچھے
خضر کیا جانے کبھی گھر سے نہ باہر نکلا

عشق نے خوب کیا ظاہر و باطن یکساں
داغ جو سینے پہ دیکھا وہی دل پر نکلا

زلف ہو دام بلا گیسو پیچاں زنجیر
یہی پھندے ہیں تو کیسے کوئی کیونکر نکلا

کند ہوتی ہے تو چل چلکے مری گردن پر
یہ نیا آپ کی تلوار کا جوہر نکلا

خاک سینے میں محبت نے اوڑائی کیا کیا
اشک بھی آنکھ سے نکلا تو مکدر نکلا

ہم تو بے نام و نشاں آپکی الفت میں ہوئے
آپکا نام نکلنا تھا ستمگر نکلا

نام اوسکا تو مرے دل میں نہاں تھا ناصح
ارے کمبخت ترے منہ سے یہ کیونکر نکلا

آفریں داغ کہ کیسے خوب بنا ہی تو نے
مرحبا کوچۂ دلدار سے مر کر نکلا

کس بیکسوں کا پردہ یہ چرخ کہن ہوا
جیتے جو انکا پیرہن نہ مرے انکا کفن ہوا

دلگیر ہوکے غنچہ بہار چمن ہوا
دل تنگ بھی ہوا تو نہ اوسکا دہن ہوا

دل کو سنبھالیے کہ میں ناوک فگن ہوا
نالہ مرا رقیب کے منہ کا سخن ہوا

جوش جنون نے ساتھ دیا جوش حسن کا
ٹکڑے اودھر نقاب ادھر پیرہن ہوا

زخم کہن نے آج رد لایا بہت لہو
او تری ہوئی بہار سے تازہ چمن ہوا

انکار وصل منہ سے نہ نکلا کسی طرح
اپنے دہن سے تنگ وہ غنچہ دہن ہوا

اے عشق سن سنبھلے کہین فرہاد یہ صدا
تیشہ پکارتا ہے کہ مین کوہکن ہوا

تن تنکے دیکھتے ہین مجھے غیر بار بار
مین انجمن مین آئینہ انجمن ہوا

آئینہ دیکھ دست لٹکے وہ مجھکو گالیان
تمکو بھی تو یقین ہو کہ پیدا دہن ہوا

کوسون تک اوسکے پاؤن چلا آہ مین عجب
جبتک مری نظر سے نہ پنہان وطن ہوا

اے عندلیب تجھسے تو یہ بھی نہو سکا
دل داغ کھا کے کچھ نہوا تو چمن ہوا

آتی ہی بخیہ گر کو یہ قطع و برید کب
دست جنون سے ٹکڑے مرا پیرہن ہوا

جب وہ کلام کرتی ہین منہ دیکھتی ہے خلق
اوٹھتی ہین انگلیان کہ وہ پیدا دہن ہوا

جس لب کو حرف وعدہ نزاکت سے بار تھا
سنتا ہون آج مین کہ وہ پیمان شکن ہوا

ہاتھون سے جو بچے تری باتون سے مر گئے
چٹکی مین تھا جو تیر وہ لب پر سخن ہوا

وہ اور ہین جو جیتے ہین مسّی کو دیکھکر
آتی رہی بہار مین توبہ شکن ہوا

ایمان کچھ وضو تو نہین ہے کہ ٹوٹ جائے
اے شیخ کیا ہوا جو مین توبہ شکن ہوا

مجنون دل رسیدہ کی تاثیر دیکھ لے
وحشت سے تیری ناقۂ لیلیٰ ہرن ہوا

مسجد قریب بتکدہ کیا ہے چراغ تھی
شب کو امام شیخ کا اک برہمن ہوا

تہمت نہ رکھ خدا کے لیے مجھپہ زاہدا
کب پینے توبہ کی تھی جو توبہ شکن ہوا

چھیڑا جو اے جنون اسے تو نے تو جان لے
تیری گلے کا ہار مرا پیرہن ہوا

کیا غم سے پھولتا نہین انسان چارہ گر
جو استخوان کھلا دہین جزو بدن ہوا

لکھا ہوا ہی پیر مغان کی کتاب مین
لاکھون مین داغ ایک ہی توبہ شکن ہوا

شوخ ایسے بھی نہ وہ حور شمائل آیا
کس جگہ آنکھ لڑی ہے کہان دل آیا

ہم نہ کہتے تھے نہ کر عشق پشیمان ہوگا
جو کیا تونے وہ آگے ترے ای دل آیا

پھبتے قلقل مینا نے لگائے کیا کیا
مجکو مستی مین جو رونا سر محفل آیا

قتل کی سنکے خبر عید منائی مینے
آج جس سے مجھے ملنا تھا گلے مل آیا

تا دم مرگ نہو وہ مرے دشمن کو نصیب
جو مزا مجکو الہی دم بسمل آیا

مرقد قیس پہ اب تک بھی تھی خار صحرا
انگلیون سے یہ بتاتے ہین وہ محمل آیا

گنج قارون کسو ابھی ہی عدم مین سمجھے
لے دنیا مین نہ اس ملک کا حاصل آیا

جسنے کچھ ہوش سنبھالا وہ جوان قتل ہوا
عہد پیری نہ ترے عہد مین قاتل آیا

دین و دنیا سے گیا تو یہ سمجھ لے ای داغ
غضب آیا اگر اوس بت پہ ترا دل آیا

طور کیون خاک ہوا نور ترا نار نہ تھا
ناز تھا حضرت موسی سے وہ دیدار نہ تھا

ہمین چپ کے غم دل قابل اظہار نہ تھا
بات مین یار یہ بگڑا کہ کبھی یار نہ تھا

آسمان پاؤن پڑا ہی کہ قیامت ظالم
یون تو چلتا ہوا ہر فتنہ رفتار نہ تھا

دل ہوا خاک تو اکسیر کسی نے جانا
تھا یہ جب مال تو کوئی بھی خریدار نہ تھا

ذکر مجنون سے مجھے آگ لگی جاتی ہی
گرچہ ظاہر ہی تمھارا وہ طلبگار نہ تھا

یا نہ آتے تھے حسینون کو یہ انداز جفا
یا کوئی اگلے زمانے مین خطاوار نہ تھا

شب کو کیونکر خلش دل نہ دکھاتی لذت
تیر ارمان تھا پیکان نہ تھا خار نہ تھا

غم جاوید کی لذت مرے دل سے پوچھو
مل گیا وہ مجھے میں جسکے سزاوار نہ تھا

بات کیا چاہیے جب مفت کی حجت ٹھہری
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

کیوں مرے بعد اوٹھایا ستم عشق رقیب
کیا مرے داغ سے ظالم یہ ابھار نہ تھا

سحر تھی چشم فسوں ساز کہ ملتے ہی نظر
میں نے پہلو میں جو دیکھا تو دل زار نہ تھا

ایک اٹھنے سے رقیبوں کے ہوا کیا کیا کچھ
غم نہ تھا رشک نہ تھا داغ نہ تھا خار نہ تھا

ایک ہی جلوہ دکھا کر مجھے دھوکے میں ڈال
دل کہے یار ہی تھا میں کہوں یار نہ تھا

جال اوس زلف پریشاں نے بچھایا اے دل
لے سنبھل پھر یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ تھا

۵۲

دل کا سودا اور اس اغماز سے ارزانی بھی
داغ وہ انجمن ناز تھی بازار نہ تھا

۹

تیرا اوسکا چلتے چلتے جب پریشاں ہو گیا
تھک کے بیٹھا میرے دلمیں اور پنہاں ہو گیا

آپ کی برہم مزاجی کا ٹھکانا ہی نہیں
یہ تو مجھ کمبخت کا حال پریشاں ہو گیا

لے لیا ہاتھوں میں مجبور دیکھکر بے اختیار
آج اونکا پاسباں میرا نگہباں ہو گیا

کسکا طرہ کسکا گیسو کسکی کاکل کسکی زلف
سب بلائیں ہو گئیں جب دل پریشاں ہو گیا

سوزن عیسی مرہم خار صحرا ہو گئی
زخم دامن دار کس وحشی کا داماں ہو گیا

سینۂ صد چاک سے لپٹا ہی رہتا ہے مدام
تو بھی اے دست جنوں میرا گریباں ہو گیا

اس سے بہتر کوئی صورت خود نمائی کی نہیں
جانتا ہوں جس لیے پردیں انساں ہو گیا

دلمیں لے دے کر رہا تھا ایک قطرہ خون کا
کچھ بنا زخم ہوا کچھ صرف مژگاں ہو گیا

۵۳

بوسہ لیکر دل دیا ہے اور پھر نالاں ہیں داغ
کوئی جانے مفت میں حضرت کا نقصاں ہو گیا

۲۳

وہ رات کونسی گذری جو اضطراب نہ تھا
جب آنکھ دی تھی خدا نے مجھے تو خواب نہ تھا

یہ داغ رند کب آلودۂ شراب نہ تھا
خراب آج ہوا آج تک خراب نہ تھا

مرے سوال کے معنی وہ مجھسے کہدیتے
مگر سوال کا میرے کوئی جواب نہ تھا

نگاہ شوق پر الزام بیقراری کا
تمھاری برق تجلی کو اضطراب نہ تھا

نہ پوچھیئے مرے روز سیاہ کی ظلمت
چراغ لیکے بھی ڈھونڈا تو آفتاب نہ تھا

وہ جب چلے تو قیامت بپا تھی چار طرف
ٹھہر گئے تو زمانے کو انقلاب نہ تھا

کہا اونھون نے شب غم کا ماجرا سنکر
ترے مزاج کی شوخی تھی اضطراب نہ تھا

لگی نہ آنکھ مری چشم پاسبان کی قسم
شب فراق کہین دیکھنے کو خواب نہ تھا

وہ پہنچے غیر کے گھر جاکر شب وعدہ
ہمارے روز سیہ مین جو آفتاب نہ تھا

پیامبر کی زبان بات بات پر جو رکے
شریک حال مرے دل کا اضطراب نہ تھا

ہمارے حال کو جسنے سنا کہا سب جھوٹ
کوئی زبان نہ تھی جسپہ یہ جواب نہ تھا

ملا ہمین دل پر داغ کا نشان اتنا
جلے کباب کی بو تھی مگر کباب نہ تھا

جوان ہوئے تو قیامت ہوئی خدا کی پناہ
وہ جب ہی فتنہ تھے جب عالم شباب نہ تھا

ہزار پردون مین مشتاق دیکھ لیتے ہین
اوسے حجاب تھا موسی کو تو حجاب نہ تھا

پیامبر تجھے لاکھون سوال کرنے تھے
نہ تھا ہزار مین اک بات کا جواب نہ تھا

کھل اوس نگاہ مین شوخی تھی کس قیامت کی
لڑا ہوا تو مرے دل کا اضطراب نہ تھا

نہ پوچھ مجھسے مرے جرم داور محشر
مرے گناہون کا دنیا مین بھی حساب نہ تھا

اگرچہ بادہ کشی تھی گناہ ای زاہد
جو تجھسے چھین کے پیتا تو کچھ عذاب نہ تھا

ازل مین عشق کے بدلے ملا کیون دوزخ
اگر عذاب ہی دینا تھا وان عذاب نہ تھا

ہزار شکر مرا چشم تر نے ساتھ دیا
رہ عدم میں کہیں ایک قطرہ آب نہ تھا

سنا کلام جو رندوں کا شیخ چکرایا
وہاں تو بات کا چھینٹا بھی بے شراب نہ تھا

مرے سوا تری محفل میں بات کو ظالم
وہ کون تھا کس و ناکس جو باریاب نہ تھا

۵۴

بغیر داغ کے جنت تمھاری بزم رہی
ہزار شکر کہ وہ خانمان خراب نہ تھا

۹

کیونکر اب اس نگہ ناز سے جینا ہوگا
زہر دے اوس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا

تیری مژگان کی نہ تھی دست درازی مشہور
دل جھپٹ کر کسی رہگیر کا چھینا ہوگا

چاک دل تیغ تغافل سے کیا ہے تمنے
رشتۂ تار نظر سے تمھیں سینا ہوگا

حشر میں سر سے گذر جائیگا طوفان جسکا
وہ ہماری ہی خجالت کا پسینا ہوگا

خلد میں پھر کسی کافر ہی کا دل بہلیگا
گر نہ معشوق دمی و ساغر و مینا ہوگا

خاک کر دیگی تری برق تجلی اکدن
طور سینا ترے مشتاق کا سینا ہوگا

امتحان کرکے ترا صاف پشیمان ہوئے
ہمنے جانا تھا رقیبوں نے بھی کینا ہوگا

تیرا دو روز کا وعدہ بھی نہیں حشر سے کم
ایک اکدن مجھے ایک ایک مہینا ہوگا

۵۵

چین دیتے نہیں وہ داغ کسیطرح مجھے
میں جو مرتا ہوں تو کہتے ہیں کہ جینا ہوگا

۹

بے عشق تو جینا مجھے دم بھر بھی نہوتا
سودا جو نہوتا تو مرا سر بھی نہوتا

کیوں رنج دیے دلکو جو فرہاد کا ڈر ہے
تھی آپکی مرضی کہ یہ مضطر بھی نہوتا

عاشق نہ اگر اپنی جبین رکھتے تو کافر
کعبہ تری دہلیز کا پتھر بھی نہوتا

پھر کس سے لگاتے شب فرقت میں الٰہی
بہلانے کو دل گر غم دلبر بھی نہوتا

ہوتا نہ اگر قتل کا عالم کے ارادہ
سفاک ترے ہاتھ مین خنجر بھی نہوتا

ہر واسطے ہر کام کے اک روز مقرر
ہوتا جو نہ انصاف تو محشر بھی نہوتا

آتا جو یہان روز جزا ای شب ہجران
بڑھکر تو کہان تیرے برابر بھی نہوتا

ظالم جو کہا اوسکو یہ ہی حسن کی خوبی
بہتر تو یہی تھا کہ وہ بہتر بھی نہوتا

۵۶ غارتگر ایمان تو ہی ای داغ یہ کافر
گر عشق نہوتا کوئی کافر بھی نہوتا ۹

مجھسے بہتر مرا ملال رہا
کہ ترے دلمین مہ جمال رہا

لاگ نے دلکی کھودیا سب سے
اسی کمبخت کا خیال رہا

ل چلے بس ملینگے خاک مین ہم
ھوچکا وصل تو وصال رہا

عشق کے زور شور تو دیکھو
جو بھلایا وہی خیال رہا

ذکر روز جزا پہ کہتے ہین
اور جو ہمپر ہی انفصال رہا

تونے آرام کچھ دیا ای مرگ
زندگی کیا رہی وبال رہا

شب غم بھی گذر ہی جائیگی
نہ رہیگا نہ ایک حال رہا

دل ہمارا وہ چیز ہی جسکا
لب معشوق پر سوال رہا

۵۷ داغ نے حال دل کہا اوسے
کچھ بھی کمبخت کو خیال رہا ۱۱

جبتک کہ مرے گریہ سے طوفان اٹھا تھا
الفت مین کوئی کار نمایان نہوا تھا

دل سینے دیا تھا اوسے کچھ سوچکے اپنا
سودا تو نے مجھے ناصح نادان نہوا تھا

شامت مری جو مینے مسیحا اوسے جانا
آئی تھی اجل درد کا درمان نہوا تھا

فرہاد کے مرجانیکا مذکور نہ کیجے / کچھ آپ کی تلوار کا احسان نہوا تھا
تیزی نگر اتنی رگ گردن پہ کہ ہمسے / کچھ تیرا گنہ خنجر بران نہوا تھا
محشر مین بھی عشاق کا سر اوٹھنے نہ دینا / دنیا مین بھلے کو ترا احسان نہوا تھا
لخت دل صد چاک نے یہ رنگ دکھایا / یون صورت گل غنچہ پیکان نہوا تھا
کیسا ہی زمانہ ہو مگر دوست دل اپنا / ہوگا نہوا ہی کسی عنوان نہوا تھا
بیخود جو ہوا مین تو غضب ٹوٹ پڑا ہی / آئینہ تمھین دیکھکے حیران نہوا تھا
اوس وعدہ فراموش کا اللہ رے تغافل / گویا نکیا تھا کبھی پیمان نہوا تھا

۵۸ دل داغ نے کیون خاک کیا صبر ہی کرتا / اتنی نہوا تھا کوئی خواہان نہوا تھا ۱۵

بشر نے خاک پایا لعل پایا یا گہر پایا / مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اوسنے بھر پایا
ملا تو کیا ملا پایا تو کیا جب ڈھونڈھکر پایا / مزہ ہی دل کے کھونیکا ادھر کھویا ادھر پایا
مری فریاد دیری کا نہین ایکا شیخ کہیے / نہ کیجے جستجو لیجے مبارک ہو اثر پایا
نفس کے آنے جانے پر بشر کی زندگی ٹھہری / یہ پوچھو تو مسافر تونے کیا لطف سفر پایا
جراحت کا مزہ ہی چارہ گر ناسور ہو جائے / بندھا جس زخم کا انگور اوسنے کیا ثمر پایا
کیا تھا دفن کشتی کو تمھاری قبلہ رو لیکن / خدا جانے کہ منہ اوسکا فرشتون نے کدھر پایا
جو تمسے بچ بھی پہنچے کسیکو تو نہ قسمت / ہمین دیکھو کہ اپنے حوصلے سے بیشتر پایا
دل گم گشتہ کے مذکور پر تم کھوئے جاتے ہو / بڑی چوری ملیگی زلف پرخم مین اگر پایا
ہمارا میکدہ بھی ایکدن بنجائیگا کعبہ / دکھائینگے تجھے اے شیخ وہ جنت مین گھر پایا
وہ میرا چھیڑنا آغاز الفت مین شکایت سے / وہ رکھکر ہاتھ کا منہ پر ترا کہنا کہ بھر پایا

کھلایا تھا کبھی خون جگر ہمنے مگر کھایا
پنایا تھا کبھی آزار الفت مین مگر پایا

تمھاری رہگذر مین لوگ دیوانہ بناتے ہین
کہا مجھسے ترا دل ہے کسی نے کچھ اگر پایا

صبا آتی ہے اوس گم گشتہ کی بو آج کچھ مجھمین
ہمارا نامہ بر پایا کہان پایا کدھر پایا

رہے ہر رات بھر تھم تھم کے رہ رہ کر چپک دلمین
جگایا لیکے چٹکی درد نے جب بیخبر پایا

۵۹ ۲۱

زمین مصطفی آباد کے نوکر ہوئے جبسے
کہین کیا داغ ہم آرام ہمنے کسقدر پایا

رو کش اوس چین جبین سے خم گیسو نہوا
نہوا مد مقابل بخدا ابرو نہوا

عاشق چہرہ ہوا بندۂ گیسو نہوا
دل تو کافر بھی کتابی ہوا ہندو نہوا

کسی دشمن کو مرے صدمہ سر مو نہوا
رنج کا دل نہوا درد کا پہلو نہوا

شوق بوسہ اسے کہتے ہین کہ بیٹھے دلمین
لب معشوق ہوا تیر ترازو نہوا

جب خیال اونکو ہوا اسکے ہم آنسو پوچھین
واے تقدیر مری آنکھ مین آنسو نہوا

کرلیے جمع حسینون نے ہزارون فتنے
عرصۂ حشر ہوا گوشۂ ابرو نہوا

شمع پر سینک کے تکیے بھی بغل مین ڈالے
گرم جب بھی تو شب ہجر مین پہلو نہوا

لڑتی ہین کچھ عجب انداز سے نیچی نظرین
کوئی آئینہ ہوا آپ کا زانو نہوا

ہڈیان گھل گئین سینے کی گداز غم سے
گھل کے پیکان تمھے تیر کا آنسو نہوا

نام رکھتے ہین مسیحا کو وہ یہ کہہ کہکر
لب مین اعجاز ہوا آنکھ مین جادو نہوا

درد بھی سینے سے اوٹھکر نہ بغل تک پہونچا
شب فرقت مین نصیب اوسکو بھی پہلو نہوا

کسی حلقے سے کمان کے نہوا صید یہ دل
کھنچکے جبتک وہ کماندار کا ابرو نہوا

بزم اغیار کا مذکور رہے میرے آگے
وہ بھی اسطرح کا افسوس وہان تو نہوا

جب ہوا موسی کو غش آیا تھا یہ چھینٹا دیتا
شعلۂ برق تجلی مگر آنسو نہوا

جب عمل اونکے تلین گے تو کھینگے سیکش
آج گو رطل گران سنگ ترازو نہوا

ایک دن غیر کے پہلو مین اونہین دیکھا تھا
جب سے وہ بات نکی جسمین کہ پہلو نہوا

پند گو لطف ملاقات اسے کہتے ہین
خوش کبھی مین نہوا شاد کبھی تو نہوا

دل کا جویا ہی یہانتک تو وہ دلبر اپنا
سول تصویر نہ لے جسمین کہ پہلو نہوا

بدگمانی نے ہمین رات کو آوارہ کیا
کہ جہان ہم گئے ای شوخ وہان تو نہوا

ای حنا تیرے تلون سے مجھے نفرت ہی
سبز سے سرخ ہوا رنگ ترا بو نہوا

۵۹

مرثیہ ہم دل مقتول کا پڑھتے ای داغ
اونکی مجلس مین مگر کوئی بھی بازو نہوا

۶۰

آئنہ تصویر کا تیرے نہ لیکر رکھدیا
بوسے لینے کے لیے کعبے مین پتھر رکھدیا

ہمنے اونکے سامنے اول تو خنجر رکھدیا
پھر کلیجا رکھدیا دل رکھدیا سر رکھدیا

قطرۂ خون جگر سے کی تواضع عشق کی
سامنے مہمان کے جو تھا میسر رکھدیا

منصفی ہو تو غضب نامنصفی ہو تو ستم
اوسنے میرا فیصلہ موقوف محشر رکھدیا

نامہ بر کہتا ہی مجھسے کیا کراست ہی تحسین
جو وہ لکھتے وہ بھی تمنے خط مین لکھکر رکھدیا

سن لیا ہی پاس جو رونکے ہوتے ہین شہید
اسلیے لاشے پہ میرے اوسنے پتھر رکھدیا

شوق بھی ہی وہم بھی ہی کیا کرون انکی نہ پر
کل جو لکھا کاٹ کر وہ آج دفتر رکھدیا

کہتے ہین ہمسے وفا آتی ہی ان پھولون مین آج
دل جو ہمنے لالہ و گل مین ملا کر رکھدیا

قتل کو میری مری حسرت ادا تیری تھی
نام اک لوہے کے ٹکڑے کا جو خنجر رکھدیا

کل چھڑا لینگے یہ زاہد آج تو ساقی کے ہاتھ
رہن اک چلو پہ ہمنے حوض کوثر رکھدیا

آتش دوزخ پہ ہوگا آتش تر کا گمان
گر کسی مہوش نے اپنا دامن تر رکھدیا

ذبح کرتے ہی مجھے قاتل نے دھو لیے ہاتھ
اور خون آلودہ خنجر غیر کے گھر رکھدیا

زندگی مین پاس سے دم بھر نہوتے تھے جدا
قبر مین تنہا مجھے یارون نے کیونکر رکھدیا

دیکھیے اب ٹھوکرین کھاتی ہی کس کس کی نگاہ
روزن دیوار مین ظالم نے پتھر رکھدیا

شام ہی سے لوٹتا ہی مجکو انگارون پر آج
اسلیے مینے الگ تر کر کے بستر رکھدیا

تیری مژگان کے تصور نے دل بیتاب مین
ایک ترکش رکھدیا اک گنج نشتر رکھدیا

کعبہ کیسا خلد مین لیجائین تیرا سنگ در
اتنی محنت ہی کہ یانسے ان اوٹھا کر رکھدیا

زلف خالی ہاتھ خالی کسجگہ ڈھونڈھین اوسے
تمنے دل لیکر کہان اے بندہ پرور رکھدیا

۹۱ داغ کی شامت جو آئی اضطراب شوق مین
حال دل کمبخت نے سب اونکے منہ پر رکھدیا ۱۱

یار کے غم مین پریشان بھی یار رہا
صبر مرحوم کا اک دل ہی عزادار رہا

تھی شب قدر سے بھی قدر شب وعدہ سوا
کیا بتاؤن کہ کس امید پہ بیدار رہا

یان بھی مشتاق کی قسمت مین کوئی جلوہ ہی
یا فقط حشر ہی پر وعدۂ دیدار رہا

سچ تو یہ ہی کہ مزا شوق کا انکار سے ہی
شوق سا شوق رہا جب اونھین انکار رہا

کیجیے عشق بتان مین بھی خدا کو شامل
کیا رہا خوف جب اللہ مددگار رہا

لطف فرما جو وہ رہتا تو ٹھکانا ہی نہ تھا
عین حکمت تھی وہ کافر جو دل آزار رہا

خاک مین دل کی صفائی نے ملایا مجکو
کہ مرا ایک جہان واقف اسرار رہا

ہوا گرمی وحشت سے مین ٹھنڈا ہوا
دور ہی دور ترا سایۂ دیوار رہا

اسی سینے مین چھپایا اسی پہلو مین رکھا
اور اسیر دل بیتاب نہ زنہار رہا

چشم پر شوق مین مژگان ہین نہ بانکے کانٹے
مین جدا ازبسکہ ترا تشنۂ دیدار رہا

۶۲

داغ دل کا نہ چھپا داغ بہت ڈالی خاک
شمع بن کے مرے مرقد پہ نمودار رہا

۹

کب ہوا ای بت بیگانہ نہ سُن تو اپنا
دل جدا اپنا ہی نہین دسیہ بھی قابو اپنا

تمکو آشفتہ مزاجون کی خبر سے کیا کام
تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئے گیسو اپنا

ابتدائے رمضان مین ہی یہ عید کی دھوم
کسی کافر نے دکھایا نہو ابرو اپنا

بعد میرے نہ رہا دیکھنے والا کوئی
تم زمانے کو دکھاؤ رخ نیکو اپنا

نہ بنا ہو یہ کہین غیر کے سر کا تکیہ
مسکراتے ہین وہ کیون دیکھکے زانو اپنا

آتش دل ہی غنیمت ہی شب فرقت مین
گرم رہتا ہی اسی آگ سے پہلو اپنا

حق مین عاشق کے بھلا ہو کہ برا ہو کچھ ہو
فائدہ دیکھ لیا کرتے ہین خوشرو اپنا

وہی ہم تھے کہ جو رو تو نکو ہنسا دیتے تھے
اب یہ ہی حال کہ تھمتا نہین آنسو اپنا

۶۳

لگ گئی چپ تجھے ای داغ حزین کیون ایسی
مجھکو کچھ حال تو کمبخت بتا تو اپنا

۹

دیکھنا حشر مین جب تم پہ مچل جاؤنگا
مین بھی کیا وعدہ تمھارا ہون کہ ٹل جاؤنگا

آؤ ملجاؤ کہ یہ وقت نہ پاؤ گے کبھی
مین بھی ہمراہ زمانے کے بدل جاؤنگا

اسقدر خوف ہی مجکو ستم پنہان کا
یک بیک لطف بھی کیجے تو دہل جاؤنگا

ناوک یار سے یہ دل نے کہا مجکو نہ چھوڑ
سائے کے ساتھ ترے مین بھی نکل جاؤنگا

اونسے پوچھونگا کسے پردیمین احوال رقیب
زہر کے گھونٹ نگلتے ہی نگل جاؤنگا

دل لگاتا نہ کبھی دار فنا مین ہرگز
کیا خبر تھی مجھے آج آونگا کل جاؤنگا

اپنے سر کوئی بھی لیتا ہی پرائی آفت
طور آگاہ نہ تھا اس سے کہ جل جاؤنگا

جلوہ یار ہی کو ہوش ربا ای ناصح
مین سمجھے لیکے گرونگا تو سنبھل جاؤنگا

۶۴ قبر مین حسرت و ارمان ہین غنیمت ای داغ
رفتہ رفتہ انھین یارو مین بہل جاؤنگا ۱۵

جہان مین کیا نہ ڈھونڈھا کیا نہ پایا
مزاج اونکا داغ اونکا نہ پایا

مزا کچھ تمنے ای موسی نہ پایا
وہ پایا اسطرح گویا نہ پایا

تری جانب ہی پھر جاتی خدائی
مگر کافر تجھے اپنا نہ پایا

چھپایا تھا تمھاری زلف نے دل
کہو ایمان سے پایا نہ پایا

خوشی ملتی تو کیا ملتی ازل مین
غنیمت ہی کہ غم تھوڑا نہ پایا

ملا مصر محبت مین جو ہمکو
زلیخا نے بھی وہ سودا نہ پایا

ترے دست حنائی مین بھی ہی چور
کسیکو ہاتھ کا سچا نہ پایا

گہر کی آبرو ہی جوہری سے
پڑا پایا تو مول اچھا نہ پایا

خزان ہی خوب تھی بہر نشیمن
چمن مین ایک بھی تنکا نہ پایا

تصور مین مرے تیری کمر ہی
اسے دنیا سے کچھ عنقا نہ پایا

ہم اوسکی بزم مین کھوئے گئے تھے
رقیبون نے ہمین پایا نہ پایا

اگرچہ قیس نے عشق و جنونکا
مزا پایا مگر ایسا نہ پایا

ہوئے جسد نسے تم رشک مسیحا
زمانے مین کوئی اچھا نہ پایا

قیامت کا کیا ہی اوسنے وعدہ
قیامت ہی اگر تنہا نہ پایا

سفارش ہم تری کرتے پر ای داغ

۶۵ کچھ اونکا نہ تجھسے رنج اچھا پنا یا ۱۲

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا — کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا

کوئی فتنہ تا قیامت نہ پھر آشکار ہوتا — ترے دلپہ کاش ظالم مجھے اختیار ہوتا

جو تمھاری طرح تمسے کوئی جھوٹے وعدہ کرتا — تمھین منصفی سے کہدو تمھین اعتبار ہوتا

غم عشق مین مزہ تھا جواسے سمجھکے کھاتے — یہ وہ زہر ہی کہ آخر مے خوشگوار ہوتا

یہ مزہ تھا دلگی کا کہ برابر آگ لگتی — نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا

نہ مزہ ہی دشمنی مین نہ ہی لطف دوستی مین — کوئی غیر غیر ہوتا کوئی یار یار ہوتا

ترے وعدے پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے — اگر اپنی زندگی کا ہمین اعتبار ہوتا

یہ وہ درد دل نہین ہی کہ ہو چارہ ساز کوئی — اگر ایک بار مٹتا تو ہزار بار ہوتا

گئے ہوش تیرے زاہد جو وہ چشم مست دیکھی — مجھے کیا اولٹ نہ دیتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

مجھے مانتے سب ایسا کہ عدو بھی سجدے کرتے — در یار کعبہ بنتا جو مرا مزار ہوتا

۶۶ تمھین ناز ہو نہ کیونکر کہ لیا ہی داغ کا دل — یہ رقم نہ ہاتھ لگتی نہ یہ افتخار ہوتا ۱۳

جلوہ دیکھا تری رعنائی کا — کیا کلیجا ہی تماشائی کا

رہگیا عرش سے آگے جاکر — لگے عالم مری تنہائی کا

یون نہو برق تجلی بیتاب — ل گیا رنگ تماشائی کا

یاد آتا ہی وہ رسوا کرکے — رنج کرنا مری رسوائی کا

آئی شوخی مین کہانسے تمکین — پڑ گیا صبر تمنائی کا

ای لب یار جلاوے دلکو — واسطہ اپنی مسیحائی کا

روز دیدار خدا خیر کرے ۔ معرکہ ہے تری زیبائی کا
اب تصور سے بھی گھبراتا ہون ۔ کیا مزہ ہے مجھے تنہائی کا
منہ سے بولے تو کہا آئینہ ۔ کھیل کھیلے تو خودآرائی کا
ضعف نے دلکو تڑپنے نہ دیا ۔ ہو گیا نام شکیبائی کا
اوسکی شہرت بھی سنی جاتی ہے ۔ کیا ٹھکانا مری رسوائی کا
کیا تصور بھی نہ آنے دیگی ۔ منہ تو دیکھو شب تنہائی کا

۶۷ ۔ ۹
داغ کی قبر مٹا کر بولے
یہ نشان تھا اوسی سودائی کا

خاطر سے یا لحاظ سے مین مان تو گیا ۔ جھوٹی قسم سے آپکا ایمان تو گیا
دل لیکے مفت کہتے ہین کچھ کام کا نہین ۔ اولٹی شکایتین ہوئین احسان تو گیا
ڈرتا ہون دیکھکر دل بے آرزو کو مین ۔ سنسان گھر یہ کیون نہو مہمان تو گیا
کیا آئے راحت آئی جو کنج مزار مین ۔ وہ ولولہ وہ شوق وہ ارمان تو گیا
دیکھا ہے بتکدے مین جو اے شیخ کچھ نہ پوچھ ۔ ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا
افشائے راز عشق مین گو ذلتین ہوئین ۔ لیکن اوسے جتا تو دیا جان تو گیا
گو نامہ بر سے خوش نہوا پر ہزار شکر ۔ مجھکو وہ میرے نام سے پہچان تو گیا
بزم عدو مین صورت پروانہ دل مرا ۔ گو رشک سے جلا ترے قربان تو گیا

۶۸ ۔ ۲۱
ہوش و حواس و تاب و تواں داغ جا چکے
اب ہم بھی جانے والے ہین سامان تو گیا

شکر کرتا ہون کہ شکوہ نہین لب پر آیا ۔ دیکھ تو کون وہ اے داور محشر آیا

خواب مین بھی نہ کبھی شب وہ ستمگر آیا
وعدہ ایسا کوئی جانے کہ مقرر آیا

مجھسے میکش کو کہان صبر کہان کی توبہ
لے لیا دوڑکے جب سامنے ساغر آیا

ناوک یار کی واجب ہی تواضع ای دل
پھر نجانے کہین مہمان مرا گھر آیا

غیر کے روپ مین بھیجا ہی جلانیکو مجھے
نامہ بر اونکا نیا بھیس بدلکر آیا

سخت جانی سے مری جان بچیگی کبتک
ایک جب کند ہوا دوسرا خنجر آیا

وہ سنایا ہی کیے ایک کی سو سو مجکو
حرف مطلب مرے لب پر نہ مکرر آیا

مین ہون وہ تیزرو راہ محبت ای خضر
سایہ میرا نہ کبھی میرے برابر آیا

میرے افسانے کو پورا نہوا روز جزا
ڈھل گیا دن تو یہ جانا کہ گھڑی بھر آیا

داغ تھا درد تھا غم تھا کہ الم تھا کچھ تھا
لے لیا عشق مین جو ہمکو میسر آیا

عشق تاثیر ہی کرتا ہی کہ اوس کافر نے
جب مرا حال سنا سنتے ہی جی بھر آیا

رشک کہتا ہی کہ قاصد کے ملا اوسنے عطر
کہ مرے نام کا خط ابکی معطر آیا

شب وعدہ نہوا ایک جگہ مجکو قرار
صبح تک مین کبھی گھر مین کبھی باہر آیا

اسقدر شاد ہو گویا کہ ملی ہفت اقلیم
آئینہ ہاتھ مین آیا کہ سکندر آیا

اسکے لکھنے کو شاکر ہین کچھ کہدیتے
کیا کرین سامنے اپنا نہ مقدر آیا

غیر نے آج کیا مہر و وفا کا دعوے
تمھین انصاف سے کہدو تمھین باور آیا

رنج اتنا نہین میرا جسے لکھے کوئی
یہ مرے نامۂ اعمال مین کیونکر آیا

وصل مین لے وہ اترکے مرا بول اوٹھنا
ای فلک دیکھ تو یہ کون مرے گھر آیا

نالہ وہ نالہ مرا جس سے فلک کانپ گیا
خوف آیا نہین کیا اونکو مقرر آیا

راہ مین وعدہ کرین جاؤن جو گھر پر تو کہین
کون ہی کسنے بلایا اسے کیونکر آیا

٦٩ — ١٧

داغ کے نام سے نفرت ہی وہ جلجاتے ہین
ذکر کمبخت کا آنے کو تو اکثر آیا

ہجر مین عیش گذشتہ جو مجھے یاد آیا
داد بیداد کو ہنگامۂ فریاد آیا

کبھی مسجد مین جو وہ شوخ پریزاد آیا
پھر نہ اللہ کے بندونکو خدا یاد آیا

تھم ذرا ورنہ گرا ٹوٹ کے یہ خانہ خراب
گنبد چرخ اب اے شورش فریاد آیا

کسکے آنے کا تصور ہی کہ ہردم ہر وقت
ہی ترا تکیہ کلام اے دل ناشاد آیا

جلوہ گر کعبۂ دل مین ہی وہ بت اے زاہد
کہکے لبیک یہان عشق خداداد آیا

اپنے سر کی مرے لاشے نے بلائین لے لین
دست قاتل کا جو انداز مجھے یاد آیا

چھوٹکر کنج قفس سے بھی یہ کھٹکا نہ گیا
جب صبا آئی تو جانا وہی صیاد آیا

یہ وہ گھر ہی کہ خوشی کا تو یہان کیا مذکور
غم بھی آیا مرے دلمین تو بہت شاد آیا

سخت جان کوئی نتھا اہل ہوس مین یارب
ٹوٹ کر بھی نہ ادھر خنجر جلاد آیا

آتش غم نے جلایا ہی سراپا ایسا
میرے سایے مین نہ میرا کبھی ہمزاد آیا

غیر جب ذبح ہوا آپکو مرے سر کی قسم
کچھ مزہ بھی تجھے اے خنجر فولاد آیا

حشر کیا شی ہی فقط چار پہر کا جھگڑا
دیکھنا پھر مین سو عالم ایجاد آیا

رات بھر شور رہا ہی ترے ہمسائے مین
کسکے ارمان بھرے دلکو خدا یاد آیا

پہلے ہی میرے رگ جان مین لگایا نشتر
پٹی آنکھون پہ مگر باندھکے فصاد آیا

دھجیان اوسکے فرشتون نے اوڑائین کیا کیا
ہاتھ اوسکے جو مرا دامن فریاد آیا

عارض آئینہ جبین آئینہ رخ آئینہ
اپنا منہ دیکھنے آگے ترے بہزاد آیا

داغ کو تمنے بھلایا ہی کچھ ایسا دل سے

وہ تو کیا شعر بھی اوسکا نہ کبھی یاد آیا ۱۹

کونسا طائر گم گشتہ اسے یاد آیا
دیکھتا بھالتا ہر شاخ کو صیاد آیا

میرے قابو مین نہ پہرون دل ناشاد آیا
وہ مرا بھولنے والا جو مجھے یاد آیا

کوئی بھولا ہوا انداز ستم یاد آیا
کہ تبسم تجھے ظالم دم بیداد آیا

لائے ہین لوگ جنازے کی طرح محشر مین
کس مصیبت سے ترا کشتۂ بیداد آیا

اوسکے جاویکو غرض کون ومکانسے کیا تھی
داد لینے کے لیے حسن خداداد آیا

بیستون سے بھی آواز چلی آتی ہی
جو کیا تونے وہ آگے ترے فرہاد آیا

دل ویران سے رقیبون نے مرادین پائین
کام کس کسکے مرا خرمن برباد آیا

عشق کے آتے ہی منہ پر مرے پھولی ہی بسنت
ہو گیا زرد یہ شاگرد جب استاد آیا

ہو گیا فرض مجھے شوق کا دفتر لکھنا
جب مرے ہاتھ کوئی خامۂ فولاد آیا

عید ہی قتل مرا اہل تماشا کے لیے
سب گلے ملنے لگے جبکہ وہ جلاد آیا

چین کرتے ہین وہان رنج اوٹھانے والے
کام عقبے مین ہمارا دل ناشاد آیا

دی موذن نے شب وصل اذان پچھلی رات
ہائے کمبخت کو کس وقت خدا یاد آیا

میرے نالے نے سنائی ہی کھری کس کسکو
منہ فرشتون پہ یہ گستاخ یہ آزاد آیا

غم جاوید نے دی مجکو مبارکبادی
جب سنا یہ کہ اونھین شیوۂ بیداد آیا

مین تمنائے شہادت کا مزا بھول گیا
آج اس شوق سے ارمان سے جلاد آیا

جذب وحشت ترے قربان ترا کیا کہنا
کھنچکے رگ رگ مین مرے نشتر فصاد آیا

شادیانا جو دیا نالہ و شیون نے دیا
جب ملاقات کو ناشاد کی ناشاد آیا

لیجیے سنیے اب افسانۂ فرقت مجسے
آپ نے یاد دلایا تو مجھے یاد آیا

آپکی بزم مین سب کچھ ہی مگر داغ نہین
ہمکو وہ خانہ خراب آج بہت یاد آیا

اسقدر ناز ہی کیون آپکو یکتائی کا
دوسرا نام ہی وہ بھی مری تنہائی کا

کیا چھپے راز الٰہی دل شیدائی کا
عرصۂ حشر تو بازار ہی رسوائی کا

جان لیجائے گا آنا شب تنہائی کا
کون اب دیکھنے والا ہی مری آئی کا

خوگر رنج و بلا حشر کے دن کیا خوش ہون
کہ وصال آج ہوا ہی شب تنہائی کا

زندہ ہی نام شہادت کا اوسیکے دم سے
تیرے کشتے نے کیا کام مسیحائی کا

ہر گلی کوچے مین پامال اسے ہو جانا
دل ہی یا نقش قدم ہی کسی ہرجائی کا

اس ادب سے تہ شمشیر تڑپتا ہی دل
کہ گمان تیری تپش پر ہو شکیبائی کا

فتنے بھی قاعدے سے اوٹھتے ہین جب اوٹھتے ہین
کیا سلیقہ ہی تمھین انجمن آرائی کا

وہ یہ کہتے ہین مرا صبر پڑے گا تجپر
اب مجھے رنج نہین اپنی شکیبائی کا

کیا غرض ہی مری تقدیر کو مجھسے پوچھے
آبرو کا ہی طلبگار کہ رسوائی کا

وان شب وعدہ ملی پانو مین مہندی اوسنے
یان کلیجا کوئی ملتا ہی تمنائی کا

رات بھر شمع رہی ہجر مین وہ بھی خاموش
لبتی تھا تری تصویر سے گویائی کا

سر مرا کاٹ کے دہلیز پر اپنی رکھدو
شوق باقی ہی ابھی ناصیہ فرسائی کا

یون نہ مقبول ہوا ہوگا کسیکا سجدہ
بت گوارا ن رہا میری جبین سائی کا

ہو گیا پرتو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ
آئینے منہ چوم لیا اوسکے تماشائی کا

تھم گئے جم گئے آنکھون مین لہو کے قطرے
خون ظاہر ہی مرے صبر و شکیبائی کا

بنگیا داغ جگر مہر قیامت ای داغ

۲۷ پر ابھی رنگ وہی ہی شب تنہائی کا ۹

ذرا وصل پر ہو اشارا تمھارا
ابھی فیصلہ ہی ہمارا تمھارا

بتو دین و دنیا مین کافی ہی مجکو
خدا کا بھروسہ سہارا تمھارا

اون آنکھونکی آنکھین نکلین بلا ہین
میسر ہی جنکو نظارا تمھارا

محبت کے دعوے ملے خاک مین سب
وہ کہتے ہین کیا ہی اجارا تمھارا

رکاوٹ ہوتی تو دل ایک ہوتا
تمھارا ہمارا ہمارا تمھارا

برائی جو کی تمنے غیرونکی ہمسے
ہوا حال سب آشکارا تمھارا

نکل کر مرے گھر سے یہ جان لو تم
نہوگا کسی گھر گذارا تمھارا

سنا ہی کسی اور کو چاہتا ہی
وہ دشمن ہمارا وہ پیارا تمھارا

۲۸ ۹

کرینگے سفارش ہم ای داغ اونسے
اگر ذکر آیا دوبارا تمھارا

کیا کہون تیرے تغافل نے حیا نے کیا کیا
اس ادا نے کیا کیا اور اوس ادا نے کیا کیا

بوسہ لیکر جان ڈالی غیر کی تصویر مین
یہ اثر تیرے لب معجز نما نے کیا کیا

یان جگر پر چل گئین چھریان کسی مشتاق کے
وان خبر یہ بھی نہین ناز و ادا نے کیا کیا

میرے ہاتھ سے مرے قاتل کو ناخوش کردیا
کیا کیا افسوس اہل عزا نے کیا کیا

حشر مین پھرتے ہین خوش خوش کیا وہ اترائے ہوئے
اور کہتے ہین مرا روز جزا نے کیا کیا

چاہ کر ہم تو حسینون کو مزے لوٹا کیے
پند گو تیرے دل بے مدعا نے کیا کیا

رائگان جاتی نہین محنت کسیکی ہمنشین
ہم دکھا دینگے ہماری التجا نے کیا کیا

مار ڈالا آپ اپنے رنج فرقت مین مجھے
اور پھر کہتا ہی ظالم یہ خدا نے کیا کیا

۱۴ سنتے ہین ای داغ ہم دوست سے بڑا ہی غضب
غیب سے سامان دیکھو تو خدا نے کیا کیا ۱۵

چاہتا ہی کب مرنا کوئی سخت جان اپنا — تجھکو چاہیے قاتل اول امتحان اپنا
جب یقین عشق آیا پھر وہ بت کہان اپنا — آ گرے غضب مین ہم دیکے امتحان اپنا
لاکھ آفتین آئین لاکھ حسرتین چھائین — اک ترے نہونے سے پھر گیا مکان اپنا
غیر خوش ہی ہم ناخوش کاش مدعی ہوتا — ایک آسمان اوسکا ایک آسمان اپنا
بچ رہیگا کوئی تو برق و باد و باران سے — ہر درخت پر باندھا ہمنے آشیان اپنا
وہم ہی سے ہمکو ہو گئی خطا ہمسے — بس نہ کھائیے قسمین تھا غلط گمان اپنا
دلمین جسقدر ہی درد اوسکو کیا یقین آئے — داغ بے نمود اپنا زخم بے نشان اپنا
دوست اور اپنا دوست ایکدم مین جا آئے — دل غریق رحمت ہو تھا مزا ابدان اپنا
کردیا مجھے بیخود شوق سجدہ نے کیسا — یہ نہین خبر یہ ہی سنگ آستان اپنا
دوستی کے پردے مین کون دشمنی کرتا — اوسکی مہربانی ہی جو ہی مہربان اپنا
لوگ ماجرائے غم پوچھنے کو آتے ہین — بھیجدو مرے در پر کوئی پاسبان اپنا
وان برائی سے بھی اب تذکرہ نہین آتا — ذکر خیر رہتا تھا رات دن جہان اپنا
ہائے میرے قاتل کو مفت کی ہی بدنامی — کام کر گئی ہوتی مرگ ناگہان اپنا
ہم ستم رسیدون کو زندگی مصیبت ہی — خضر پر دھرے احسان عمر جاودان اپنا

وصف صبح محشر کی داغ سنتے آئے ہین
پر نہین کچھ اندیشہ خواب ہی گران اپنا

دوست دشمن کو ترے نازنے اکثر مارا — ایک ہی وار مین دونونکو برابر مارا

پاس آنے نہ دیا آہ شرر افشان نے
دور سے پھینک کے جلاد نے خنجر مارا

طائر نامہ بر اپنا تو ہوا اسے تقدیر
آج سنتا ہون کوئی اوسنے کبوتر مارا

ای محبت دل آشفتہ کا سودا دیکھا
اوسکی زلفون سے لیا اور مرے سر مارا

قلزم عشق مین ہی گوہر مقصود ای دل
تو نے غوطہ نہ کبھی اسمین شناور مارا

یہ ستم طرفہ ستم ہی کہ تڑپتا ہی رکھا
جان سے تو نے کسیکو نہ ستمگر مارا

چشم کافر کی رہی بحث لب جانان سے
کہ مرے مردے کو سو بار جلا کر مارا

ستم چرخ نے مارا ہی یہ ظاہر ہو جائے
اسلیے اوڑکے مری خاک نے چکر مارا

آسمان سے ترے کوچے مین بہت روٹھے ہو
نہ ہٹے ایک قدم ہمنے جو لنگر مارا

مارنا دل کا سمجھتا ہون جہاد اکبر
وہی غازی ہی بڑا جسنے یہ کافر مارا

سخت جانی سے یقین تھا نہ مرے مرنیکا
موت سے پوچھتے ہین وہ اسے کیونکر مارا

رہ گئی قتل گہ عام مین عزت میری
آج قاتل نے مجھے لاکھ مین چنکر مارا

۱۷

مدعی کوئی بھی میدان سخن مین نہ رہا
تو نے کیا معرکہ ای داغ سخنور مارا

۱۷

راز دل کوئی لے لاکھ مین کیونکر اپنا
دادر حشر جدا چاہیے محشر اپنا

خط مین لکھا ہی جو حال دل مضطر اپنا
وان بھٹکتا ہی پھرا لے کے کبوتر اپنا

توبہ کے بعد بھی خالی نہین دیکھا جاتا
دور رہتا ہی بھرا شیشہ و ساغر اپنا

ہم تو برباد ہوئے عشق مین اپنے ہاتھون
کوئی بدخواہ نہین اپنے سے بڑھکر اپنا

عشق کا لطف تو جب ہی کہ مجھے دے ڈالین
زندگی اپنی خضر بخت سکندر اپنا

گو مری شکل سے نفرت ہی مگر بہر خبر
آدمی بھیجتے رہتے ہین وہ اکثر اپنا

وہ نہین ہین کہ ترے جور سے گھبراتے تھے — وہ ہمین ہین کہ تقاضا ہی برابر اپنا
دھوم ہی کوچۂ قاتل مین قیامت آئی — فیصلہ ہم بھی کیے لیتے ہین چلکر اپنا
روز جاتا ہون نئے روپ سے اوسکے در پہ — روز رکھتا ہون نیا نام بدلکر اپنا
ہم کسی کام مین تقدیر کے قائل ہی نتھے — کچھ نہ بن آئی تو کہتے ہین مقدر اپنا
قتل پر میری فرشتے بھی گواہی کردین — دیدیا کاتب اعمال کو محضر اپنا
ہم فقیرونکو کہان چین کہ وہ کہتے ہین — میرے در پر سے اوٹھا لیجیے بستر اپنا
داغ اوسکا الم اوسکا غم ہجران اوسکا — سینہ اپنا جگر اپنا دل مضطر اپنا
کم نہ تھی شوخی رفتار سے بیتابی شوق — راہ مین پاؤن پڑا اونکے برابر اپنا
مول کاکل ہے تو کر دیجیے ہاتھ نہین — چھین لیتا ہون ابھی مین دل مضطر اپنا
سخت جانون کا تو مشکل سے گلا کٹتا ہے — پہلے پتھر پہ لگا لیجیے خنجر اپنا

وہ زمانہ بھی تمھین یاد ہی ہم کہتے تھے
دوست دنیا مین نہین داغ سے بہتر اپنا

کچھ سعی سے اقبال میسر نہین ہوتا — ہر آئینہ گر داغ سکندر نہین ہوتا
دنیا مین مرا عشق سے بہتر نہین ہوتا — یہ واقعہ وہ ہی کہ مکرر نہین ہوتا
کیا کوئی زمانے مین ستمگر نہین ہوتا — ہوتا ہی مگر تیرے برابر نہین ہوتا
ہی حوصلہ عشق جفا اوسکو آ ہی — پر کوئی گنہگار مقرر نہین ہوتا
پیدا وہ تری دیکھکے یہ حال ہوا ہی — عاشق کوئی دنیا مین کسی پر نہین ہوتا
رہتا ہی شب و روز بغل ہی مین دل اپنا — تم ہوتے ہو جب پاس تو اکثر نہین ہوتا
ہم چپکے سے کہدیتے ہین کٹتے اُٹھیے اونکو — اٹھتے ہین بہت ہاتھ مگر خنجر نہین ہوتا

ہین صبر کرتا کرے حق مین الٰہی
بہتر یہی ہوتا ہے کہ بہتر نہین ہوتا

کیا مر نہین جاتا قلق ہجر سے کوئی
باور نہین آتا تمھین باور نہین ہوتا

رہزن ہی سے ہم پوچھتے ہین راہ محبت
جب ہمکو میسر کوئی رہبر نہین ہوتا

ہمکو پسند کہین بھول نہ جائین
دنیا مین بپا فتنۂ محشر نہین ہوتا

تم کہتے ہو معشوق اطاعت نہین کرتے
عاشق بھی تو معشوق کا نوکر نہین ہوتا

ہم جانتے ہین آئے ہین ماتم کو فرشتے
جس بزم مین شغل مے و ساغر نہین ہوتا

عادت ہی عجب چیز بری ہو کہ بھلی ہو
مرتا ہون جو بےچین گھڑی بھر نہین ہوتا

اے داغ نہ مے جان محبت مین کہ نادان
پھر زندہ جہان مین کوئی مر کر نہین ہوتا

راہ بر بنکر رہ الفت مین رہزن نکلا
دل لے کی یہ دوستی ہمسے کہ دشمن نکلا

کے نازان اپنی صورت پر ہوئی درست
وہ بت کافر صنم بنکر برہمن نکلا

چلتا چھوڑ آئے تھے دل اوس کے چمن مین ہم
وہ بھی قسمت سے چراغ رہ دشمن نکلا

ہر دوان معرفت کا وان سیاجاتا ہے منہ
چاک دو راہ حقیقت تار سوزن نکلا

فروغ حسن ہے وہ شبکو ہمسایے مین جھے
خانۂ تاریک میرا دشت ایمن نکلا

نزاکت مانع جنبش لب جان بخش کو
کام تیرا خوب چشم سامری فن نکلا

سکی ثابت جوش حسن سے اوسکی نقاب
چاک چاک اپنا ہوا پردہ کہ چلمن نکلا

ت دلمین دیکھ تخم عشق کی بالیدگی
ہم تو قاتل اوسکے ہین جو دانہ خرمن نکلا

سے مرنے سے کیا ظالم نے گوسالان
چراغ مطرب یہ آکر نغمۂ شیون نکلا

اپنا چارہ گر اسکو لگا سکتا نہین
دامن زخم جگر مرہم کا دامن نکلا

ہاتھ ڈالے تھے گلے مین اونکے مینے خوابمین
کیا نزاکت ہی نشان طوق گردن ہوگیا

ناتوان ایسا کیا ہی خوف نے صیاد کے
واسطے میرے رگ گل کا نشیمن ہوگیا

گل کھلاتا ہی خزان مین بھی مرا دست جنون
جب سے چھیلے زخم کہن اک تازہ گلشن ہوگیا

۷۹ ۸
مست تھے کل تک تو میخانے مین اور آج اے داغ
داغ مے دامن سے دھو کر پاکدامن ہوگیا

مزہ عشق کا ہی پر افسوس رہنا
ہماری تمنا ہی مایوس رہنا

یہ قید محبت اک آزادگی ہی
مگر کوئی جانے بھی محبوس رہنا

یہ سیکھا ہی تو اشک غماز کس سے
مری آنکھ مین بنکے جاسوس رہنا

کیا ہی رقیبون نے سامان عشرت
خبردار اے چرخ منحوس رہنا

خوشا وہ زمانہ کہ تھا دل کا شیوہ
نہ مانوس رہنا نہ مایوس رہنا

اولٹ دو ذرا رخ روشن سے پردہ
یہ کیا شمع سان زیر فانوس رہنا

وہ محشر خرام آئیگا سوے گلشن
الگ اوس سے اے کبک و طاؤس رہنا

۸۰ ۱۳
محبت مین یون داغ عزت رہیگی
کہ تم دشمن ننگ و ناموس رہنا

کیا ہوسکے مقابلہ مژگان یار کا
دل ایک ہاتھ کا ہی جگر ایک وار کا

انداز کچھ ملانے لگا جور یار کا
اب لطف دیکھنا ستم روزگار کا

پوچھے کوئی مزاج تو ایسے غرور سے
کہتے نہین وہ شکر ہی پروردگار کا

ہوگا نشان مہر و محبت یہین کہین
ڈھونڈو چراغ لیکے ہمارے مزار کا

رہتی تھی اوسکی یاد وہ راتین گذر گئین
اب مجکو انتظار ہی اوس انتظار کا

تو بہ جو ہٹنے کی شکل آیا ذرا سامنے
وہ رنگ روپ ہی نہین صبح بہار کا

ہین بدگمان اوس سے زیادہ خدا کی شان
ہی اعتبار اوسکو میرے اعتبار کا

اوٹھنا ہی تیری بزم سے دشوار تھا مجھے
اوسپر سنبھالنا دل بے اختیار کا

فرقت مین ہمنے اپنی تسلی کے واسطے
رکھا ہی نام شوخ دل بیقرار کا

ٹکڑے کرون زبان شکایت کے تو سہی
کیا حال ہی کسی نگہ شرمسار کا

اے چشم یار دیکھ تغافل سے باز آ
دل ٹوٹ جائیگا کسی امیدوار کا

عاشق کی مشت خاک پریشان نہو کبھی
اوسمین جو میل ہوتے دل کے غبار کا

۸۱ غش کھاکے داغ یار کے قدمون پہ گر پڑا
بیہوش نے بھی کام کیا ہوشیار کا ۱۰

لطف آرام کا نہین ملتا
آدمی کام کا نہین ملتا

کیسے حاضر جواب ہو کہ جواب
میرے پیغام کا نہین ملتا

اوسنے جب شام کا کیا وعدہ
پھر پتا شام کا نہین ملتا

جستجو مین بہت ہی وہ کافر
بھید اسلام کا نہین ملتا

لگیا ہین تمھین وگرنہ غلام
کوئی بیدام کا نہین ملتا

چرخ پر جاکے عرض حال کرون
رستہ اس بام کا نہین ملتا

نہ ملے رنگ مین جبتک
دل مے آشام کا نہین ملتا

ظرف مشکل ہی دل پرخون
جوڑ اس جام کا نہین ملتا

تلخی رشک کیا گوارا ہو
زہر بھی کام کا نہین ملتا

داغ کی ضد سے ہی تلاش اونھین

۶۲ کوئی اس نام کا نہین ملتا ۱۵

جبتک کسیکی چاہ نہ تھی کیا سرور تھا
میرا ہی دل بغل مین مری رشک طور تھا

یان امتحان برق تجلی ضرور تھا
کیا مین نہ تھا اس آگ مین جلنے کو طور تھا

واعظ اتنے لحاظ سے ہم سنکے پی گئے
کیا ذکر ناگوار شراب طہور تھا

کیون نا امید عفو ہون کیا یہ سنیگا وہ
اسکا نہ بخشنا تری رحمت سے دور تھا

ہو خوشنما خراش دل اے پنجۂ جنون
مرجاؤن مین تو یہ نہ کہین بے شعور تھا

ہم بوسے لیکے اوسسے عجب چال کر گئے
یون بخشوا لیا کہ یہ پہلا قصور تھا

رکھا جو تشنہ لب مجھے ساقی نے سیر تھی
جسکو نظر لگی وہی پیمانہ چور تھا

کیون تو نے چشم لطف سے دیکھا غضب کیا
قربان اوس نگاہ کے جسمین غرور تھا

پاس ادب سے رکگئی فریاد چپ ادھر
مین کیا کہون کہ عرش برین کتنی دور تھا

شبکو جو تم نہ آئے تو پہونچے کہان کہان
کیا طبع بدگمان کو ہماری عبور تھا

کرنی پڑین فراق مین بیمار زاریان
ہاتھون مین ساری رات دل ناصبور تھا

دیکھا سلف سے آجتک انصاف عشق کا
تقصیروار تھا وہی جو بے قصور تھا

جو مر گیا ترا رخ پر نور دیکھکر
دیکھا تو آنکھ مین اوسی مردیکے نور تھا

احمد کے غم مین دیدہ و دل کیون نہون تباہ
دل کا سرور تھا مری آنکھونکا نور تھا

۶۳ اے داغ صدمۂ غم ہجران بجا درست
یہ سب سہی مگر تمہین جینا ضرور تھا ۱۱

سنا پر نہ سنا شوق کا دفتر پورا
ایک ہی دن مین ہوا قصۂ مختصر پورا

مجھکو دم بھر کی بھی فرصت نملی نالونسے
ورنہ گھڑیال ٹھہرتا ہی گھڑی بھر پورا

تھک گئے ہاتھ مگر کثرت مطلب ہی ہی
فکر ہی مجھکو خدا شوق ہو کیونکر پورا

اپنے حصے کی بچا لیتے ہین دینے والے
نہ بھرا ساقی کم ظرف نے ساغر پورا

ایک ہی آن مین قاتل نے کیا قتل جہان
حلق آیا نہ کسیکا تہ خنجر پورا

نہ یہ دل ہی نہ یہ جرات نہ یہ انداز بیان
نامہ بر حال کہے یار سے کیونکر پورا

گو تری زلف پریشان سے پریشان تھا
ابھی آشفتہ ہوا کب دل مضطر پورا

نہ کیا تیم اشارے سے مرا کام تمام
قرہ یار لگائی نہین خنجر پورا

اوسکی رفتار نے کی اور قیامت برپا
اوٹھنے پایا بھی نہ تھا فتنۂ محشر پورا

قصد تجھا نہ کیا ہی جو خدا سے تجھا وسکے
جو کیا کام ہوا خیر سے اکثر پورا

۱۸ ختم ہی شوخی الفاظ و تلاش مضمون
ہی تو یون داغ سخنور ہی سخنور پورا ۱۱

اوس بت کو جب خیال ستم ہو کے رہگیا
مین مضطرب خدا کی قسم ہو کے رہگیا

نکلی سیاہ مہر کی زبان سے نہ کوئی بات
کمبخت اوسکے سامنے سم ہو کے رہگیا

بدلے جو تیور اوسکے شب وصل کیا کہون
اظہار شکوۂ شب غم ہو کے رہگیا

ای چارہ گر جگر کی کسک کسطرح مٹے
گو درد کم ہوا بھی تو کم ہو کے رہگیا

ضرب المثل ہیں یہ دل ہی مٹا ہوا
جو پائمال زیر قدم ہو کے رہگیا

جانا اوسکو مینے یہ پورا ہی آشنا
جو تیرے دل سے بہم ہو کے رہگیا

اعدا سے ہمسے بحث رہی کوی یار مین
ذکر بہشت و خلد و ارم ہو کے رہگیا

ہوا نہ ایک بھی اس دل کا مسودہ
فرسودہ لاکھ بار قلم ہو کے رہگیا

ہوئی جو شوق پہ تاثیر جذب دل
قاصد روانہ چار قدم ہو کے رہگیا

دل نے تری گلی سے نہ اوٹھنے دیا مجھے
سو بار قصد دیر و حرم ہو کے رہگیا

٨٥ ١١
ای داغ ہم نہ دیکھ سکے روز حشر کچھ
سر خجلت گناہ سے خم ہوکے رہگیا

کوئی کلمہ بھی مرے منہ سے نکلنے نہ دیا
وہ لگایا مجھے قاتل نے سنبھلنے نہ دیا

نفس سرد کی تاثیر شب غم دیکھو
شمع کو تا بسحر ہی نے پگھلنے نہ دیا

بدگمان تھا کہ تپ ہجر نہ کم ہو جائے
اوسنے کافور مری لاش پہ ملنے نہ دیا

اس جفا پر یہ وفا ہی کہ تمھارا شکوہ
دلمین رہنے نہ دیا منہ سے نکلنے نہ دیا

شوق نے راہ محبت مین اوبھارا لیکن
ضعف نے ایک بھی گرتے کو سنبھلنے نہ دیا

عقل کہتی تھی نہ لکھ دفتر مطلب اوسکو
شوق نے ایک بھی مضمون بدلنے نہ دیا

ای شب ہجر ترا خلق پر احسان ہوگا
حشر کے دن کو اگر تو نے نکلنے نہ دیا

بدگمانی نے نہ چھوڑا اوسے تنہا ملنے
مینے قاصد کو اگر راہ مین چلنے نہ دیا

کسی صورت نہ بچا عشق کی رسوائی سے
کشتے مجھے نام بھی غیرت نے بدلنے نہ دیا

چھین لیا اوسے مین حشر کے دن ضد کرکے
کیا کرون مجکو فرشتون نے مچلنے نہ دیا

٨٦ ١١
بزم اغیار مین اوس شوخ نے عیاری سے
کیا ہی اعجاز کیا داغ کو جلنے نہ دیا

دم عشق مین گیا دل مجبور رہ گیا
صدمہ کسی سے اوٹھ نسکا کوئی سہہ گیا

شکوہ جو گھر مین غیر کے وہ رشک سہہ گیا
مین کیا بتاؤن کون مرے دل سے کہہ گیا

مجھ سخت جان کو ناز کہ یہ جور سہہ گیا
قاتل کو یہ گلا کہ مرا ہاتھ رہ گیا

ہم اوسکی بزم ناز مین اس حال سے گئے
گویا فقیر دیکھنے دربار شاہ گیا

اوٹھتی نہین ہی ضرب محبت پہاڑ سے
رستم وہی ہی مرد جو یہ درد سہہ گیا

قاتل کے آتے آتے سب آسمین کٹ مرے
دریا لہو کا خنجر غیرت سے بہہ گیا

غم نے ترے نچوڑ لیا قطرہ قطرہ خون دل
تھوڑا سا درد دل مین کھٹکنے کو رہ گیا

بوسہ نہ دو اوٹھاؤ تو عارض سے اپنے زلف
کیا چاندنی کا لطف ہی جب چاند گہہ گیا

ہنگام ضبط سینے مین سو گردشین رہین
اچھا رہا وہ اشک جو آنکھون سے بہہ گیا

کیا حشر مین وہ دولت دیدار سے ہو شاد
دنیا مین جو وصال سے محروم رہ گیا

۸۷ جی جائے موت آئے جو محبت داغ کو
سچ تو یہ ہی کہ کہتے کوئی جھوٹ کہہ گیا ۱۱

کھینچا غم فرقت کا دل لوٹنے عذاب ایسا
ہم تجکو نہ سمجھے تھے ای خانہ خراب ایسا

نیند آتی نظر آتی تا حشر نہین ہمکو
دیکھا ہی پریشان سا کچھ راتکو خواب ایسا

جو عرض تمنا پر ظالم نے کہا مجھسے
اتبک نہ ملا ہوگا سائل کو جواب ایسا

تن تن کے جو چلتا ہی وہ شوخ کمان ابرو
ایک ایک سے کہتا ہی ہوتا ہی شباب ایسا

نومید کرم ہو کر ہم توبہ کرین می سے
دوزخ مین پڑے زاہد لوٹے لطف ثواب ایسا

پوچھا تھا محبت مین ہوتا ہی قلق کیسا
قسمت نے کہا دیکھ ای خانہ خراب ایسا

قسمت نے مری پایا جو رنج محبت مین
دوزخ کے بھی حصے مین آیا نہ عذاب ایسا

مرنے بھی نہین دیتے جینے بھی نہین دیتے
احسان ترحم وہ انداز عتاب ایسا

مین شوق مین بیخود ہون وہ غیر سے کہتے ہین
کردیتی ہی انسان کو بدمست شراب ایسا

جب خواب مین آتے ہو منہ مجھسے چھپاتے ہو
مشتاق سے شرم ایسی عاشق سے حجاب ایسا

ای حضرت داغ اوسکو غیرون نے دشمن کیا ہی

۸۸ وہ اور یہ رسوائی سمجھیں ہیں جناب اسیا ۱۰

ہمیں زمانے میں بدنام تیری جو نے کیا
ستم کیا تو مرے دل کی آرزو نے کیا
خطا کو زنگ نے مشہور گل کو بو نے کیا
شب اوسکی بزم میں دلوائی غیر سے تعظیم
رقیب اسکے بھی قابل نہیں خدا کی قسم
وہ عرض وصل سے رکھتے ہیں ہاتھ کانو پر
گیا رقیب کے گھر بارہا شب وعدہ
غرور کیوں نہو جب دلسی چیز ہاتھ لگے
اوٹھیگی گردن قاتل نہ بار خوں سے کبھی
سوال وصل پہ اقرار کیا کیا ظالم
جگر کے ٹکڑے ملا دے تو بخیہ گر جانو
وہ آج ناز سے لائے تھے خنجر فولاد
اوسیکو گردش دوران سمجھ گئے میکش
فرشتہ بنکے نہ اوڑ جائے عرش پر زاہد
جفا کشی کا مزہ مجکو ہاں اب آئیگا
ہمارے دوست کی ہمپر یہ مہربانی ہے

۸۹
کھلا میں اونسے تو وہ اور داغ مجھسے کیئے
خفا تو اونکو مری شرح آرزو نے کیا

دل فریفتہ جو کچھ کیا سو تو نے
مجال ہے یہ کہوں تجھسے جو تو نے
جہان میں شہرہ تمہارا رخ نکو نے
بڑا سلوک مرے ساتھ آبرو نے
اگر ستم بھی کیا تو بھی لطف تو نے
اثر یہ خوب مری طرز گفتگو نے
بہت ذلیل مجھے تیری جستجو نے
بڑا داغ تری زلف مشکبو نے
ستم شعار کو نازک مرے لہو نے
دماغ ہمسے کیا یا مزاج تو نے
اگرچہ جیب کو ثابت رکھے رفو نے
اوسے بھی موم مری سختی گلو نے
جو دور شیشہ و پیمانہ و سبو نے
اوسے جو خاک سے پاک اسقدر وضو نے
کہ آسمان کو اپنا شریک تو نے
ہمارے واسطے جو کچھ ہر اک عدو نے

۱۱

کعبے کی سمت جاکے مرا دھیان پھر گیا
اوس بت کو دیکھتے ہی بس ایمان پھر گیا

تو وعدہ کرکے مجھسے مری جان پھر گیا
حق سے پھرا جو قول سے انسان پھر گیا

اولٹا ہوا نے پھیر دیا تیر یار کو
افسوس ہی کہ راہ سے مہمان پھر گیا

محشر میں داد خواہ جو اے دل نہو ہوا
تو جان لے یہ ہاتھ سے میدان پھر گیا

چھپکر کہاں گئے تھے وہ شکوہ کہ سیر گھر
سو بار آکے اونکا نگہبان پھر گیا

تھی گردش مژہ بھی تری تیر کی شریک
برمے کیطرح سینے مین پیکان پھر گیا

رونق کچھ آگئی جو پسینے سے مٹ گئے
پانی ترے مریض پر اک آن پھر گیا

دیکھا اوسے جو دور سے اوڑ کر مرا غبار
اوس شوخ شہسوار کی چوگان پھر گیا

تریسے نے ایکدم مین بنادی وہ گھر کی شکل
میری نظر مین صاف بیابان پھر گیا

قاتل نے وقت ذبح لیا جب خدا کا نام
خنجر ہمارے حلق پہ آسان پھر گیا

۹۰

لانے تھے کوئی یار سے ہم داغ کو بھی
لو اوسکی موت آئی وہ نادان پھر گیا

۱۱

وہ رسوائی سے ڈر جائے تو اچھا
برائی کام کر جائے تو اچھا

کہا ظالم نے میرا حال سنکر
وہ اس جینے سے مر جائے تو اچھا

خدا جانے کہے کیا جاکے قاصد
دل اوس سے پیشتر جائے تو اچھا

غضب ہی انتظار وعدہ حشر
یہیں کہکر مکر جائے تو اچھا

مبارک خضر کو ہو عمر جاوید
یہ تھوڑی سی گذر جائے تو اچھا

مسیحائی ہوا قاتل کا شیوہ
عدم تک یہ خبر جائے تو اچھا

کہا قاصد کو اوسنے دیکے دشنام
سبک ہوکر اگر جائے تو اچھا

عدم میں کیا ہونگے صاحب درد
ہمارا چارہ گر جائے تو اچھا

رقیبوں کا تری محفل میں کیا کام
جہنم انسے بھر جائے تو اچھا

نگاہ یار دل کو لوٹتی ہے
یہ مہمان اپنے گھر جائے تو اچھا

۹۱ ۱۱

وہ تکلیف عیادت کیوں کرین داغ
مری اونکو خبر جائے تو اچھا

کوئی آ کے نکل نہین سکتا
تجھسے فتنہ بھی چل نہین سکتا

زور قسمت سے چل نہین سکتا
دل سنبھالے سنبھل نہین سکتا

ہے وہ افسردہ میری شمع فراق
جس سے پروانہ جل نہین سکتا

آسمان دوست ہو گیا تیرا
اب زمانہ بدل نہین سکتا

ضعف کے لاکھ لاکھ احسان ہیں
کف افسوس مل نہین سکتا

تم تو سو بار ہان جاؤ گے
دل ہمارا بہل نہین سکتا

ہم تو اوس دعا کے قائل ہین
جو زبان سے نکل نہین سکتا

موت کیوں آ کے پھر گئی شب غم
وقت آیا تو ٹل نہین سکتا

غم جو کھایا ہے کیا کہوں تجھسے
مین یہ کھایا اوگل نہین سکتا

رشک اغیار کیا گوارا ہو
زہر کوئی نگل نہین سکتا

۹۲ ۱۲

نام کو داغ ہوں مگر ظالم
تو جلائے تو جل نہین سکتا

عیش بھی اندوہ فزا ہو گیا
ہائے طبیعت تجھے کیا ہو گیا

دشمن ارباب وفا ہو گیا
دوست بھلا ہو کے برا ہو گیا

یاد ہی کہنا وہ کسیوقت کا
ہوش مین آؤ تمھین کیا ہوگیا

داغ وہ بہتر ہی جو مرہم بنا
درد وہ اچھا جو دوا ہوگیا

آپسے اقرار کے سچے کہان
وعدہ کیا اور وفا ہوگیا

یہ تو نہ تھی کوئی بگڑنیکی بات
حرف خوشامد بھی گلا ہوگیا

سامنے میرے جو چرائے ہو آنکھ
آئنہ کیا آج نیا ہوگیا

ای دل بیتاب خدا کی قسم
عشق مین جی تجھسے برا ہوگیا

دم مرے سینے مین جو رکتا ہی آج
کون خدا جانے خفا ہوگیا

حال مرا دیکھکے کہتے ہین وہ
کوئی حسین اسسے جدا ہوگیا

نالے نے تاثیر نہ کی روز حشر
وہ بھی شب غم کی دعا ہوگیا

سب نے مجھے دیوانہ بنانے لگے
لو وہ تمھارا ہی کہا ہوگیا

۹۳

داغ قیامت مین یہ مژدہ سنے
جا تجھے فردوس عطا ہوگیا

۱۴

یہ قول کسیکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
وہ کچھ نہین کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

سن سنکے ترے عشق مین اغیار کے طعنے
میرا ہی کلیجا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

بن آئی ہی جو چاہین کہین حضرت واعظ
اندیشۂ عقبی ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

اونکا یہی سننا ہی کہ وہ کچھ نہین سنتے
میرا یہی کہنا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

دیکھو تو ذرا چشم سخنگو کے اشارے
پھر تمکو یہ دعوی ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

خط مین مجھے اول تو سنائی ہین ہزارون
آخر یہی لکھا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

پھٹتا ہی جگر دیکھکے قاصد کی مصیبت
پوچھو تو یہ کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

خاموش کیا چھیڑ کے ظالم نے شب وصل
وہ تذکرہ چھیڑا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

یہ خوب سمجھ لیجیے غماز وہی ہی
جو آپسے کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

دنیا مجھے کہتی ہی برا حاضر و غائب
سمجھو تو سبب کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

تمکو یہی شایان ہی کہ تم دیتے ہو دشنام
مجکو یہی زیبا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

۹۴ مشتاق بہت ہین مرے کہنے کے پر ای داغ
یہ وقت ہی ایسا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا ۹

ردیف بای موحدہ

نامہ بر کہتا ہی اب لاتا ہون دلبر کا جواب
سن چکا مین چار دن آگے مقدر کا جواب

شیخ ہو حق کر رہا ہی آج ان مستون کے ساتھ
آجکل ہی میکدہ اللہ کے گھر کا جواب

خلق کے اعمال نامے چھین لونگا حشر مین
گم ہوا ہی ہاتھ سے قاصد کے دلبر کا جواب

میرے دل ہی سے نگہ تیری اٹک کر رہ گئی
دوسری جانب جگر بھی تھا برابر کا جواب

غیر کی تعریف لکھی سارے خط مین اور مجھے
یہ بھی لکھتے ہین کہ لکھو میرے دفتر کا جواب

پہلے تو میری گذارش سنکے وہ چپ ہو رہے
کیا کہون پھر کیا ملا عرض مکرر کا جواب

خط تمھارا ہمکو پہونچا ہی فقط اتنی رسید
واہ کیا لایا ہی قاصد میرے دفتر کا جواب

امت عاصی کی بخشش کا کیا حق سے سوال
ہی کہان کونین مین ایسے پیمبر کا جواب

۹۵ لوگ کہتے ہین بنا دلی بگڑ کر لکھنؤ
پر کہان ای داغ اوس اجڑے ہوے گھر کا جواب ۱۵

کیون کہا یہ کسی سے کیا مطلب
اسی کہنے سے کھل گیا مطلب

بات پوری نہین کہی مینے / کہ وہ طرار لے اڑا مطلب
مین کہے جاؤن تم سنے جاؤ / ایک کے بعد دوسرا مطلب
ہے مرا درد آپکی راحت / ہے مری یاس آپکا مطلب
خون ہونیکو خاک ہونے کو / یا مرا دل ہے یا مرا مطلب
مٹگئے ایک ہی تغافل مین / شوق ارمان مدعا مطلب
اونکی جانب سے ہو پیام وصال / ہے یہی چاہ کا نیا مطلب
غیر کا خط بھی چاک کرڈالا / ملگیا تھا جو کچھ مرا مطلب
باندھکر خط پر کبوتر پر / لکھدیا ہمنے جابجا مطلب
مرگیا مژدۂ وصال سے مین / یون بھی نکلا رقیب کا مطلب
کبھی کہتا ہون دل سے خوب کیا / کبھی کہتا ہون کیون کہا مطلب
بے غرض تھے تو لطف صحبت تھا / دشمن وضع ہوگیا مطلب
بیخودی مین رہا نہ یاد القاب / خط مین پہلے ہی لکھدیا مطلب
دل مین گھٹ گھٹکے رہگئی حسرت / لب پہ آ آکے رہگیا مطلب

۹۶ حضرت داغ توبہ کرتے ہین / کاش پورا کرے خدا مطلب ۱۶

ہم مٹگئے تو پرسش نام و نشان ہے اب / اسکی تلاش کر کہ محبت کہان ہے اب
مین کیا کرون بلا سے جو تو مہربان ہے اب / وہ دل کہان ہے اب وہ طبیعت کہان ہے اب
ہرگز نہ تھا زمانۂ سابق مین یہ فلک / جس آسمان کی دھوم تھی وہ آسمان ہے اب
بیمہر و مہر زرد دل آزار دل ستان / جی ڈھونڈھتا ہے جسکو وہ پیدا کہان ہے اب

تم پارسا سہی مگر اتنا تو سوچ لو
کچھ دیکھ ہی لیا ہی جو دل بدگمان ہی اب

وہ ظالموں مین لاگ ہوئی میرے واسطے
نامہربان وہ ہی تو فلک مہربان ہی اب

لٹتا ہی کب کسی سے یہ شوق جفاکشی
مقتل بھی جسکے واسطے دارالامان ہی اب

ظالم کہین خدا نہ کرے تو سنے اوسے
جو کچھ شب فراق مین ورد زبان ہی اب

سنلو جو ہم بیان کرین پھر کہان یہ تاب
چلتی ہوئی ہمارے دہن مین زبان ہی اب

اللہ وہ زمانۂ تاثیر کیا ہوا
کہنے کے واسطے مرے لب پر فغان ہی اب

بیٹھے ہین ہم بھی گوش بر آواز کہ تو دو
آنا ہی جسکو آئے یہان امتحان ہی اب

قربان جاؤن درد جگر کے وہ رکھکے ہاتھ
یہ پوچھتے ہین مجھسے بتا تو کہان ہی اب

ملنے کے بعد رنج اوٹھائے ہین اسقدر
شکر وصال بھی مرے لب پر فغان ہی اب

کیا کیا ملائے خاک مین انسان چاند سے
سچ پوچھیے اگر تو زمین آسمان ہی اب

اوسکو بھی میری وجہ سے ہین بدگمانیان
جو ہمنشین مرا ہی ترا پاسبان ہی اب

۹۷ ۱۱
مدت ہوئی کہ داغ کو سنتے تھے سو دیے
کیا جانے وہ خدائی کا مارا کہان ہی اب

ردیف بای فارسی

مہربان ہوکے جب ملینگے آپ
جو نہ ملتے تھے سب ملینگے آپ

سبکے تیغ غضب ملینگے آپ
یون گلے مجھسے کب ملینگے آپ

غیر سے ہوگئے پیام و سلام
ہین یہ ملنے کے ڈھب ملینگے آپ

ہجر کا شکوہ حشر مین کرتا
وان تو ہی یہ غضب ملینگے آپ

۹۸

ڈرتے ڈرتے کہونگا راز نہان
خواب مین مجھسے جب ملینگے آپ

دم رخصت یہ چھیڑ تو دیکھو
مجھسے کہتے ہین کب ملینگے آپ

آپ کیون خاک مین ملاتے ہین
ہم مصیبت طلب ملینگے آپ

کاروان کی تلاش کیا ای دل
آگے منزل پہ سب ملینگے آپ

ایک تو وعدہ اور اوسپہ قسم
یہ یقین ہی کہ اب ملینگے آپ

تیغ تیری کھنچی رہی قاتل
بسمل جان بلب ملینگے آپ

داغ اک آدمی ہی گرما گرم
خوش بہت ہونگے جب ملینگے آپ

۱۳

کم نہین سامان مین ہنگامۂ محشر سے آپ
دیجیے دلکو دعا مین نکلے اس گھر سے آپ

برسون آنکھون مین رہے آنکھون سے پھر کر لیجیے
راہ سیدھی تھی مگر پہنچے بڑے چکر سے آپ

خوف ہی مجھسے عبث مینے کیا اپنا وکیل
فیصلہ میرا ابھی کرلین وہ اور محشر سے آپ

شرم سے گر اب کسی جانب پلک اوٹھتی نہین
چٹکیان لینگے کلیجے مین اسی نشتر سے آپ

لگ گئے لاکھون گلے اس تیزی رفتار سے
اب تو چل نکلے زیادہ اپنے بھی خنجر سے آپ

اپنے سینے سے دبا دیجے ذرا سینہ مرا
چور کیجیے شیشۂ دل کو اسی پتھر سے آپ

وصل مین کیسی حیا مین تو منا لونگا کبھی
سہم کر چپ ہو رہے بیٹھے بیٹھے ڈر سے آپ

حضرت زاہد ہر اک نشہ کو عادت شرط ہی
مرنجائینگے شراب چشمۂ کوثر سے آپ

آپ پیکان لیکے چلتا ہی ترکش سے تیر
رزق لاتا ہی مرا مہمان اپنے گھر سے آپ

ابتدا سے انتہا تک عشق مین ہین خوفنا
امتحان سے غیر شام غم ہم محشر سے آپ

حضرت زاہد نکل آیا فلک پر آفتاب
پیر و مرشد اب تو اوٹھیے میکدے سے آپ

جب ہمین مرنا ہی ٹھہرا حاجت قاتل نہین
کاٹ لینگے ہم گلا اپنا کسی خنجر سے آپ

۹۹ ۹

کیون جناب داغ یاد اللہ میری یاد ہی
بھیس بدلے رات کو آتے تھے کسکے گھر سے آپ

ردیف تاے فوقانی

کب بات ہو بغیر خوشامد وہان درست
وہ نا درست بھی جو کہین کیجیے ہان درست

تھوڑے سے دن بہار کے ہین کس امید پر
کرتے ہین اپنے مرغ چمن آشیان درست

کچھ مین بھی اپنا حال طبیعت بیان کرون
گر ہو مزاج آپکا اے مہربان درست

اک دن نہ آزمایئے اک بوالہوس کی چاہ
ہر روز آپ سمجھے مرا امتحان درست

اوسکو درستی دل عاشق سے کیا غرض
جسکی زبان کی نہین اب تک زبان درست

آتا ہی بہر فاتحہ جب کوئی فتنہ گر
رہتا نہین ہے قبر کا میری نشان درست

آنکھون مین رہ کے دلمین ٹھہر تیرے واسطے
آراستہ ہر ایک مکان ہر مکان درست

ہر روز تازیانۂ زلف دراز سے
تونے بھی دلکو خوب کیا تیربان درست

۱۰۰ ۱۳

آتا ہی سامنے جو وہ غارتگر شکیب
اوسان داغ رہتے ہین اپنے کہان درست

ہر طرفہ تماشا سر بازار محبت
سر بیچتے پھرتے ہین خریدار محبت

اک حشر بپا تھا دم اظہار محبت
رفتار قیامت ہوئی گفتار محبت

اللہ کرے تو بھی ہو بیمار محبت
صدقے مین چھٹین تیرے گرفتار محبت

ابرو سے چلے تیغ تو مژگان سے چلے تیر
تعزیر کے بھوکے ہین خطاوار محبت

۱۰۱

اسواسطے دیتے ہین وہ ہر روز نیا داغ
اک درد کے خوگر ہوئے ہین بیمار محبت

ہے گور الٰہی قفس تنگ سے کیا کم
مرکر بھی تو چھوٹے نہ گرفتار محبت

کچھ تذکرۂ عشق رہے حضرت ناصح
کانون کو مزا دیتی ہے گفتار محبت

دل بھول نجائے کسی مژگان کی کھٹک کو
کچھ چھیڑ رہے اے خلش خار محبت

جو چارہ گر آیا مری بالین پہ یہ بولا
اللہ کو سونپا تجھے بیمار محبت

ثابت قدم ایسے رہ الفت مین ہونگے
تھا ہمکو تہ تیغ بھی اقرار محبت

خسرو سے جو چاکر ہین تو محمود سے بردے
اللہ رے اللہ ری سرکار محبت

واعظ کی زبان پر تو وہ کلمے ہین کہ گویا
بخشے ہی نجائینگے گنہگار محبت

دیکھا ہے زمانے کو ان آنکھون نے تو اے داغ
اس رنگ پر اس ڈھنگ پر انکار محبت

۱۰۲

کٹی ہے نہ فرقت کی جائیگی رات
سحر کو بھی دھبا لگائیگی رات

قیامت سے کے دن کیا نہ آئیگی رات
مری تیرہ بختی دکھائیگی رات

نہ مین بات کرتا اگر جانتا
کہ یون بات کرنے مین جائیگی رات

چراغ قمر لیکے ڈھونڈھا کیے
سحر کو نہ فرقت مین پائیگی رات

شب وصل میری شب قدر ہے
ہزار دن مین ایسی نہ آئیگی رات

قیامت کے آثار ہین صبح ہجر
نجانا تھا یہ دن دکھائیگی رات

شب وصل وان شرم سے چپ لگی
یہان یہ یقین اب نجائیگی رات

نہ نکلے گا دل کوچۂ زلف سے
مسافر کو رستہ بھلائیگی رات

شب ہجر چمکائیگی داغ دل
فلک تجھکو تارے دکھائیگی رات

گریزاں ہے کیوں اسقدر روز وصل
ٹھہر تجھکو کچھ کھا نہ جائیگی رات

غنیمت ہے تاریکیِ شام غم
نہ دیکھو نگاہیں جو دکھائیگی رات

شب ہجر کا ساتھ دینا پڑا
بہت عمر میری بڑھائیگی رات

۱۰۲
شب وصل کی داغ یہ آرزو
خدا سے نہ تجھکو ملائیگی رات
۱۱

تو نہ کر نخوت شباب بہت
ہمنے دیکھے ہیں انقلاب بہت

شعلہ رو سیکڑوں نظر آئے
ہیں زمین پر بھی آفتاب بہت

آئی کسکی نگاہ میں شوخی
ہے زمانے کو اضطراب بہت

آئے جنت سے پھر نہ دنیا میں
بے مزہ ہو گیا ثواب بہت

پیر میخانہ کے دعا گو ہیں
یہ سلامت ہے تو شراب بہت

ہجر بت اور صحبت زاہد
خلد میں بھی تو ہیں عذاب بہت

شام ہونے تو دو سے چلے جانا
ہے ابھی تیز آفتاب بہت

کچھ سمجھکر وہ ہو رہے خاموش
تھے مری بات کے جواب بہت

بل تری زلف کے بھی دیکھ لیے
دود دل میں ہیں پیچ و تاب بہت

دل بیتاب خط میں رکھدوں میں
کہ چلے نامہ بر شتاب بہت

۱۰۳
دیکھیے کب عدم کو جانا ہو
کرچکے داغ پا تراب بہت
۱۷

ردیف تائے ہندی

نگاہ یار نے اس شوق سے لگائی چوٹ
کہ جسپر اسکے دل آتا ہے دلبر آئی چوٹ

قدم قدم رہ الفت مین مینے کھائی چوٹ
کہ راہبر کی بھی ٹھوکر سے مجھ آئی چوٹ

کہان بتون نے یہ سینون پچ اپنے کھائی چوٹ
ادہر ادہر کے جو گرتی ہی خود بنائی چوٹ

گرا جو مین در دلدار پر تو اوٹھ نہ سکا
بڑا ہی کام کیا اسنے کام آئی چوٹ

بتون کے دلمین نہ کی میری آہ نے تاثیر
اوچٹ کے مجھ لگی مینے جب لگائی چوٹ

شراب ناب سے تر تھی زمین میخانہ
پھسل کے محتسب سنگدل نے کھائی چوٹ

کمیون ہو چوٹ مرے دل کی چوٹ پر قاتل
لگائے جبکہ ترا خنجر حنائی چوٹ

لگائی آپنے کیون میری قبر پر ٹھوکر
غضب کیا کہ عبث خاک مین ملائی چوٹ

وبال دوش ہوئی بار غم سے لاش مری
اوٹھانیوالون نے گرکر بہت اوٹھائی چوٹ

ادب سے جھک کے چلا راہ عشق مین ایسا
کہ سیرے سنے مری ٹھوکرونسے کھائی چوٹ

سلام مینے کیا رکھکے ہاتھ سینے پر
وہ جانتے ہین مجھے دیکھکر چھپائی چوٹ

نشان پاے صنم سنگ راہ ہوتے ہین
وہ ناتوان ہون کہ نقش قدم سے کھائی چوٹ

جب اپنے ہاتھ کی تیشے نہ اوٹھ سکی فرہاد
حریف ہوکے اوٹھائیگا کیا پرائی چوٹ

نگاہ آہ مین کس کس طرح چلین چوٹین
یہ حال تھا ادھر آئی ادھر لگائی چوٹ

علاج درد جگر کیا کرون مین ای ناصح
بری ہی کیا بھلی چنگی لگی لگائی چوٹ

فراق درد محبت فراق یار نہین
کریگی دل سے نہ ای چارہ گر جدائی چوٹ

۱۰۳
یہ بعد مرگ رہا درد کا اثر ای داغ
کہ استخوان مرے کھا کر ہمانے کھائی چوٹ
۱۱

ردیف ثاے مثلثہ

اب سے ہماری توبہ ہی کی جو وفا تو کیا عبث
عجز و نیاز عشق ہیچ خواہش و التجا عبث

میری صدا سے پیشتر آتی ہی یہ ندا کہ بس ۔ باب قبول بند ہی مانگتے ہو دعا عبث

سنتے ہی میرا حال دل بول اوٹھے چارہ گر ۔ موت کی کیا دوا کرین عمر کی ہی دوا عبث

آپکا رازدان ہون مین بلکہ مزاجدان ہون ۔ غیر پہ میرے سامنے لطف ستم نما عبث

وان خط شوق بھی مرا کاغذ مشق بنگیا ۔ کاٹ کے حرف مدعا اوسنے بنا دیا عبث

لطف قبول تو یہ ہی لطف اثر حصول ہو ۔ لوگ اخیر وقت مین مانگتے ہین دعا عبث

گریہ سے ہی ہنسی مری داغ سے دل لگی مری ۔ کوئی نکوئی شغل ہو یا ہو بکار یا عبث

مجھکو سنا کے جب کہا مجھسے کوئی وفا کرے ۔ کہنے کو تھا بجا درست منہ سے نکل گیا عبث

عشق مین تیرے فتنہ گر رنج اوٹھائے بیقدر ۔ تکیہ کلام ہی مرا کوئی کرے وفا عبث

صدمہ انتظار کو کچھ تو قیام چاہیے ۔ روز جزا سے پیشتر آئی مری قضا عبث

۱۰۵ عشق کیا ہی کرتے ہین کہ نہین اور بھی ہزار ۔ داغ کی جان زار کو روتے ہین آشنا عبث ۳۰

ردیف جیم تازی

شوخی سے ٹھہرتی نہین قاتل کی نظر آج ۔ یہ برق بلا دیکھیے گرتی ہی کدھر آج

انجام محبت پہ کرین خاک نظر آج ۔ انسان ہی مجبور نہین کل کی خبر آج

وہ جاتے ہین آتی ہی قیامت کی سحر آج ۔ روتا ہی گلے ملکے دعاؤن سے اثر آج

مہمان ہی وہ غیرت خورشید و قمر آج ۔ دن آج ہی رات آج ہی شام آج سحر آج

موسی نے نہ دیکھا تھا سر طور وہ جلوہ ۔ دیکھا ہی جو کچھ ہمنے پس روزن در آج

زاہد کا عمامہ ہو کہ ہو شیخ کی دستار ۔ ان دونون پہ طرہ ہی مرا دامن تر آج

امید یہ کہتی ہی وہ آتے ہین ٹھہر جا
ہی یاس کی تاکید کہ دنیا سے گذر آج

وعدے سے پلٹ جائین نہ وہ داور محشر
انصاف کر انصاف مین تو دیر نکر آج

کل تاب فغان تھی تو یہ تاثیر کہان تھی
کیا کیا لب خاموش پہ قربان ہی اثر آج

دھبا شب فرقت کی سیاہی کا نچھوٹے
گر چشمۂ خورشید مین منہ دھوئے سحر آج

روکا ہی کیا رشک بٹھا آہی رہا ضعف
بیتابی دل لے ہی گئی غیر کے گھر آج

جس دوست کو دیکھا مجھے دشمن نظر آیا
جبتک مری نظرون مین رہی تیری نظر آج

اندیشۂ فردا نہ ہے حضرت زاہد
میخانے مین پی لیجیے تھوڑی سی اگر آج

ہر نقش قدم مین ہی اثر خون جگر کا
تلوون سے ترے کسنے ملے دیدۂ تر آج

لالچ بھی ہی قاصد کو مرے خوف و خطر بھی
سو مرتبہ خط باندھکے کھولی ہی کمر آج

ہم ہجر کی دن جا نہ سکے سوی عدم بھی
سب کہتے ہین اچھا نہین اس سمت سفر آج

بسمل ہی کیا اوسکو جسے خواب مین دیکھا
سوتے مین بھی لڑتی ہی قاتل کی نظر آج

داغ دل سوزان پہ رکھا مرہم کافور
کس شمع کو افسوس بجھاتی ہی سحر آج

وعدے پہ مرے انکے قیامت کی ہی تکرار
اک بات ہی اتنی کہ ادھر کل ہی ادھر آج

یان قصد عدم کا ہی وہان قتل کا سامان
دیکھین تو سہی پہلے بندھے کسکی کمر آج

یہ شوق یہ ارمان یہ حسرت یہ تمنا
کیا ہو مرے قابو مین تم آجاؤ اگر آج

معلوم نہین کل مری تقدیر مین کیا ہی
لے نالۂ دل عالم بالا کی خبر آج

قطعہ

وہ مین کہ میسر تھا مجھے ساغر جمشید
پیتا ہون تو کرتا ہی کمی خون جگر آج

وہ مین کہ مرا قصر ہوا رشک ارم تھا
بستر ہی گدایانہ سر راہگذر آج

وہ مین کہ مری عرش پہ تھی منزل عالی
کرتی ہی زمین بھی مرے قدمون سے حذر آج

وہ مین کہ مجھے عالم بالا کی خبر تھی — اے بیخبری خاک نہین اپنی خبر آج
وہ مین کہ مجھے سیر گلستان سے غرض تھی — ہے خون جگر اور مرا دیدۂ تر آج
سامان تھا دنیا کا مرے واسطے موجود — دنیا سے گذرنے کو نہین زاد سفر آج
بازار محبت مین لیا غیر نے کیا کیا — ہمکو نہ ملا ایک بھی پتھر کا جگر آج

۱۵

تھی کل سے تلاش ان کی مرے قتل پہ اے داغ
نکلے وہ عزادار بنے غیر کے گھر آج

۱۶

آیا ہے جھوم جھوم کے ابر بہار آج — توبہ کو خشت خم سے کرون سنگسار آج
بیوقت کی چڑھی ہے نہوگا اتار آج — ہوتے ہین تیرے مست کوئی ہوشیار آج
اے بیخودی وہ آئین تو مین آپ مین نہ آؤن — وہ بھی تو میری طرح کرین انتظار آج
خالی نہ تھی خراش دل و کاوش جگر — لایا ہے رنگ دیدۂ خونناب بار آج
شاید لگی ہے انکو مری نزع کی خبر — وہ پوچھتے ہین حال مرا بار بار آج
بیطرح ہے نگاہ سے دل کی کٹی چھنی — بیڈھب ہے گرم معرکۂ کارزار آج
آئینہ ہو گیا ترے دل مین ستم شعار — کتنا ہوا ہے صاف ہمارا غبار آج
ناصح نے میرا حال جو مجھسے بیان کیا — آنسو نکل پڑے مرے بے اختیار آج
سچ ہے کھٹک ہی جاتی ہے صورت حریف کی — بلبل نے مجھکو دیکھکے کھایا ہے خار آج
فریاد و درد عشق مین کچھ آگیا اثر — ہوتی ہے اپنی آپ صدا دل کے پار آج
ہم خاک ہو کے اتنے گرانبار غم رہے — آندھی دبا رہی ہے ہمارا غبار آج
برسون سے لگ رہی تھی لب بام ٹکٹکی — تھک تھک کے گر پڑی ہے نگہ انتظار آج
اب تیرے دردمند کا بس ہو چکا علاج — کل سے زیادہ اور ہے وہ بیقرار آج

کل جائیگا پیامبر اپنا یہان یہ شوق | خط کے جواب کا ہی ہمین انتظار آج

۱۰۷ ای داغ دھن بندھی ہر تجھے کوی یار کی
کمبخت موت ہی ترے سر پر سوار آج ۹

ردیف جیم فارسی

غربت سے رنج فاقہ کشی کے ملال کھینچ | ای داغ پر زمانے سے دست سوال کھینچ
نازک بہت ہی رشتۂ الفت ٹوٹ جائے | اتنا نہ اپنے آپ کو ای سہ جمال کھینچ
ہو جائیو تو نہ طائر دل کی طرح اسیر | صیاد اپنی سمت کو آہستہ جال کھینچ
ظالم کھنچ آئیگا مرا دل بھی سنان کے ساتھ | سینے سے دیکھ بھال کے برچھی کی بھال کھینچ
قامت دکھا کے آج صنوبر کو کر قلم | سولی پہ سرو باغ کو ای نونہال کھینچ
کھینچی تھی جب مصور قدرت نے دل کی شکل | کہتا یہ کون تو نہ اسے بے خیال کھینچ
وہ ٹھنڈے ٹھنڈے چین سے گھر کو چلے گئے | لے اور آہ سرد دل پر ملال کھینچ
ناصح قمار گاہ محبت مین جی نہار | دل کو لگا کے نفع اوٹھا خوب مال کھینچ

۱۰۸ ای داغ جذب عشق کی کھینچنے اب کشش
کی اوس کشیدہ رو نے تو ہم سے کمال کھینچ ۱۵

یون مصور یار کی تصویر کھینچ | کچھ ادا کچھ ناز کچھ تقریر کھینچ
لیکے دشمن سے خط تقدیر کھینچ | یہ حصار اہی دل پے تسخیر کھینچ
ہی گداز دل سے نالہ خدنگ | مین ہی کھینچون تو نہ قاتل تیر کھینچ
کیون کھٹکتا ہی عبث ای خار عشق | پا کو کل یا دامن تاثیر کھینچ
کھینچ یون رومال میرا زلف چہ | شکل کی جا یار کی تصویر کھینچ

ای مصور کاش اوڑجائے نصیب
اوس جبین پر یہ خط تقدیر کھینچ

لے اوڑی ہو جسکی ای پریشان
ابکی ایسی تند و پر تاثیر کھینچ

ہو چکا سفاک عذر ناز کی
تو کمان کی طرح دلسے تیر کھینچ

تیرہ بختون کا خط تقدیر دیکھ
آنکھ مین اوس سرے کی تحریر کھینچ

دامن یوسف اگر کھینچا تو کیا
ای زلیخا دامن تاثیر کھینچ

رو چکا تقدیر کے لکھے کو مین
اتبو ہاتھ ای کاتب تقدیر کھینچ

سنگ مقناطیس ہین ہم سخت جان
کھینچکے ای قاتل ذرا شمشیر کھینچ

ای فغان کردو دلکو بھی شریک
یون اثر کو باندھکر زنجیر کھینچ

خواب میرا سنکے ہمدم منہ سے بول
یون نہ تو آہین دم تعبیر کھینچ

۱۰۹ داغ کر تو نیم بسمل چھوڑ دے
دل سے ای سفاک آدھا تیر کھینچ ۲۶

ردیف حای حطی

پکارتی ہی خموشی مری فغان کی طرح
نگاہین کہتی ہین سب راز دل زبان کیطرح

بگڑ گئی ہی یہان ہیطرح جہان کی طرح
کہان کی وضع کہان کی ادا کہان کیطرح

چھڑاوے قید سے ای قید ہم اسیرونکو
لگاوے آگ قفس کو بھی آشیان کیطرح

کبھی تو صلح بھی ہو جائے زہد و مستی مین
الٰہی شیخ بھی میخوار ہو مغان کیطرح

جلاکے داغ محبت نے دلکو خاک کیا
بہار آئی مرے باغ مین خزان کیطرح

حیا نے روک لیا جذب دل نے کھینچ لیا
چلے وہ تیر کی صورت کھنچے کمان کیطرح

جواب خضر ہین وہ مردہ دل کہ جنکو یہان
ملی ہے مرگ ابد عمر جاودان کی طرح

تلاش یار مین چھوڑی نہ سرزمین کوئی
ہمارے پاؤن مین چکر ہے آسمان کی طرح

جو سمجھے خضر تو قول شہید الفت کو
گرہ مین باندھ رکھے عمر جاودان کی طرح

سنے جو حضرت زاہد سے صف جنت کے
تو صاف پھر گئی آنکھون مین اوس مکان کی طرح

جھکی ہی جاتی ہے کچھ خود بخود حیا سے وہ آنکھ
گری ہی پڑتی ہے بیمار ناتوان کی طرح

یہ سد راہ ہوا اسکا پاس رسوائی
رکے ہوئے ہین ترے اشک کاروان کی طرح

ادا ہے مطلب دل ہمسے سیکھ جائے کوئی
اونھین سنا ہی دیا حال داستان کی طرح

مزے ہین اوس دہن تنگ کے لیے کیا کیا
جو چوسے تیر کے پیکان کو زبان کی طرح

سمجھکے کیجیے برباد میرا مشت غبار
یہ لے نہ آئے کوئی چکر آسمان کی طرح

یہ دل ہے آپکا گھر رہیے شوق سے لیکن
شکیب و راحت و صبر و قرار و جان کی طرح

قیامت آئی شب وصل مجھسے گھر کے پاس
رقیب نے اوسے آواز دی اذان کی طرح

شب اوسکی بزم مین تھا شمع پر بھی رشک ہمین
کہ منہ مین شعلے کو گلگیر نے زبان کی طرح

مجھے یہ حکم ہے زنہار تم نکرنا عشق
نصیحتین بھی وہ کرتے ہین امتحان کی طرح

ہم اپنے ضعف کے صدقے بٹھا دیا ایسا
ملے نہ در سے ترے سنگ آستان کی طرح

کچھ اوسنے کہنے کو بیٹھے تھے ہم کہ خلوت مین
رقیب آ ہی گیا مرگ ناگہان کی طرح

شکستہ بال ہون وہ مرغ ناتوان ضعیف
کہ مین تو مین نہ اوٹھے مجھسے آشیان کی طرح

ہونگے سوز محبت کے دل جلے ٹھنڈے
بھری ہے آتش غم مغز استخوان کی طرح

پچھوڑ صید محبت کو خاک پر صیاد
اسے بھی ڈال لے تو دوش پر کمان کی طرح

زبان خار ہوئی تمہاری وحشت سے
کہ چھالے پھوٹ بہے چشم خونفشان کی طرح

خدا قبول کرے داغ تم جو سوئے عدم
چلے ہو عشق بتان لیکے ارمغان کیطرح

دل نہ رہا سینے مین دم کیطرح
ٹوٹ گیا تیری قسم کی طرح

تم مرے دل مین رہو دم کیطرح
دم نسہی حسرت و غم کی طرح

خامہ گرا ضعف سے پر انگلیان
چلتی ہین کاغذ پہ قلم کی طرح

کوچۂ دشمن کو وہ جنت کہین
مٹ گیا باغ ارم کی طرح

عہد کسی طرح گوارا نہ تھا
اوسنے قسم کھائی ہے ہم کی طرح

اختر داغ دل و بخت سیہ
عمر کٹی ہے شب غم کی طرح

میری وفا بھی عجب اوستاد ہے
تمکو سکھاتی ہے ستم کی طرح

جب کہا مرتے ہین کہتے ہین وہ
مر نہ گئے اہل عدم کی طرح

غیر کے آگے وہ مرے حال پر
لطف بھی کرتے ہین ستم کی طرح

داغ در یار ہی کعبہ اگر
بچ نہ گئے صید حرم کی طرح

ردیف خاے معجمہ

ہوئی جبسے زبان یار گستاخ
خوشامد گو ہوئے ناچار گستاخ

وہ بدخو بدزبان اغیار گستاخ
ہوا دربار کا دربار گستاخ

نگاہ مست کچھ یون کہ رہی ہے
کہ جیسے ہو کوئی میخوار گستاخ

الٰہی حضرت ناصح کی ہو خیر
وہ بت ہے بے ادب اغیار گستاخ

رہوں چپ تو کہیں چپ لگ گئی ہے — اگر بولوں تو بامیں بار گستاخ
کیا کیا دم عرض تمنا — ہوا سو بار چپ سو بار گستاخ
مجھے پاس ادب نے روک رکھا — کیا تھا شوق نے ہر بار گستاخ
خبر اچھی سنائی نامہ بر نے — کہ بیٹھے تھے وہاں دو چار گستاخ
رکھا دل نے لب جان بخش پر حرف — مسیحا سے ہوا بیمار گستاخ
تری رحمت اگر حامی نہ ہوتی — نہ ہوتے کافر و دیندار گستاخ

١١٢

تہ خنجر رہے پاس ادب داغ
نہ ہونا مرتے دم زنہار گستاخ

١١

ردیف دال مہملہ

اوسنے اگر کرم بھی کیا تو جفا کے بعد — آیا مری خبر کو ستمگر قضا کے بعد
ہمدرد کونسا ہی پھر اس آشنا کے بعد — ہم جی کے کیا کرینگے دل مبتلا کے بعد
آخر بشر کے واسطے کچھ شغل چاہیے — کیجیے گا آپ کیا ستم ناروا کے بعد
حسرت سے تک رہا ہوں جو تجکو سبب یہ ہی — خاک اوڑتے دیکھتا ہوں میں اپنی فنا کے بعد
یہ چاہتا ہی شوق کہے جائیں حال دل — جبتک ہماری زیست ہو روز جزا کے بعد
بھاگوں علاج درد محبت سے کیوں نہ میں — دینگے طبیب زہر یقین ہی دوا کے بعد
دیتے ہیں داغ لطف و عنایت سے پیشتر — دل مانگتے ہیں کینہ و جور و جفا کے بعد
بھولے ہم اونکو پہلے ہی ناراض کر دیا — چپکے ہم اونسے کرنے تھے شکوے دعا کے بعد
خاموش میں جو ہوں تو جہاں کامیاب ہی — تاثیر پھر ملیگی نہ میری دعا کے بعد

کہتے ہین وہ شکایت بیداد ظلم پر — عاشق وہ ہے جو چاہے کسی کو جفا کے بعد

۱۱۲ ۹

آرام کے لیے ہے تمہین آرزوئے مرگ
ای داغ اور جو چین نہ آیا فنا کے بعد

ہے پھر اگر اب بھی نہو راز نہان بند — لب بند نفس بند دہن بند زبان بند
جس دلکو لگی ہو وہ کرے خاک فغان بند — کہیے تری فریاد پہ کس کسکی زبان بند
موت آئی ہمین ہائے دم عرض تمنا — دل کھلنے نپایا کہ ہوئی اپنی زبان بند
اس عشق نے کیا قفل لگایا ہے دلون پر — کینہ ہے وہان بند تو حسرت ہے یہان بند
ہر دلبر یار اخریدار ہے تیرا — اکبار ہوئی حسن فروشون کی دکان بند
اوس زلف کا بطرح جما دلمین تصور — اندھیر ہے اس گھر مین ہوا کھلکے دھوان بند
مقبول نہونگے کسی میکش کی دعائین — میخانے کا دروازہ نکر پیر مغان بند
کیا جانے گئے چھپکے شب وصل کدھر سے — تا صبح جو دیکھا تو رہا قفل مکان بند

۱۱۳ ۱۱

وہ زیست نہین موت ہے ای داغ پھر اوسکو
زندان علائق مین جو ہو کوئی جوان بند

دلمین ہے غم و رنج و الم حرص و ہوا بند — دنیا مین محمس کا ہمارے نہ کھلا بند
موقوف نہین دام و قفس پر ہی اسیری — ہر غم مین گرفتار ہون ہر فکر مین پابند
ہم دام مین پھنستے ہی ہوئے عاشق صیاد — پایا اور بھی اک بند پہ مضبوط لگا بند
ای حضرت دل چاہیے میرا بھی خدا ہے — بے آپکے رہنے کا نہین کام مرا بند
اک حرف محبت پہ بگڑتے ہین وہ سو بار — اب وہ نہ فسانۂ الفت ہی ہوا بند
اوس کوچے مین جاتے ہی اجل آئی ہماری — جنت مین بھی یا رب نہوئی راہ قضا بند

ای محتسب اکرم سے ترے کتنے خفا ہین
شیشے کا ہی دم بند صراحی کا گلا بند

دم رکتے ہی سینے سے نکل پڑتے ہین آنسو
بارش کی علامت ہی جو ہوتی ہی ہوا بند

تقریر سے ناصح کے ہو دل خاک شگفتہ
کرتا نہین کمبخت لب ہرزہ سرا بند

رک جائے جو رونے سے وہ نالہ نہین اپنا
محشر مین بھی ہوگا نہ یہ آزاد ذرا بند

۱۱۵ — ۹

کہتے تھے ہم ای داغ وہ کوچہ ہی خطرناک
چھپ چھپ کے مگر آپکا جانا نہوا بند

آنکھ سے گرتی ہی خون دل افگار کی بوند
اسکی ہمسر ہو کہان ابر گہربار کی بوند

صحن گلشن مین ہی مینے کا ساقی حب لطف
پڑتی ہو کوئی کوئی ابر گہربار کی بوند

زاہدا چشمۂ کوثر ہو مبارک تجکو
ہمکو کافی ہی مے خانۂ خمار کی بوند

شربت خضر کو منہ بھی نہ لگاؤن ہرگز
ہو میسر جو لعاب دہن یار کی بوند

ناصحا جانتے ہین اہل نظر ہی اسکو
لعل ہی اصل مین اس دیدۂ خونبار کی بوند

ہی مشابہ دل ویران ہمارے کیا کیا
جب زمین پر نہ پڑی ابر گہربار کی بوند

تاب انجم کی دکھاتی ہی فلک سے زینت
خشک ہوتی نہین گر کر عرق یار کی بوند

صبح گلشن مین جو وہ مہر لقا آتا ہی
خشک ہوتی ہی ہر اک شبنم گلزار کی بوند

۱۱۶ — ۱۵

ہو گیا خشک لہو دیکھتے ہی قاتل کو
داغ ٹپکی نہ مرے خون تن زار کی بوند

چھپتی ہی کب چھپانے سے ای خوبرو پسند
آنکھین یہ کہ رہی ہین کہ آیا ہی تو پسند

ناکام جاودان کی مجھے آرزو پسند
گم کردہ کاروان کی مجھے جستجو پسند

ای غم معاف کر کہ یہ حصہ ہی عشق کا
مہمان کو نہ آئے گا جھوٹا لہو پسند

خاموش سنتی رہتی ہی پہرون شب فراق — تصویر یار کو ہی مری گفتگو پسند

زاہد بڑی کریم ہی پیر مغان کی ذات — وان سب عبادتین ہین وضو بے وضو پسند

آفت ہی محتسب کی نظر سے خدا بچائے — ٹوٹا تڑاق سے اگر آیا سبو پسند

جی چاہتا ہی روز بدل جائے روزگار — مٹ جائے وہ زمانہ نہ جیسے آئے تو پسند

کہتے ہین ہمنشین کو مرے غیر کے عوض — ایسون سے تمکو ربط ہی ایسونکی خو پسند

پہلے اسیکو چشم خریدار مول لے — یارب دلونکے ساتھ سبکے چار سو پسند

یان درد وان ہی نالۂ بخون آگیا وہ تیر — زخم جگر پسند نہ زخم گلو پسند

آنسو گرا جو آنکھ سے تقدیر نے کہا — ملتے ہین دیکھ خاک مین یون آبرو پسند

بدنام کر دیا ہی تمھین عشق غیر نے — اب ہو گیا خطاب تمھارا عدو پسند

حسرت کا یہ مزہ ہی کہ دلمین خلش رہے — نکلی ہوئی ہمین تو نہین آرزو پسند

گل شمع کا بنے تری محفل مین سب جلین — آیا نہ ایک کا بھی ہمین رنگ و بو پسند

۱۶ پہرون پڑھی ہی حضرت داؤد پر درود ۱۵
جب آگیا ہی داغ کوئی خوش گلو پسند

ہوتی ہی جنس مہر و وفا چار سو پسند — آگے تری پسند کرے جسکو تو پسند

ظاہر بگاڑ دلسے نتجھے ہی عدو پسند — یہ جنگ زرگری تو نہین جنگجو پسند

بھر کر تجبا دیکھ لے چشم غلط نگر — اوسکا کہان جواب جسے آئے تو پسند

میری طرح سے جائیگی تجپر کسیکی جان — میری طرح سے آئیگا عالم کو تو پسند

جنت مین پھول پھول کو مین سونگھتا پھرا — دنیا مین تھی کسی گل عارض کی بو پسند

افسانۂ کلیم و تجلی بہت سنا — وہ آنکھ آنکھ ہی جسے آجائے تو پسند

ای عرض مدعا تری تاثیر دیکھ لی
قاصد کو بھی نہ آئی مری گفتگو پسند

ای شیخ جسکو جو نہ ملیگا بڑھیگا شوق
جنت کو مین پسند جہنم کو تو پسند

کیا کیا بری طرح سے ملایا ہی خاک مین
آنکھونکو بھی نہین مرے دل کا لہو پسند

دینے لگے اخیر وہ باتون مین گالیان
جانا کہ اسکو آئی مری گفتگو پسند

رگ رگ سے دم نکال لیا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر
درد فراق کی ہی مجھے جستجو پسند

سو حسرتون مین ایک تو معلوم ہو مجھے
یہ شوق ناپسند ہی یہ آرزو پسند

محشر مین خلق اپنی مصیبت مین مبتلا
یان یہ تلاش آئے کوئی خوبرو پسند

رغبت ہی ہجر مین اسے آب و طعام سے
آنسو عزیز زہر گوارا لہو پسند

۱۱۸

ای داغ ہچکچاتے ہو ذلت سے عشق کی
دنیا مین ہو تمھین تو بڑے آبرو پسند

۹

صلی اللہ علیہ وسلم

نہو کیونکر افضل ہمارا محمدؐ
کہ ہی اپنے پیارے کا پیارا محمدؐ

الٰہی یہ محشر مین ہم کہتے جائین
کہان ہی کہان ہی ہمارا محمدؐ

وہین کشتی نوح بھی ڈوب جاتی
نہ دیتے جو اوسکو سہارا محمدؐ

ابھی فرش سے عرش ہٹ جائے جھککر
کرین گر طلب کا اشارا محمدؐ

یہی بات عاشق نے معشوق سے کی
نہین تیری فرقت گوارا محمدؐ

کہینگے یہی اوس شہ انبیا سے
وہان ہونگے جب آشکارا محمدؐ

شفیع امم روز محشر تمھین ہو
ہمین ہی تمھارا سہارا محمدؐ

صدا خیر مقدم کی کعبے سے آئی
حرم سے جب آئے دوبارا محمدؐ

بلا لو مدینے مین پھر داغ کو تم

۱۱۹ نہین ہند مین اب گذر احمد ۱۱

ردیف ذال معجمہ

لاکھ لکھیے اوٹھین اڑ دہ دمحن کا غذ
کب وہ پڑھتے ہین کسی سوختہ تن کا کاغذ

قاصد آآکے بنا جاتے ہین جھوٹی باتین
لائین مہری کوئی اوس سیمتن کا کاغذ

آتش رنگ حنا سے ترے ہاتھو نہین نگار
جل نہ جائے کہین اوس سوختہ تن کا کاغذ

کوئی مضمون نہین دل شکنی سے خالی
کسنے لکھا تھا خط عہد شکن کا کاغذ

اشک خونی سے مین لکھ لکھکے مٹا دیتا ہون
اپنے حال دل پر رنج و محن کا کاغذ

خط گلزار سے وہ حرف جو کاغذ پہ لکھے
رشک گلزار ہوا اوس رشک چمن کا کاغذ

ہمنے مضمون گرانباری غم لکھا تھا
دست قاصد مین ہوا سیکڑون من کا کاغذ

ناتوان ہون تو گلے مین مرے باندھو تعویذ
توڑ ڈالے مری گردن کا رسن کا کاغذ

غور سے ہمنے جو دیکھا تو صفت سے تیری
کوئی خالی نہین ارباب سخن کا کاغذ

آئی پیری تو کہان رنگ جوانی کی بہار
کہ بگڑ جاتا ہے تصویر کہن کا کاغذ

۱۲۰ ورق دل پہ کھینچی داغ صنم کی تصویر
تھا اسی کام کا یہ اور اسی فن کا کاغذ ۱۲

چاہون جو پئے مزار تعویذ
ہون سنگ ستم ہزار تعویذ

ہین میرے گلے کے ہار تعویذ
اک درد جگر ہزار تعویذ

کھینچی ہین زمین پر لکیرین
یون لکھتے ہین خاکسار تعویذ

دشمن مرے زہر گھولتے ہین
اور مونس و غمگسار تعویذ

ہین بجی جمال دونون بازو
کھلتا ہین نہ اے نگار تعویذ

قرطاس فلک جو مجکو ملتا
لکھتا پے حب یار تعویذ

لائے گا اوسے یہ گرد نامہ
ہی دیدۂ انتظار تعویذ

ان بازو دن پہ فدا ہین جوشن
صدقے قربان نثار تعویذ

جوڑا جو کھلا تو کھل پڑا دل
ہم نے سمجھے تھے ای نگار تعویذ

پر دیمین رقیب کی ہی تصویر
سینے پہ ہی آشکار تعویذ

آیا دم نزع بھی جو قاصد
بنجائے گا خط یار تعویذ

دیکھا نہین نقش دل سا کوئی
چلتا ہوا سحر کار تعویذ

تسخیر پری کے واسطے داغ
لکھتا ہون مین بار بار تعویذ

ردیف رای مہملہ

تمام عالم مین خاک چھانی یہ عشق آخر کو تنگ ہو کر
جب آدمی کو بنایا تو وہ تو دل پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

وہ ہی تو ہی شعلۂ تجلی کہ دشت ایمن سے تنگ ہو کر
جب اسنے اپنی نمود چاہی کھلا حسینون مین رنگ ہو کر

نہ دیکھو دیکھو تم آئینے کو کہ مجکو رہتا ہی ہول ہر دم
کہین نہ چھاجائے عکس اسکا رخ صفا پہ زنگ ہو کر

نگاہ دزدیدہ کسنے دیکھی دکھاؤ آنکھین کرو نظارے سے

لڑگئی میدان مین نگہ کیا لڑی اگر حنا نہ جنگ ہو کر
وہ ہم ہین مجنون دشت پیما جنون کو ہوتا ہی ہمسے سودا
کہ چشم آہو مین بیٹھی وحشت ہماری وحشت سے تنگ ہو کر
بہار گل کیا ہی اوسکو پھونکو چمن مین چلکر یہ سیر دیکھو
کہ شمع رخسار پر تمھارے جلیگی بلبل پتنگ ہو کر
برنگ حسرت مثال ارمان جو آگیا یاسے پھر نہ نکلا
رہیگا سینے مین تیر تیرا اسیر قید فرنگ ہو کر
کچھ ایسے فتنون پہ سے فتنے اوٹھے کہ شور محشر بھی چیخ اوٹھا
اوٹھی قیامت بھی ساتھ میرے بتونکے کوچے سے تنگ ہو کر
دم قلق وقت بیقراری جو دل پہ رکھا بھی ہاتھ ہمنے
تو ناتوانی سے رہ گیا ہی ہمارے سینے پہ سنگ ہو کر
نہ وہ نظارے نہ وہ اشارے نہ ویسے غمزے نہ ویسی چشمک
غضب ہی پابند شرم ٹھہری نگہ تری شوخ و شنگ ہو کر
وہ قتل کرتے ہوئے جو جھجکے تو یاد آغاز عشق آیا
کہ بارہا یونہی رہگئی تھی ہمارے دلمین امنگ ہو کر
کھلے الٰہی نہ عقدہ دل کہ اس سے امید بندھ رہی ہی
عجب نہین آرزو مین نکلین جو دلکی تنگی سے تنگ ہو کر
بھرے ہوئے ہین ہزار ارمان بھرا وسینہ ہی حسرتونکی حسرت
کہان نکلجاؤن یا الٰہی مین دلکی وسعت سے تنگ ہو کر

جھکی ذرا چشم جنگجو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا مزہ اوس ملاپ کا ہی جو صلح ہو جانے جنگ ہو کر

۱۲۲ ۱۹
رہیگا خنجر پہ تیرے دھبا کہ تونے مجرم اسکو مارا
یہ داغ کا خون ہی ستمگر چھپیگا ہرگز نہ رنگ ہو کر

مرے ہی واسطے بیٹھا ہی پاسبان در پر
ملے جو راہ مین کہتے ہین اپنے گھر پر

گمان گمولے پہ تھا کچھ یقین صرصر پہ
کسی نے خاک نہ ڈالی مرے مقدر پر

سنا ہی ہمنے یہ آنا ہی موت کا آنا
الٰہی آئے نہ وہ وعدۂ مقرر پر

رکا جو ہاتھ دم ذبح اوس ستمگر کا
نگاہ تیز سے چھریان لگائین خنجر پر

نہ رکھو حشر پہ موقوف داستان میری
کرو خدا کے لیے رحم اہل محشر پر

اوڑھی ہی خاک زمانے مین جسقدر ابتک
جمی ہی آکے ہمارے دل مکدر پر

وہ چشم مست پھرا وسپرہ پنجۂ مژگان
کہ جیسے ہاتھ کسی نازنین کا ساغر پر

نیاز و ناز دکھاتا ہی یہ نشیب و فراز
زمین ہی زیر قدم آسمان ہی سر پر

عجب نہین تپش داغ معصیت سے مرے
حباب آبلے بنجائین آب کوثر پر

کرینگے خوب ہم آزردہ خاطر احباب
پڑیگا صبر کسیکا تو جان مضطر پر

شب فراق مین کانٹون پہ مین لٹاؤن اوسے
سلاؤن طالع خفتہ کو اپنے بستر پر

نگاہ ملتے ہی تلوار کا اوٹھایا ہاتھ
رکھین نہ تمنے کبھی چار اونگلیان سر پر

ہمارے نالوں سے ڈھ ڈھ اوٹھکے حشر چیخ اوٹھا
اخیر بیٹھ رہا تھک کے یار کے در پر

امید وصل ہو کیا ایک وعدۂ دیدار
اوسے بھی تونے تو رکھا ہی روز محشر پر

کہان کرشمۂ برق جمال و طور کہان
پڑی تھی آہ کسی دل جلے کی پتھر پر

نہین ہے ہوش سے خالی ہماری بیہوشی
کہ بیخودی مین گرے بھی جو ہم تو سایہ

نفس نفس ہے غبار سیاہ کی صورت
پڑی ہے خاک کہان کی دل مکد

فلک گرے بھی جو سامان عیش کیبرا
تو جام جم پہ گرے آئینہ سکند

ادھر رہا ہے وہ دیوانہ داغ در پہ ترے
بپا ہے حشر کا ہنگامہ آکے در پہ

۱۲۳ ۱۹

کوئی آئے اوس بزم سے کیا نکلکر
کہ رہ رہ گیا ہے پرا اڑکر چلکر

کیا دل کا چورنگ غم نے مسلکر
کسی پھول کو دیکھکر چٹکی مین ملکر

وہ نازک کہ جاتے سے باہر نکلکر
تھکے اسطرح جسطرح کوئی چلکر

رکھون کاٹکر ہاتھ قاصد کے دلبر
کہ اوسنے کہین چار پائین سنبھلکر

مری تشنگی دیکھکر روز محشر
چھلک جائیگا آب کوثر اوبلکر

محبت نے کی جب مری دستگیری
ستمگر نے رو رو دیا ہاتھ ملکر

ہماری گواہی نہ دی حشر کے دن
ہوئے کچھ ادھر کچھ ادھر لوگ ٹلکر

نہ اوٹھنے دیا دل نے اوس انجمن سے
کیا قصد سو بار زانو بدلکر

لکھا خط مین جب اونکا القاب مینے
قلم حرف مطلب پہ آیا پھسلکر

مجھے شمع دو بزم مین انکو دیکھون
گری ہے کوئی شے بغل سے نکلکر

شب ہجر آخر ہوئی پہ ہو اتنی
بنی خضر کی عمر یہ رات ڈھلکر

مرے دلکو یا تو نہین بہلاکے رکھنا
قیامت کریگا یہ فتنہ مچلکر

ہوئے ایک دیر و حرم کے مسافر
کچھ اس راہ چلکر کچھ اس راہ چلکر

رہ عشق کی ٹھوکرین ہمسے پوچھو
کہ سنبھلے ہین گر گر گرے ہین سنبھلکر

مجھے یاد ہے اپنی صحرا نوردی   گیا تھا گریبان سے پہلے نکلکر
نہ پوچھو شب ہجر کیونکر بسر کی   یہ کروٹ بدلکر وہ کروٹ بدلکر
شب ماہ کا لطف اے شیخ جب ہی   کہ الجھے تیری پگڑی اوچھلکر
گناہون نے میرے یہ کانپے فرشتے   کہ اعمال نامہ لکھا خط بدلکر

۱۴   ۹
ہوئی بے اثر سرد مہری بتون کی
نہ ٹھنڈے ہوئے حضرت داغ جلکر

عمر کیونکر نہ بسر کیجیے غافل ہو کر   کہ ملا ہے ہمین اک قطرہ مے دل ہو کر
جب تڑپ دیکھتے ہین اسکی وہ مائل ہو کر   لوٹیے آپ بھی جی چاہتا ہے دل ہو کر
ہم وہ ہین گوش برآواز چمن جاتے ہین   شور محشر بھی اوٹھے شور عنادل ہو کر
نہ کھلے ناخن تدبیر سے قسمت کی گرہ   ہمکو عقدہ بھی ملا ہے تو مشکل ہو کر
صدقے اوس ابروے پر خم کے تمنا ہے یہی   حشر تک لوٹیے اس تیغ کے بسمل ہو کر
پاؤن اوٹھتا ہی نہین دشت جنون ان سے   جادۂ راہ لپٹتا ہے سلاسل ہو کر
لیگئی دل کو چرا کر تری دزدیدہ نظر   لٹ گئے ہم تو رہ عشق مین غافل ہو کر
ہو گیا مفت کے جھگڑے مین ازل سے ناحق   اے فلک تو مری تقدیر کے شامل ہو کر

۲۵   ۱۵
قدردان کوئی نہین اہل سخن کا اے داغ
کیا کرین آہ کسی کام مین کامل ہو کر

بخار اچھا نکالا سوز دل نے چشم گریان پر   کہ پھر آنسو برنگ آبلہ ہے نوک مژگان پر
[illegible] اچھا پابند ہو کر گیسوے اپنے   الہی گر پڑے بجلی کہین دیوار زندان پر
خود صبح تک کیا جانے کیا کیا رنگ لیگی   ابھی سے بیکسی چھائی ہے میری شام ہجران پر

اوڑا آتا نہ تو لطف خلش جاتا ہی وحشت
قدم ٹکنے نہیں پاتا مرا خار بیابان پر

الٰہی خیر ہو بیڈھب جنون نے ہاتھ ڈالا
کہ اک آفت ہے دامن پر قیامت ہے گریبان پر

ملے تھے لب ہی اوس لب سے کہ مارا تیغ ابرو نے
یہ ناکامی کہ مجھکو موت آئی آب حیوان پر

ہجوم یاس و نومیدی و فور حسرت و ارمان
چڑھائی لشکر غم کی ہے اک جان ارمان پر

یقین ہے ہمکو ہونگے سب یہی انداز جنت کے
فرشتوں کی نگاہیں ہیں ابھی سے مجلس کے سامان پر

وہ پیکان تشنۂ خون ہے جگر میں دم نہیں باقی
غضب ہے مفلسی آفت ہوئی جاتی ہے مہمان پر

نگاہ و غمزہ و ناز و ادا نے دل کو گھیرا ہے
کیا ان کافرون نے حملہ یکبار مسلمان پر

الٰہی آبرو رکھلے مرے رشک مسیحا کی
اجل کے ساتھ جھگڑے ہو رہے ہیں تیرے دربان پر

کہاں ہیں داغ مے اے محتسب کچھ خیر ہے تجکو
ٹپک کر اشک خونین رہگئے ہیں جیب و دامان پر

ملاتے خاک میں اس قالب خاکی کو اول ہی
اگر یہ جانتے ایسی جفائیں ہونگی انسان پر

ملا لطف خلش پائے نگہ کو اوسکا احسان ہے
لگائے جسنے کانٹے ہر طرف دیوار زندان پر

۱۲۶

یہ خون داغ ہے ہرگز نہیں چھٹنے کا اے قاتل
کہ اسکا حشر تک دھبا رہیگا تیرے دامان پر

۹

ڈالتے ہو کیوں دوپٹے کا تم آنچل دوش پر
بار تھے پہلے ہی گیسوے مسلسل دوش پر

رب ہمارا غیب دان ہے یہ کراما کاتبین
رات دن تحریر کیا کرتے ہیں مہمل دوش پر

پہلے افعی تھیں وہ زلفیں اب ہوئیں مار سیاہ
آ گئیں اب پر کمر رہتی تھیں اول دوش پر

یہ سنا تھا آج مینے آپنے کھینچی تھی تیغ
جیسے گردن کو مری بھاری ہے ہیکل دوش پر

شاخ گل پر کچھ نظر کیجے کہ سنبل کی طرف
دیکھیے اوسکی کمر یا زلف کا بل دوش پر

میکدے سے ہم چلے بیہوش ہو کر اسطرح
ہاتھ میں رکھا خم مے اور بوتل دوش پر

کشتگان ابروے پرخم کی دلوا دو نیاز
تمنے رکھی ہی کمان دل ہی اول وتیر کی

یہ تجلی لب بے اوسکے عارض پرنور کی
جم گیا ہی نور گویا دود داو نگل وشمع کی

۲۷

لیگئے ہین آج تو اے داغ وہ سینے دل
سر سلامت آپ پاسینگے نہین کل دوش کی

۱۱

یان دلمین خیال اور ہی وان ہی نظر اور
ہی حال طبیعت کا ادھر اور ادھر اور

ہر وقت ہی چتون تری اے شعبدہ گر اور
اکدم مین مزاج اور ہی اک پل مین نظر اور

ناکارہ و نادان کوئی مجسا بھی نہوگا
آیا نہ بجز بے ہنری مجکو ہنر اور

دل دیکے لیا رنج والم وا ری قسمت
ہم سمجھے تھے کچھ اور ہوا لیکے مگر اور

جیتا نہ بچے ایک بھی جان پر نہو کوئی
دو چار ستمگار ہون تجسے اگر اور

ہون پہلے ہی مین عشق مین غرقاب لبت حجاب
کیون مجکو ڈبوتے ہین مرے دیدہ تر اور

ٹھرا ہی وہان مشورہ قتل ہمارا
لو حضرت دل ایک سنو تازہ خبر اور

اور اور ہین آپ ہین کیا آپسے نسبت
ہون لاکھ زمانے مین اگر شمس و قمر اور

بھر بھر کے جو دیتے ہین وہ جام اوروں کو
لے لیکے مرے پیتے ہین یان خون جگر اور

ہم جانتے ہین خوب تری طرز نگہ کو
ہی قہر کی آنکھ اور محبت کی نظر اور

۲۸

اے داغ ترے عشق سے کیا غیر کو نسبت
ہی اسمین اثر اور وہ رکھتا ہی اثر اور

۹

حیف شرمندہ نہین تو ستم آرا ہوکر
ہمپہ کرتا ہی ستم یار ہمارا ہوکر

یہ تمنا ہی شہیدون کو ترے اے قاتل
کہ یونہین قتل ہون ہم زندہ دوبارا ہوکر

جوش گریہ بھی تماشا ہی کہ ہیسے مژگان
روز ہین اشک فشان ایک اشارا ہوکر

کل کچھ اقرار بھی تھا آج ہی بالکل انکار
مٹ گیا حیف ہی آنا بھی سہارا ہوکر

دلکو جب بیچ دیا تمنے یہ پھر جائے گا
کیا ہمارا نہین ہونے کا تمھارا ہوکر

خاک کس سوختہ جان کی ہی ترے کوچے مین
کہ ہر اک ذرہ جو اڑتا ہی شرارا ہوکر

بیمزہ عشق کا آغاز سے انجام ہوا
ناگوار دل نازک ہی گوارا ہوکر

چھد گئی سوزن مژگان سے نقاب اوس رخ کی
رہ گیا گر کبھی پردے مین اشارا ہوکر

۱۲۹

غیر کے سر مین وہ کرتے ہین جو کنگھی اپنی
رشک دل چیرتا ہی داغ کا آرا ہوکر

۱۱

رکھیے اب بہر عبادت نہ قدم گن گن کر
لے رہا ہی یہ مریض آپکا دم گن گن کر

دے خوشی کے عوض اتنے وہ الم گن گن کر
لے شب وصل کے بدلے شب غم گن گن کر

یاد آتی ہی اگر اک نگہ لطف تری
بھول جاتا ہون ترے لاکھ ستم گن گن کر

چلتے ہین ساتھ جنازے کے جو چالیس قدم
تو نزاکت سے وہ رکھتے ہین قدم گن گن کر

پیچ تقدیر کے کیا کیا مجھے یاد آتے ہین
شب کو اوس کاکل پیچان کے خم گن گن کر

تھا ہمین ہجر مین ایک ایک مہینا برسون
دن گذارے ہین تری سر کی قسم گن گن کر

اونگلیون پر جو ہوا کرتی ہی گنتی ہر روز
یاد کرتے ہین وہ انداز ستم گن گن کر

چار ہی داغ دیے تونے فلک لالے کو
جو سخی ہین نہین دیتے ہین درم گن گن کر

دس کے دس کہتے ہین جب لیتے ہین بوسے اونکے
بھول ہم ڈال دیا کرتے ہین کم گن گن کر

ابر گھرا نہین اٹھتا ہی تو ہم فرقت مین
صبح کر دیتے ہین تار شب غم گن گن کر

۱۳۰

ہمکو مطلب نہین دینار و درم سے اے داغ
شاد ہین داغ جگر عشق مین ہم گن گن کر

۷

روتا ہی تجھ بغیر دل زار زار زار
اور کھینچتا ہی آہ شرر بار بار بار

ای دل قمار عشق مین شاید ہو تیری جیت
پہلے نکال منہ سے نہ تو ہار ہار ہار

بیمار عشق کا نہ کسیکو خدا کرے
عیسے کو بھی رلائے یہ آزار زار زار

ہمکو اسیر کرکے جو صیاد لیچلا
کیا روئے دیکھکر سو گلزار زار زار

بیڈھب ہی یہ خرام عجب کیا کرے اگر
دامان حشر کو تری رفتار تار تار

وہ گل اگر نہ پاس ہو وقت شناوری
ہو ہمکو موج قلزم زخار خار خار

۳۱ اب داغ سے علاقہ رہا کیا وہ کون ہی ۱۹
ابتو ہوئے ہین آپ کے اغیار یار یار

کیا ہی دیدار اس صنم کو ہزار دن طوفان اوٹھا اوٹھا کر
لگائین وہ تہمتین کہ بولا خدا خدا کر خدا خدا کر

کہا نہ کچھ عرض مدعا پر وہ سلے رہے دم کو مسکرا کر
سنا کیئے حال چپکے چپکے نظر اوٹھائی نہ سر اوٹھا کر

نہ طور دیکھے نہ رنگ برتے غضب مین آیا ہون دل لگا کر
وگرنہ دیتا ہی دل زمانہ یہ آزما کردہ آزما کر

تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا سے مجکو ظالم
رولا رولا کر کھلا کھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر

عجیب یہ تیرہ خاکدان ہی اسیکی یہ روشنی جہان ہی
فلک نے اختر بنا لیے ہین چراغ ہستی بجھا بجھا کر

جہان لگی آنکھ تجھ پہ نہین سہی وہین چھپی پھانس سی جگر مین

کہ درد دل کی چمک نے کیا کیا دکھائے صدمے جگا جگا کر
تمھین تو ہو جو کہ خواب مین ہو تمھین تو ہو جو خیال مین ہو
کہان چلے آنکھ مین سما کر کدھر کو جاتے ہو دل مین آ کر
ستم کے جو لذت آشنا ہون کرم سے بے لطف بے مزہ ہون
جو تو وفا بھی کرے تو ظالم یہ ہو تقاضا کہ پھر جفا کر
شراب خانہ ہے یہ تو زاہد طلسم خانہ نہین جو ٹوٹے
کہ توبہ کرتی گئی ہے توبہ ابھی یہان سے شکست پا کر
جو ظلم کرنا تھا سر پہ میرے تو اور فتنے اٹھائے ہوتے
اٹھائی ہے تمنے تو قیامت رقیب کو بزم مین بٹھا کر
خیال مین سد راہ زندان نگاہ مین دیدہ نگہبان
ہمیشہ ہاتھون مین تولتا ہون سلاسل اپنی اٹھا اٹھا کر
نگہ کو بیباکیان سکھا دو حجاب شرم و حیا اٹھا دو
بھلا کے مارا تو خاک مارا لگا دو چوٹین جتا جتا کر
نہ ہر بشر کا جمال ایسا نہ ہر فرشتے کا حال ایسا
کچھ اور سے اور ہو گیا تو مری نظر مین سما سما کر
یہ امتحان ہے کہ جو سخی ہین ہمیشہ محتاج تر وہی ہین
دعا نے میرے اثر دیا ہے تمام عالم کو ہاتھ اٹھا کر
خدا کا ملنا بہت ہے آسان بتون کا ملنا ہے سخت مشکل
یقین نہین گر کسی کو ہمدم تو کوئی لائے ادھر سے منا کر

الٰہی قاصد کی خیر گذرے کہ آج کوچے سے فتنہ گر کے
صبا نکلتی ہی لڑکھڑا کر نسیم چلتی ہی تھرتھرا کر

رقیب اسکے یہ سینے مانا برا سمجھے تونے دل سے جانا
بھلوں سے کرتے ہین سب بھلائی کسی برے کا تو کچھ بھلا کر

فریب دلدار کا ہی احسان کہ ہمکو گردش سے باز رکھا
نہ بچے ہزارون بلاؤن سے ہم بچا سکے اوسکے دم مین آکر

۱۷ جناب سلطان عشق وہ ہی کہ جسکی ہی داغ اک اشارہ
فرشتے حاضر ہون دست بستہ اوسکے گردن جھکا جھکا کر ۱۳۲

رہا یکی اک روز جان جاکر رہے نہین ہوش دل لگا کر
عدو سے کہتا ہون تنگ آکر کہ تو مرے حق مین کچھ دعا کر

بچیکی یارون مین کوئی آکر یہ توبہ زاہد خدا خدا کر
کہان کی حجت ہی فیصلہ کر شتاب نادان پی پلا کر

طبیب سے کہتے ہین کچھ دوا کر حبیب سے کہتے ہین بس دعا کر
رقیب سے کہتے ہین الجھ کر غضب مین آیا ہون دل لگا کر

نہین جب انصاف کچھ نہ دیکھا تو روز محشر کو خاک ہو گا
ٹپک کے اعمال نامہ اپنا پھرونگا مشعل جلا جلا کر

غضب سے چین جو سر جبین ہی یہ نقش دل کندہ نگین ہی
لکیر دنیا نے کی نہین ہی جو صاف کر لو مٹا مٹا کر

جفا پھر ایجاد ہی نہ ہو گی کسی کی فریاد ہی نہ ہو گی

فلک کی بنیا وہی ٹہوکی کیا جب اک نالہ دل لگا کر
ہوئی ہے اب موت زندگانی کہان سے لاؤن تجھے جوانی
کہ زور کرتی ہے ناتوانی نحیف و کم زور مجھکو پاکر
تلاش تھی مجھکو نامہ بر کی خبر نہ تھی ہاے اس خبر کی
نہ پاؤن کی سدھ رہی نہ سر کی گئی ہے ایسی صبا سنا کر
تمام ہو خاک اپنا مطلب کیا پر پہر شوق نے ڈہب
لکھا ہے اک حرف آرزو اب سو وہ بھی کیا کیا مٹا مٹا کر
یہ جی مین ٹھن گئی ہے بالکل کہ حال دل کہیئے تامل
غضب کیا کیون کیا تغافل گھٹا دیا حوصلہ بڑھا کر
وہ بدگمان نکتہ چین ہے بدڈھب کہین نہ قاصد ہو قتل یارب
اگرچہ لکھا ہے حرف مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر
خدنگ دل دوز سے خدایا بچا نہ پہلو بہت بچایا
اگر جگر سے مین کھینچ لایا تو دل مین بیٹھا یہ گھر بنا کر
جو سوز الفت سے دل جلے ہین وہ لطین قیامت کے دلجلے ہین
یہ تفتہ دل آپ سے جلے ہین بغل مین دوزخ دبا دبا کر
نگاہ دزدیدہ پر شرارت اور ادا دسیسہ و خنا ہے آفت
مگر وہ عیار ہے قیامت کہ چور دین جسکو دل چرا کر
یہان نہو خیر جسم و جان کی سنیے کہین جان اک جہان کی
ہوس یہ ہیکی نہ امتحان کی اوٹھین مرا عشق آزما کر

ملا نہ ایسا تو کوئی ہمدم جو دل لگا ہو پاسبان شب غم
وہ بخت خفتہ نہین کہ اک دم ہم آپ سے ہمین جسے جگا کر

۳۳ ۱۱

نثار اس طرز گفتگو پر نہین کہین داغ سا سخن گو
ہنسا دیا ہی رولا رولا کر رولا دیا ہی ہنسا ہنسا کر

زہے تلاش کہ سرگرم جستجو ہو کر
ملا ہون رنگ مین رنگ اور بو مین بو ہو کر

تری گلی مین ترے دل کا نقش ہو کے رہا
رقیب مٹ نہ گیا میری آبرو ہو کر

وہان کلیم سے وہ نازیان یہ دعوے ہین
کبھی حجاب نہ ہو ہمسے گفتگو ہو کر

نگاہ شوق نے کیا خواب مین نہین دیکھا
نیا حجاب ہی چھپتے ہو روبرو ہو کر

نگہ نگہ سے ترے وار تھا کہ دل میرا
قطرہ قطرہ سے ٹپکتا رہا لہو ہو کر

ذرا سی چھیڑ پہ جامے سے باہر آپ ہوے
یہ عیب ہی کہ نہ ہو چین خوبرو ہو کر

لگی ہی نیچہ مژگان مین خون دلیے حنا
ہماری آنکھ لگی سب سے سرخرو ہو کر

سوال وصل پہ وہ گالیان ہی دیتے ہین لیکن
کوئی تو بات ٹھہر جائے گفتگو ہو کر

ہمارے جذب محبت کو دیکھنا قاتل
کہ رہگیا ترا خنجر رگ گلو ہو کر

بتون کے خوف سے ڈر ڈر کے رہگیا ہی شیخ
ہزار مرتبہ آمادہ وضو ہو کر

۳۴ ۱۱

ہوا ہون مین بھی اب ای داغ اپنا دشمن آپ
زمانہ دوست ہی اوسکا مرا عدو ہو کر

بزم اغیار کا ظاہر ہی اثر آنکھون پر
مہربان آپکی خفت مرے سر آنکھون پر

دہن اوسکا کمر اوسکی نظر آئی نہ کبھی
ہوا گر عینک خورشید و قمر آنکھون پر

کہ نظر جانب درگاہ نظر سوی فلک
شب کو صدمے یہ رہے تا بسحر آنکھون پر

رحم آجائے دم ذبح نہ تجاوت قاتل
اپنے دامن کو بچھا دے مری تر آنکھون پر

ہوگیا باغ مین گلشن کو تماشا اوسکا
چشم گل لب پہ تو نرگس کی نظر آنکھون پر

تیری زلفون پہ بلائین جو بلاگردان ہین
فتنے قربان ہین ای شعبدہ گر آنکھون پر

مرتبہ دیکھنے والے کا ترے ایسا ہی
کر بٹھلاتے ہین جسے اہل نظر آنکھون پر

صبح اوس فتنۂ محشر کو جو دیکھا ہمنے
ایک آشوب رہا چار پہر آنکھون پر

۱۳۵
داغ کے دل کا تو کچھ بھید نہ پایا ہمنے
ایک حسرت سی برستی ہی مگر آنکھون پر
۱۴

دوستی کا ہو زمانے مین بھروسا کسپر
تو نے مجھے چھوڑ چلا ای دل شیدا کس پر

امتحان نالۂ دل کا تو دکھادون لیکن
یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑیگا کس پر

یون تو معشوق گل و شمع بھی کہلاتے ہین
دیکھنا یہ ہی کہ مرتا ہی زمانا کس پر

فتنہ پرداز و دغا باز و فسونگر عیار
لے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر

مجھسے کہتے ہین نکالینگے ہمین کچھ تدبیر
صاف کہدو کہ دل آیا ہی تمھارا کس پر

لیکے دل بھی نہ دیا بوسہ جو مانگا تو کہا
کوئی سنتا بھی ہی کرتے ہو تقاضا کس پر

غرق خون ہی مری مژگان بھی ترا پیکان بھی
رنگ کھلتا ہی مگر دیکھیے اچھا کس پر

حور کے ناز و ادا کو تو فرشتے سمجھین
خلد مین کھائینگے ہم آپکا دھوکا کس پر

وہی قاتل وہی مخبر ہی وہی منصف بھی
اقربا میرے کرین خون کا دعوی کس پر

اوسکی تصویر جو یوسف کے مقابل رکھدون
دیکھیے گرتے ہین پھر اہل تماشا کس پر

جو کیا مینے کیا کسنے ترے ساتھ سلوک
جو ہوا مجھپہ ہوا ہی ستم ایسا کس پر

دیدیا اوسکے مریضونکو خدانے بھی جواب
آپ بھولے ہوئے بیٹھے ہین مسیحا کس پر

سامنے غیر کے تم فتنہ مجھے کہتے ہو / چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو بلا کس پر
کوئی گل باغ میں اوس غیرت گل سا تو نہیں / آنکھ پڑتی ہے تری نرگس شہلا کس پر
جانب چرخ اشارے سے بتایا اوسنے / جب کہا میں نے میرا صبر پڑیگا کس پر
دل چرایا ہے مرا آپ بھری محفل میں / اور کہتے ہیں کہ ہے شبہ تمھارا کس پر

داغ جاتے تو ہیں مقتل میں پر اول یہ بھی
دیکھیے وار کرے وہ ستم آرا کس پر

تنگ ہے دل وسعت داماں محشر دیکھکر / اے جنوں ہم پاؤں پھیلاتے ہیں چادر دیکھکر
چلتے پھرتے ہوے بھٹکے بارہا پہنچے ہیں ہم / ہاے ظالم غیر کے دل میں ترا گھر دیکھکر
حسرتیں اترا رہی ہیں آرزوئیں شاد ہیں / میری قسمت دیکھکر میرا مقدر دیکھکر
دشنۂ قاتل ہلال عید ہے اپنے لیے / ہم تو ملتے ہیں گلے یاروں سے خنجر دیکھکر
لن ترانی سے غرض کیا حسن عالم سوز کو / ہم نظر اپنی چرا جاتے ہیں اکثر دیکھکر
خشک ہوتی ہے زبان زاہد کی استغفار سے / منہ میں بھر آتا ہے پانی دامن تر دیکھکر
روز جا کر اوسکے کوچے سے پلٹ آتے ہیں ہم / دیدۂ حسرت سے پھرون جانب در دیکھکر
سنتے ہی نالہ مرا وہ رہ گئے خنجر بکف / کچھ سمجھکر سوچکر ڈرکر سنبھلکر دیکھکر
دید کے قابل ہے اے زاہد تماشا حشر کا / جائینگے جنت میں لیکن سیر دل بھر دیکھکر
وہ خوشی بھی دید کے قابل ہے جب ہو ناشاد / مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر دیکھکر
حضرت زاہد خدا کو آپنے دیکھا نہیں / بندگی کرتے ہیں ہم اے بندہ پرور دیکھکر
کرسکے کیا لاگ اوسنے میری آہ ناتوان / جو نگاہیں تیز ہو جاتی ہیں خنجر دیکھکر
خوگر رنج و بلا ہوں مجکو کچھ پروا نہیں / ہمکو سناٹا گذر جائیگا محشر دیکھکر

دیکھنا یار و جگر کو رو رہا تھا اپنے مین
وہ لیے جاتا ہی دل کوئی مکرر دیکھکر

کیسے جلسے چھوڑکر ہم آئے ہین ای اہل حشر
دل بھریگا سیر سے دو چار محشر دیکھکر

سخت جانی سے بنے کیا داغ دیکھا چاہیے
آج لائے ہین وہ سو دو سو مین خنجر دیکھکر

ردیف زاے منقوطہ

جو دکھا دو بھی نہ دیکھون رخ پر حجاب ہرگز
یہ وہ آنکھ ہی کہ دیکھا نہین جسنے خواب ہرگز

مری کثرت گنہ کی کوئی حد نہین ہی ہرگز
نہ غم عذاب مجکو نہ غم حساب ہرگز

مری آہ آتشین ہی کہ دماغ مہ جبین ہی
یہ بلند آسمان پر نہین آفتاب ہرگز

وہ ہی تیرا مصحف رخ اگر اسکو دیکھ پائیں
تو یہ کافر کتابی نہ چھوئین کتاب ہرگز

اگر آپ مول لیتے تو تمیز نشہ ہوتی
ملے مفت کی جو زاہد وہ نہین شراب ہرگز

نہ مزاج یار بدلا نہ مرا نصیب لپٹا
نہین ای فلک ہمیشہ تجھے انقلاب ہرگز

وہ اثر سے مین ڈرا ہون کہ دعا نہین مانگتا ہون
کہ مری دعا الٰہی نہ ہو مستجاب ہرگز

یہ بجا کہ منع ہوگا رمضان مین آب و دانہ
یہ غضب کہ تیس دن تک نہ پیین شراب ہرگز

کبھی داغ توبہ کی ہی کبھی پھر شراب پی ہی
نہ عذاب ہی ملیگا نہ ہمین ثواب ہرگز

ردیف سین مہملہ

کیا بمروت خلق ہی سب جمع ہین بسمل کے پاس
تنہا مرا قاتل رہا کوئی نہین قاتل کے پاس

کیونکر دکھاؤن حال دل اوسکو بٹھا کر دل کے پاس
نخوت سے جا بائین طرف بیٹھے نہ سائل کے پاس

کوسونکی دوری بھی ہی معشوق عاشق مین اگر
لیلی رہے محمل نشین مجنون رہے محمل کے پاس

نالہ ابھی نکلا نہین لب سے کہ آ پہونچا اثر
جاتے ہین ارباب ہمم خود ڈھونڈکر سائل کے پاس

رہبر نے راہ عشق مین سو سو دئیے چکر مجھے
ظالم سے جب پوچھا کہا اب آگئے منزل کے پاس

مین اپنی آنکھین ڈھانک لون ہاتھ اپنے یا باندھ لون
ڈرتے ہو کیون آکر سنو کچھ پردہ حائل کے پاس

پیر مغان جو تجکو دے وہ مین سے مجکو بھی ملے
زاہد تجھے لایا ہون مین کس مرشد کامل کے پاس

بحر محبت جوش پر ہین کیا کرون مشتاق ہون
دم ٹوٹ جاتا ہی مرا آتا ہون جب ساحل کے پاس

باہم ہین یکجا رہین یکرنگ ہو کر حسن و عشق
خال سویدا ہو مرا رخ پر تمہارے تل کے پاس

کب ناخن تدبیر سے کھلتی ہی قسمت کی گرہ
کیا کام ایسے ہاتھ کا اس عقدہ مشکل کے پاس

ہان ای ہوس ہمت کہ ہی دست ادب سے دامن دور
ہان ای طپش جرأت کہ ہون اک جست مین قاتل کے پاس

کیا ماتم حسرت کرون شعلہ زن ہی داغ غم
جلکر پھپھولے پڑ گئے جب ہاتھ آیا دل کے پاس

وہ جاکے بزم غیر مین کیا جانے کیا سمجھانے لگے
فتنہ قیامت ہو گیا پہونچا جو اوس محفل کے پاس

مجنون تری تقدیر سے ناقے کی ہین شوخیان
لیلی کھڑی ہی منتظر کچھ دیر سے محمل کے پاس

کیا زیر تیغ امتحان خاموش ہی میری زبان
خنجر بھی چل نکلا جہان دم بھر رہا قاتل کے پاس

دریاے الفت مین ملے کیا جانے آگے کیا بلا
چین جبین یار ہی جو موج ہی ساحل کے پاس

قربان جاؤن یاس کے یہ کیا ملی دنیا ملی
اک دولت جاوید ہی اک سلطنت ہی دل کے پاس

چھینٹے دیے ہین قیس نے اشکون سے اپنے ہر طرف
اوڑکر غبار کاروان پہونچا ہی جب محمل کے پاس

غربت مین عادت ہو گئی صحرا نوردی کی مجھے
گھبرا کے پھر جاتا ہون مین آیا جب منزل کے پاس

جیتے تھے زلفین چھوڑ کر اک روز وہ بہر شکار
اوس دن سے ساری مچھلیان لگین ساحل کے پاس

ہو چکا بعد امتحان کیون وہم جانے کا گمان
یہ لیے اپنے دور رکھا نہین مجھ دل کے پاس

نالون کے ناوک ہین وان آہون کے چلتے ہین خدنگ
ترکش مین قاتل کے نہین جو تیر ہین بسمل کے پاس

خط آگیا رخ پر ترے پر ہے نظر اپنی وہی
رہتا ہی اب تک پاسبان اوس کشت بیحاصل کے پاس

دیکھی ہی انسے نقاب مین نور تجلی کی جھلک
برسون کیا ہی امتحان آئینہ رکھکر دل کے پاس

دیکھے ہین حسن و عشق کے ہمنے نرالے شعبدے
موسی کی جو مٹھی مین تھا وہ داغ نکلا دل کے پاس

ردیف شین معجمہ

وہ سمجھے کیا فلک کینہ خواہ کی گردش
اوٹھائی جسنے تمہاری نگاہ کی گردش

طریق عشق مین ہے راہ راہ کی گردش
کبھی کبھی کا سکون گاہ گاہ کی گردش

بلا ہی قہر ہی چشم سیاہ کی گردش
کہ پھیرتی ہی چھری اوس نگاہ کی گردش

جو اُف کرون ابھی چکرا گئین آسمان و زمین
بری بلا ہی مرے درد آہ کی گردش

شب فراق جو میرے ہی گرد پھرتی ہی
مگر شریک ہی بخت سیاہ کی گردش

بنا ہی یار کا ناصح پیامبر دیکھو
مرے لیے مرے اس خیرخواہ کی گردش

بلا سے جلکے دل مضطرب ٹھہر گیا ہوتا
کہ پیستی اوسے چشم سیاہ کی گردش

کبھی زمین پہ کبھی آسمان پہ تھے شب غم
رہیگی یاد مجھے برق آہ کی گردش

الٰہی دم مری آنکھون مین پھر کے کیا آئے
کہ راہ رو کو قیامت ہی راہ کی گردش

اسی دوڑ مین اپنے تو پاؤن ٹوٹ گئے
کہ برسون دیر سے تا خانقاہ کی گردش

کسی کو گردش کعبہ کسی کو گردش دیر
نہین تو وہ ہی تری جلوہ گاہ کی گردش

اوسے جو ڈھونڈھیے بیٹھے بٹھائے ملتا ہی
نہ یہ کہ خضر سے گم کردہ راہ کی گردش

اوٹھے نہ غیر کے پہلو سے آپ کیا جانین
کسی غریب خراب و تباہ کی گردش

وہ اور بھول کے یون میرے گھر چلے آئین
مگر نصیب سے لے آئی راہ کی گردش

حصول محفل رندان سے کیا ہوا انکو
مگر جناب مشیخت پناہ کی گردش

اگر یہی ہی نزاکت تو وقت نظارہ
نہ لے اوڑلے تمھین دیکھو نگاہ کی گردش

یہ دل تو کیا ہی کہ طوف حرم کو چکرا دے
مژہ کی جنبش و کافر نگاہ کی گردش

جنھین فروغ ہی عالم مین ہین وہ سرگردان
یہ دیکھو آئنہ ہی مہر و ماہ کی گردش

زمین و چرخ کو کوئی دم مین ہی تہ و بالا
کبھی رہی جو تمھاری نگاہ کی گردش

اشارے کرکے ملا غیر سے وہ روز حساب
مری نظر مین ہی چشم گواہ کی گردش

(۱۴) پھرینگے داغ نہ دہلی کے دن یقین ہو تو
نہین ہی چرخ مین دولاب چاہ کی گردش (۱۵)

مری موت خواب مین دیکھکر ہوئے خوب اپنی نظر سے خوش
انھین عید کی سی خوشی ہوئی رہے شام تک وہ سحر سے خوش

کبھی شاد ورم داغ سے کبھی آبلون کے گہر سے خوش
یہ بڑی خوشی کا مقام ہی غم ہجر یار ہی گہر سے خوش

اونھین بزم غیر مین تھا گمان کہ یہ سادہ لوح بہل گیا
نہ مجھے خوف عزت و آبرو کہ رہا فقط اسی ڈر سے خوش

کہون وصف بادۂ ناب کیا نہین زاہدا یہ کوئی دوا

جو دماغ اسکے اثر سے تر تو مزاج اسکے اثر سے خوش
اگر آبلہ ہی بھرا ہوا تو ہر ایک داغ جلا ہوا
جنھین ہمنے سینے مین دی جگہ نہ وہ دلسے خوش نہ جگر سے خوش
وہی دوست ہین وہی آشنا وہی آسمان ہے وہی زمین
عجب اتفاق زمانہ ہے کہ بشر نہین ہے بشر سے خوش
مجھے چشم تر سے نہین گلہ مرے دل کا داغ مٹا دیا
کہ لیا ہے نور بصر اگر تو کیا ہے لخت جگر سے خوش
کبھی حال اہل عدم سنا تو انھین یہ وہم سما گیا
کسی بے نشان کا تو ذکر کیا نہ رہے وہ اپنی کمر سے خوش
نہ ہو درد و آہ و غم و الم کبھی تنگ سا اپنے مقام سے
یہ ہوس سے خوش وہ زبان سے خوش یہ ہو دل سے خوش وہ جگر سے خوش
یہ خوشا نصیب کہ یار نے مری موت غیر سے سن تو لی
یہ اگرچہ جھوٹ اڑائی تھی وہ ہوا تو ایسی خبر سے خوش
وہ گلی ہوا ور نظارہ ہو یہ نظر ہوا ور اشارہ ہو
کبھی شاد جلوۂ بام سے کبھی سیر روزن در سے خوش
مجھے تجھسے شکوہ ہے اے فلک کبھی تونے مری خوشی نہ کی
کوئی یہ بھی کام مین کام ہے جو کبھی ہوا اہل ہنر سے خوش
دل و دین لیا جو رقیب سے تو مبارک آپکو یہ خوشی
مجھے فائدہ نہ مجھے نفع کیا کہ جو ہون پرائے ضرر سے خوش

وہ تو حوریان بہشت ہین کہ ہر ایک فقیر سے شاد ہون
یہ بتان ہند ہین زاہد یہ حریص ہوتے ہین زر سے خوش

۱۴
یہ سنا جو حضرت داغ نے کہ حضور کعبے کو جائینگے
یہی ذکر ہی یہی فکر ہی شب و روز عزم سفر سے خوش
۹

ردیف صاد مہملہ

یہ نہ کہیے کہ نہین کام کی حرص
اور جو کا ذکر ہوا اسلام کی حرص

ہمنے تو بہ بین یہ لذت پائی
ہو گئی بادۂ گلفام کی حرص

اوس نگہ سے مجھے فتنے کی طمع
اوس دہن سے مجھے دشنام کی حرص

ہو گیا جان کا خواہان قاصد
دے نہ آنا جو ہوا انعام کی حرص

ہاے ساقی کا تغافل مجسے
اور مجھ رند مے آشام کی حرص

فتنہ گر وہ بھی ہوئی ہی مشہور
تھی قیامت کو ترے نام کی حرص

آنکھ پھرتی ہی تری لیل و نہار
ہی اسے گردش ایام کی حرص

مل گئی میری سیہ بختی مین
دیکھنا زلف سیہ فام کی حرص

۴۲
غیر کے ڈھنگ اوڑا دُ ہی داغ
ہی اگر راحت و آرام کی حرص
۹

ردیف ضاد معجمہ

آئے وہ بیوفا یہان اوسکی بلا کو کیا غرض
جائے در قبول تک میری دعا کو کیا غرض

موت کو اے دل حزین اور بہانے ہین بہت
آئے جو اوسکے ہاتھ سے ایسی قضا کو کیا غرض

دعوی دین اگر کیا کہنے لگا وہ بت بجا
بخشے جو آپکو خدا ایسی خدا کو کیا غرض

جبکہ ہو خانۂ رقیب خانۂ یار سے قریب
لائے جو میری راہ پر اوس رہنما کو کیا غرض

جوش ہے اب شباب کا خاتمہ ہے حجاب کا
اوس نگہ شریر سے شرم و حیا کو کیا غرض

اوسکی گلی سے آئے کیون نکہت زلف لائے کیون
مجکو صبا سے ہے امید مجھسے صبا کو کیا غرض

یہ تو مرا ہی کام ہے سجدے کرون تو مین کرون
کیون ترے پاؤن پر گرے لغزش پا کو کیا غرض

بعد فنا یقین ہے کیا آئیگا استخوان مرے
سایہ فگن ہو کسلیے بال ہما کو کیا غرض

۲۴۱ ماتم داغ مین شریک ہو تو نہ اختیار ہے
گھر سے تمھین بلائین کیون اہل عزا کو کیا غرض ۲۱

ردیف طاے مہملہ

مین اور حرف شکوہ غلط اے صنم غلط
واللہ جھوٹ ہے یہ خدا کی قسم غلط

دیکھے ہزار آئنہ و جام عمر بھر
افسانۂ سکندر و احوال جم غلط

آتا ہے وہم نقش مستانہ دیکھکر
پڑھتے ہین نامہ برکے ہزار دن قدم غلط

معشوق کسطرح نہ کرم کے عوض ہون گرم
ہے انکی سرنوشت مین انکا کرم غلط

مطلب نکال لیتے ہین سب حرف حرف سے
پڑھتے ہین وہ صحیح جو کہتے ہین ہم غلط

تعریف حسن سنکے وہ بولے بہت بجا
مضمون شوق پڑھکے کہا یک قلم غلط

سن سنکے عرض حال کی تکرار بار بار
کہنا کسیکا ناز سے وہ دمبدم غلط

مصحف نہین ہے نامۂ اعمال ہے مرا
یارب یہ ہے ہزار جگہ کم سے کم غلط

وہ نیم وعدہ کرتے ہی دلمین پلٹ گئے
آدھی قسم صحیح تھی آدھی قسم غلط

قطعہ

کل چھیڑ سے جو ہمنے کہا کیون ستم شعار
کہتے ہین ہم فسانۂ رنج و الم غلط

کیا ربط و راہ غیر سے رکھتا نہین ہی تو
کیا جھوٹ ہی یقین ہمارا بھرم غلط

تجھسے امید ہو تو خدا سے ہون ناامید
کیا جانتے نہین ترے وعدے کو ہم غلط

کیا کوچۂ رقیب مین چھپکر نہین گیا
ہو جائیگا سراغ نشان قدم غلط

مشہور کسکا نام ہی جھوٹا جہان مین
کھاتا ہی روز کون قسم پر قسم غلط

دیکھا ہی تجکو آخر شب پاس غیر کے
کہتے ہین خواب صبح کا ہوتا ہی کم غلط

ایسے ہی خوش گئے ہین ترے کشتۂ فراق
آئینگے تیری یاد مین اہل عدم غلط

اپنے ہی گھر کو آپ سمجھا کہ ہی بہشت
اسکے سوا حکایت خلد و ارم غلط

کہنا یہ نامہ بر سے مرے وہ تو مر گیا
جھوٹا ہی تو یہ نامہ غلط یہ رقم غلط

تجھسے یقین کینہ و جور و جفا بجا
چشم وفا و الفت و مہر و کرم غلط

بولے وہ داغ آپ ہین جھوٹونکے بادشاہ
معشوق سے شکایت جور و ستم غلط

۱۴

حورونسے ملیے خلد برین کو سدھاریے
دنیا مین آپکا نہین ہونیکا غم غلط

۹

ردیف ظاے معجمہ

غم جاوید ہی ہمسے محظوظ
اور ہم تیرے ستم سے محظوظ

دلمین رہتے ہین جو ہمنے دلے
کب ہوئے خلد و ارم سے محظوظ

کیون نہون چشم کرم کے مشتاق
ہوتے ہین اہل کرم سے محظوظ

کیوں نہ بن جائے قیامت ظالم
فتنے ہیں تیرے قدم سے محفوظ

نامہ بر بیجیے وہ مسرور ہوئے
یا مرے طرز رقم سے محفوظ

واسطے تقدیر کہ مر کر بھی ہم
نہ ہوئے سیر عدم سے محفوظ

نہ ملے وہ تو کہیں بھی کیا خوب
پھر ہوں ہم دیر و حرم سے محفوظ

وصل میں شاد ہو کیسا کیسا
جو ہوا جھوٹی بھی قسم سے محفوظ

۴۵
بیکسی میں یہ غنیمت اے داغ
کیوں نہ ہوں عشق کے غم سے محفوظ
۱۰

قول و قسم کی شرم ملاقات کا لحاظ
انسان کو ضرور رہے ہر بات کا لحاظ

تصویر سی پی ہی لی ہے بہت جستجو کے بعد
آ ہی گیا ہے پیر خرابات کا لحاظ

دامن جھٹک جھٹک کے چھڑایا ہزار بار
تم کو ہوا نہ خاک مری بات کا لحاظ

اے شیخ یاد دوست میں ہیں مست الست
لازم ہے مجھ سے رند خوش اوقات کا لحاظ

کل غیر کے بھی سامنے جھپکے گی تیری آنکھ
دن کو مزا دکھائیگا اس رات کا لحاظ

دیکھو ادھر اٹھاؤ نظر ہو چکی حیا
کیا جانتا نہیں کوئی اس گھات کا لحاظ

کل بھی خدا کے واسطے رکھنا خیال میں
ان منتوں کی شرم و مدارات کا لحاظ

اقرار بھی ہے وصل پر انکار بھی اور پھر
اس بات کا لحاظ نہ اس بات کا لحاظ

فریاد نالہ شور فغاں شیون اشک آہ
ساتوں فلک بھی کرتے ہیں ان سات کا لحاظ

۴۶
اے داغ میکدے میں گئے ہیں جناب شیخ
ٹوٹا ہے آج قبلہ حاجات کا لحاظ
۱۱

ردیف عین مہملہ

اس شوق کی نہین بت قاتل کو اطلاع
افسوس ہی کہ ہو کی نہو دل کو اطلاع

سارے جہان کو گردش مجنون کی ہو خبر
لیکن نہو تو صاحب محمل کو اطلاع

مین ناتوان چلا ہون دبے پاؤن اسطرح
میری نہین ہی رہبر منزل کو اطلاع

صورت دکھا کے آنے کو نام بھی بتاؤ
ہو جائے خوب مد مقابل کو اطلاع

جانکاہ عاشقون کو ہی یون ہجر کی خبر
جسطرح ہو خزان کی عنادل کو اطلاع

ہی آدمی کی پردۂ غفلت سے زندگی
مرجائے گر ذرا بھی دل غافل کو اطلاع

چھپتی ہی کب چھپائے سے اہل کرم کی شان
ہوتی ہی خود بخود دل سائل کو اطلاع

ہم تشنہ کام بزم سے اوٹھ آئے لاکھ بار
اسکی نہین ہی ساقی محفل کو اطلاع

مرتا ہی کون عشق مین کسنے کیا ہی وار
قاتل کو اطلاع ہی نہ بسمل کو اطلاع

وہ پہلوی رقیب مین ہی مست بیخبر
دے اے فغان پکار کے غافل کو اطلاع

راتون کو چھپکے جب وہ گئے ہین عدو کے گھر
اے داغ ہوگئی ہی مرے دل کو اطلاع

ردیف غین معجمہ

مانند گل ہین میرے جگر مین چراغ داغ
پروانے دیکھتے ہین تماشائے باغ داغ

کب سنگدل کے دلمین سماتا ہی داغ عشق
میدان حشر چاہیے بہر فراغ داغ

بھر جائے سوز دل کا مزہ آنکھ مین اگر
ہو مثل لالہ دیدۂ نرگس ایاغ داغ

گہرا ہو داغ دل مرا ای ناخن جنون
لبریز خون سے رہے ہر دم ایاغ داغ

مرگ عدو سے آپکے دلمین چھپا تھا
میرے جگر مین اب نہین ملتا سراغ داغ

دلمین قمر کے جیسے ملی ہے اسی جگہ
اوسدنسے ہو گیا ہے فلک و باغ داغ

جامین جو سیکے داغ جنون وحشیان عشق
ہو جاے نام گلشن فردوس باغ داغ

تاریکی لحد سے نہین دلجلے کو خوف
روشن رہیگا تا بقیامت چراغ داغ

۱۴۸

مولا نے اپنے فضل و کرم سے بچا لیا
رہتا وگرنہ ایک زمانے کو داغ داغ

۱۲

ردیف فا

کیسی حیا و شرم طبیعت ہے برخلاف
بولے ہزار بار وہ مجھسے مگر خلاف

باہم تمھارے عشق مین پھوٹ پڑ گئی
آنکھو نسے دل خلاف ہے و نسے جگر خلاف

کشتی نہو تباہ کسی نامراد کی
چلتی ہے آج صبح سے باد سحر خلاف

مجکو گمان تھا کہ ملیگا رقیب سے
یہ اتفاق ہے کہ رہا نامہ بر خلاف

بے مہر تیرے جور سب اسنے بھلا دیے
کسدرجہ برخلاف ہے دل کسقدر خلاف

افسوس کچھ نباہ کی صورت نہین ہے
قسمت ادھر خلاف طبیعت ادھر خلاف

تجویز چارہ گرنے تو کی ہے دواے عشق
یارب مرے مزاج کے ہو بیشتر خلاف

اس سے زیادہ اور ستم نہین کوئی
ہے خوش نصیب جس سے زمانہ ہو برخلاف

مجھسے مری نگاہ پھری دیکھنا اثر
دیکھی تھی آج مینے کسیکی نظر خلاف

کیا شہد سے اوٹھا ئینگی یہ بدگمانیان
لکھے ہین مینے اونکو گلے سر بسر خلاف

ایسا نہو کہ مجھسے بگڑ جاے راہ مین
سب سے مرا طریق ہے اے راہبر خلاف

اے داغ زندگی کی توقع ہو کسطرح

۱۴۹ قسمت خراب سخت مرض چارہ گر خلاف ۹

کیون نہین تم کہتے میری جان صاف
چاہیے انسان سے لسان صاف

موت کی صورت نظر آئی مجھے
ہے وہ تیرے تیر کا پیکان صاف

چھٹ گئی سب بھیڑ مشتاقون کی آج
کر دیا سفاک نے میدان صاف

کینہ جو اک صاف باطن تو نہین
ہین تری محفل مین سب سامان صاف

خط نہ لکھا مصحف رخ پر ترے
یہ نظر آیا عجب قرآن صاف

اوسکے گھر مین مجمع اغیار تھا
ہم یہ سمجھے تھے کہ ہے میدان صاف

خانۂ دل کی صفائی ہوگئی
پھر نہین مجھسے مرا مہمان صاف

اسکے ہاتھون خاک مین ملجائینگے
دل کدورت سے نہین اک آن صاف

۱۵۰ مشغلہ ہے یہ جناب داغ کا
ہو رہا ہے آجکل دیوان صاف ۱۵۱

دیکھا نہ ہمنے رشک سے اغیار کی طرف
منہ پھیر بیٹھے بزم مین دیوار کی طرف

اے دل خوشا وہ دل جو پھرے یار کی طرف
دونون جہان ہین ایسے طرفدار کی طرف

وہ دیکھتے ہین بزم مین اغیار کی طرف
مین دیکھتا ہون چرخ ستمگار کی طرف

سیل سرشک اپنے ہی گھر مین بہائینگے
کیون جائے یہ بلا تری دیوار کی طرف

بیٹھے بٹھائے آئے جو شامت تو کیا علاج
دل نے کہا کہ آؤ چلین یار کی طرف

شوخی سے دیکھنا نہین آتا ابھی اونھین
غمزے سے جھانکتے ہین بازار کی طرف

جادو کیا رقیب پر اوسنے تو کیا کیا
دیکھو تم اپنی چشم فسونکار کی طرف

بیکس رہینگے حشر مین کب مجرمان عشق
رحمت کھنچیگی ہم سے گنہگار کی طرف

چاہی تھی داد ہمنے دل صاف کی مگر
آئینہ ہو گیا ترے رخسار کی طرف

تصویر کبھی اوسکی ہیا تنک غرور ہی
دیکھے کبھی نہ طالب دیدار کی طرف

تقصیر میفروش کی ای محتسب نہین
یہ چیز اوڑکے جاتی ہی میخوار کی طرف

آتا نہین قریب کوئی دور دور سے
اوٹھتی ہین اونگلیان ترے بیمار کی طرف

بولے وہ آپ کیسے بنے ہین حیا یہی
یہ کہکے جھک پڑے مرے غمخوار کی طرف

چلتے نہین وہ شرم سے نیچی نظر کیے
آنکھین لگین ہین شوخی رفتار کی طرف

۱۵۱ دی جان کس خوشی سے تہ تیغ داغ نے
لب پر تبسم اور نظر یار کی طرف ۱۱

ردیف قاف

غم اوٹھانیکے ہین ہزار طریق
کہ زمانے کے ہین ہزار طریق

غیر کے ذکر پر نہین موقوف
جی جلانے کے ہین ہزار طریق

نہین خالی تسلیان اونکی
آزمانے کے ہین ہزار طریق

مہربانی کی ایک راہ تو ہو
گر ستانے کے ہین ہزار طریق

خواب مین تمکو کسنے روکا ہی
آنے جانے کے ہین ہزار طریق

دل مین آیا ہزار راہ سے غم
اس ٹھکانے کے ہین ہزار طریق

اونکو سو سو بہانے آتے ہین
ہر بہانے کے ہین ہزار طریق

جان سے جائینگے ہم ای دربان
قید خانے کے ہین ہزار طریق

دی ہی مے اوسنے غیر کو جھوٹی
منہ لگانے کے ہین ہزار طریق

ابھی کم سن ہو تم نہین واقف
دل دکھانے کے ہین ہزار طریق

۱۵۲

داغ اب فاقہ مست ہین بیٹھے
مانگ کھانے کے ہین ہزار طریق

۱۱

ردیف کاف تازی

دعا مانگے دل غمگین کہان تک
کہون مین دمبدم آمین کہان تک

مسلمانو نسے بغض و کین کہان تک
کہان تک سائی بت بیدین کہان تک

ترے بیمار کو آتی نہین موت
پڑھے جائے کوئی لیسین کہان تک

تڑپنے دو ابھی مین بھی تو دیکھون
وہ دیتے ہین مجھے تسکین کہان تک

مجھے چھوڑین خدا پر دوست میرے
یہ ہنگامہ سر بالین کہان تک

خدا اوس بت کی باتونکا ہے مشتاق
گیا شور لب شیرین کہان تک

مرا منہ تھک گیا شکر جفا سے
کرون مین آفرین تحسین کہان تک

پریشانی نصیبہ بختون کی دیکھو
بنیگا طرہ مشکین کہان تک

تصور مین عدو کے تم ہو بیدار
سناؤن قصہ رنگین کہان تک

بجا ہے عشق مین بے صبر مین ہون
رہیگی آپکی تسکین کہان تک

۱۵۳

رہے گا مصطفے آباد مین داغ
غریب و عاجز و مسکین کہان تک

۹

جا سکے جو نہ آپکے در تک
جائیگے وہ داد خواہ محشر تک

دل کا آئینہ خوب صاف کیا
اور سینے مٹائے جوہر تک

پونہچا نا سوز سینہ تا بہ جگر — جیسے پونہچایا چور کو گھر تک
ہجر مین یون بھی تو ہوا نہ وصال — پھیر دیکھے گلے پہ خنجر تک
تو ہے اور خرام ناز ترا — یہی فتنہ بہت ہی محشر تک
آتش توبہ سوز خاک لگے — آنچ آئے نہ دامن تر تک
کیا ٹھکانا ہی اس کدورت کا — خاک اوڑتی ہی دیدۂ تر تک
لینے جب غیر کا سلام لیا — ہاتھ آ آکے رہگیا سر تک

۵۴ کوئی مٹتا ہی داغ دل ای داغ — یہ جلیگا چراغ محشر تک ۱۳

ساقیا ابر ہی دے جام شتاب ایک ایک — آج محفل مین گرے مست شراب ایک ایک
ہی ترے عشق مین سرگرم عتاب ایک پہ ایک — اور کھینچے ہوئے شمشیر پہ آب ایک پہ ایک
گل بازی ہی حسینون مین مرا افسانہ — پھینک دیتا ہی محبت کی کتاب ایک پہ ایک
جوش پر ہی جو ترا حسن تو ای پردہ نشین — زور کرتا ہی غضب بند نقاب ایک پہ ایک
توڑا اس طرح سے ای نالۂ دل سا تون فلک — کہ گرین ٹوٹ کے یہ خانہ خراب ایک پہ ایک
تہ و بالا جو کیا دان بھی نگاہون نے تری — تو پڑا ہوگا یونہین روز حساب ایک پہ ایک
گر سنے بزم طرب مین مرے آہنگ فغان — ٹوٹکے بولے نہ کبھی تار رباب ایک پہ ایک
دلکو سودا غم نہ دو جان کو سو رنج نہ دو — منصفی شرط ہی لازم ہی نہ عذاب ایک پہ ایک
کبھی پورا نہوا تیری جفاؤن کا شمار — ہم بڑھاتے ہی گئے وقت حساب ایک پہ ایک
لب جو سیر کو آیا ہی جو وہ بحر جمال — ٹوٹا پڑتا ہی تماشے کو حباب ایک پہ ایک
جور پر جور غضب پر ہی غضب ظلم پہ ظلم — سب لیے پھر ایک ایک کے عتاب ایک پہ ایک

یاد آتی ہے [illegible] مدام اک بات تھی
روز آتا ہے مرے خط کا جواب ایک ایک

۱۵ ۹

جب کبھی داغ کیا ہمنے سوال بوسہ
سیکڑوں اوسنے دیے سخت جواب ایک ایک

کتاب عشق کے اولٹے ورق اول سے آخر تک
نہ سمجھے نہ ہم اسکا سبق اول سے آخر تک

بری ہے ابتدا بھی انتہا بھی تیری الفت کی
کہا ہیں ہین غم و رنج و قلق اول سے آخر تک

کبھی ہے عرش اعلی پر کبھی تحت الثری میں ہے
کھلے ہیں شیخ پر چودہ طبق اول سے آخر تک

مے انگور پینے میں تجھے دیتا ہوں الزام
رہیگا نیر یکسان یہ عرق اول سے آخر تک

ہزاروں دوست دشمن ہم میں اوسکی بزم میں لیکن
رہا اک شکل پر نظم و نسق اول سے آخر تک

ازل سے تا ابد پائی نہ راحت اس جراحت نے
رہا ہم بسملوں کا سینہ شق اول سے آخر تک

بہار عارض گلگوں سے تیرے اسکو کیا نسبت
نہیں اک رنگ پر ہستی شفق اول سے آخر تک

بشر کو گر نہ ملتی کسکو ملتی عشق کی دولت
نہیں تھا کوئی اسکا مستحق اول سے آخر تک

۱۶ ۱۳

لکھوں اوسکو جواب اے داغ کیا میں سخت حیران ہوں
لکھے ہیں خط میں مضمون اوس ورق اول سے آخر تک

ردیف کاف فارسی

کیون نہ جہانکین ہون عیان عیب الگ الگ
دیکھتے ہیں بچشم غور اہل نظر الگ الگ

اوسکی تلاش میں مگر ایک کا ایک ہی رہ
پھرتے ہیں روز و شب جہاں شمس و قمر الگ الگ

راہ میں انکو وہم تھا کوئی نہ بدگمان ہو
آگئے تو ساتھ ساتھ وہ مجھسے مگر الگ الگ

تیغ نگاہ یار کو دیتے ہیں ہر گھڑی دعا
پارۂ دل جدا جدا لخت جگر الگ الگ

روح فزا کسیکو ہی روح گزا کسیکو ہی | بادۂ عشق نے کیا اپنا اثر الگ الگ

کسکا یقین کیجیے کسکا یقین نہ کیجیے | لائے ہین اوسکی بزم سے یار خبر الگ الگ

صبح شب وصال مین پاؤن اونکے گڑا | کہنے لگے وہ ناز سے وقت سحر الگ الگ

مین ہون ادھر تو وہ ادھر بیٹھے ہین تن کے وہان وہ | رہتے ہین مجھسے دور دور آٹھ پہر الگ الگ

ہوتے ہین کیونکر اک جگہ یہ عجب اتفاق ہی | جاتے ہین جانب عدم یاس سے بشر الگ الگ

رنج فراق یار بھی صدمۂ روزگار بھی | ایک دل اور اتنے غم چاہیے گھر الگ الگ

غوث کا مرتبہ کیا تو نے قتیل تیغ کا | لٹکے گرے ہین دست و پا سینہ و سر الگ الگ

اونکو یہ وہم ہی کہین ایک سے ایک دل نہ لیجائے | لوگ بہت ہین بزم مین سب ہین مگر الگ الگ

حشر کو اوسنے چن لیے داغ گناہگار عشق | تاڑ لی ہزار مین اوسکی نظر الگ الگ

ردیف لام

جھانسے زمانے کو پروردگار دل | آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار دل

ہر بار مانگتی ہی پنا چشم یار دل | اک دل کے کس طرح سے بناؤن ہزار دل

مشہور ہو گئی ہی زیارت شہید کی | خون گشتہ آرزو کا بنا ہی مزار دل

یہ صید گاہ عشق ہی ٹھہر لیے نگاہ | صیاد مضطرب ہے ہوگا شکار دل

طوفان نوح بھی ہو تو ملجائے خاک مین | اللہ رے غبار ترا پر غبار دل

پوچھا جو اوسنے طالب روز جزا ہی کون | نکلا مری زبان سے بے اختیار دل

کرتے ہو عہد وصل تو اتنا رہے خیال | پیمان سے زیادہ ہو نا پائدار دل

تاثیر عشق یہ ہی ترے عہد حسن مین
مٹی کا بھی بنا ہین تو ہو بیقرار دل

اسکی تلاش ہی کہ نظر آئے آرزو
ظالم نے روز چاک کیے ہین ہزار دل

عالم ہوا تمام رہا اوسکو شوق جور
برسا دے آسمان سے پروردگار دل

پہلے پہل کی چاہ کا کیجئے نہ امتحان
آتا تو سیکھ لے ابھی وہ چار بار دل

نکلے مری بغل سے وہ ایسی تڑپ کے ساتھ
یاد آگیا مجھے وہ بے اختیار دل

ای عندلیب تجھکو لگی کب ہوائے عشق
کلیونکی طرح تجھ مین ہین پھوٹے ہزار دل

عاشق ہوئے وہ جبسے عدو پر یہ حال ہی
رکھ رکھ کے ہاتھ دیکھتے ہین بار بار دل

اوسنے کہا ہی صبر پڑیگا رقیب کا
لے اور بیقرار ہو ای بیقرار دل

بیتاب ہو کے بزم سے اوسکی اوٹھا دیا
غافل ہون مین مگر ہی بہت ہوشیار دل

۵۸

مشہور ہین سکندر و جم کی نشانیان
ای داغ چھوڑ جاینگے ہم یادگار دل

۱۰

ہوا زمانہ پیری عذاب مین داخل
جوان تھے تو جوانی تھی خواب مین داخل

پڑھی نماز جنازے کی میرے قاتل نے
گناہ کرکے ہوا ہی ثواب مین داخل

غلط رہا ہی وہی ابتدا سے آخر تک
ہوئی ہی دل کی رقم جس حساب مین داخل

کسی نے دست تسلی سے ایسی چٹکی لی
سکون دل بھی ہوا اضطراب مین داخل

بہت ہی ناز تھیں خال مصحف رخ پر
مگر یہ نکتہ نہین انتخاب مین داخل

ہوا یہ شرم معاصی سے پانی پانی مین
تمام خلط عناصر ہین آب مین داخل

رقیب کو مرے آگے پلائے مے ساقی
کیا نہ زہر ذرا سا شراب مین داخل

بتونکا روی کتابی ہوا ہی کیون مقبول
خدا کا نام نہین اس کتاب مین داخل

وہ لطف خاص ترا جس سے جان پڑ جائے
نہ ہو کہیں ستم بے حساب میں داخل

اگر نہیں ہے و مینا و ساقی و معشوق
بہشت بھی ہے جہان خراب میں داخل

یہ رشک مانع توبہ ہوا ہے اے زاہد
برے بھلے ہیں سبھی اس ثواب میں داخل

دکھا کے منہ جو چھپاتے ہو کوئی چھپتا ہے
نگاہ شوق ہے گی نقاب میں داخل

کسے مجال جو دیکھے وہ حسن عالم سوز
وہان ہے برق تجلی حجاب میں داخل

مقام اہل خرابات اور ہے زاہد
نہیں یہ لوگ جہان خراب میں داخل

یہان ادائے خموشی کو ہم جفا سمجھے
وہان جواب نہ دینا جواب میں داخل

زمانہ بخت جوان لائیگا کہان تجسا
کہین ہوئی بھی ہے پیری شباب میں داخل

وہ لطف توسن عمر روان کے کیا جانے
ہوا ہے پاؤن خضر کا رکاب میں داخل

دوبارہ اسکو کبھی بھول کر نہ لکھا خط
یہ شرط ہے مرے خط کے جواب میں داخل

غش آ گیا جو مجھے راحت اسکو وہ سمجھے
ہوئی ہے بیخودی شوق خواب میں داخل

گئے تھے داغ تلاش صنم مین کعبے کو
خدا نے مفت کیا ہے ثواب مین داخل

کیون کہئے دل کا حال کرین کیسے ہائے دل
اچھی کہی کہ ہم سے کہو ماجرائے دل

افسوس سینے روز ازل یہ نہ کہدیا
دے مجھکو سب جہان کی نعمت سوائے دل

گھبرا کے بزم ناز سے آخر وہ اٹھ گئے
سن سنکے ہائے ہائے جگر ہائے ہائے دل

پھر عیادت آج وہ آکر یہ کہہ گئے
ہو زندگی عزیز جسے کیون لگائے دل

رہتا ہے دم خفا مرے سینے مین گر گری
روٹھے ہوئے کو ہائے کہانتک منائے دل

یہ دلربا ہے اب اسے لیکر نہال ہون
پروا نہین ہے ہے جاتا ہے جائے دل

کیا اب بھی مشق ظلم کے ارمان رہ گئے ایک ایک دن مین تو نے ہزارون ستائے دل
آئینہ جانکر اوسے تجھین اغماض ہو گیا یہ کیا کیا برا ہو ترا ای صفائے دل
شکوہ کیا کہ شکر کیا تیر یار کا تھم تھم کے زمزمہ کچھ آئی صدائے دل
پایا نہ اوس گلی مین دل اپنا کسی جگہ یون ہم گرے پڑے تو بہت ڈھونڈھ لائے دل
تعریف اوسکی ہوتی ہی کیون میرے روبرو تم چاہتے ہو یہ کہ رقیبون پہ آئے دل
جور سپہر و ظلم بتان سہ گئے بہت رستم وہی ہی جسنے اوٹھائی جفائے دل
ایسا بناؤن ٹھیک کہ یہ یاد ہی کرے ابکی بگڑ کے قابو مین آئے دل

۱۶۰ ۱۱

کہتے نہ تھے وہ سنکے برا مان جائینگے
ای داغ اوسنے اور کہو ماجرائے دل

ردیف میم

چھک گئے ہین آج اک ساغر سے ہم ہاتھ دھو بیٹھے ہین کوثر سے ہم
بتکدے مین جاکے اوس بت کا پتا پوچھتے پھرتے ہین ہر پتھر سے ہم
قصد صحرا ہی دل ویران کے ساتھ اک بیابان لیچلے ہین گھر سے ہم
جب رگ جان سے کمی کرتا ہی خون چھیڑ دیتے ہین اوسے نشتر سے ہم
تیر تیرا بڑھ چلے مژگان سے نہین کچھ کھٹکتے ہین اسی نشتر سے ہم
کسقدر کٹتی ہی راہ شوق جلد تیز چلتے ہین سوئے خنجر سے ہم
کیا کہین کس سے کہین کسکے لیے پھرتے ہین چارون طرف مضطر سے ہم
حضرت واعظ نے جو چاہا کہا پر نہ بولے کچھ خدا کے ڈر سے ہم

دل جو اپنا ہمنے مانگا تو کہا — کیا چرا لائے تمھارے گھر سے ہم
ہمسری تجھسے کرے گر آسمان — صدقہ کر ڈالین تجے سر سے ہم

۱۶۱ ۹
وہ ستمگر روبرو ہوگا تو داغ — کیا کہینگے داور محشر سے ہم

ڈرتے ہین چشم و زلف و نگاہ و ادا سے ہم — ہر دم پناہ مانگتے ہین ہر بلا سے ہم
معشوق جائے حور ملے مے بجائے آب — محشر مین دو سوال کرینگے خدا سے ہم
اگر تو کسی بہانے سے آجائے وقت نزع — ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم
گو حال دل چھپاتے ہین پر اسکو کیا کرین — آتے ہین خود بخود نظر اک مبتلا سے ہم
ناچار اختیار کیا شیوۂ رقیب — کچھ بیحیا ہی خوب ہین گذرے حیا سے ہم
مانگی ہوگی خضر نے یون عمر جاودان — کیا اپنی موت مانگتے ہین التجا سے ہم
دیکھین تو پہلے کون مٹے اوسکی راہ پر — بیٹھے ہین شرط باندھکے ہر نقش پا سے ہم
مجبور اپنے شیوۂ شرم و حیا سے تم — ناچار اضطراب دل مبتلا سے ہم

۱۶۲ ۹
یہ آرزو ہے آنکھ مین سرمہ لگائینگے — اے داغ خاک پائے رسول خدا سے ہم

شب وصال تم پتلے بنو حیا کے تم — جفا کے تمسے گلے ہم کرین وفا کے تم
کوئی خوشی تو ہوئی ہی کہ ہنستے آتے ہو — گئے تھے کیا کسی مرتے پہ آشنا کے تم
مزا ہو حشر مین دونون ہون ایکبار طلب — ہمارے ساتھ چلو سامنے خدا کے تم
کسیطرح نہین ملتے بغیر دل کے لیے — یہ ڈھنگ سیکھ گئے کسکی التجا کے تم
مجھے جو ناز ہوا اپنی بیگناہی پر — کہا اونھون نے سزاوار ہو سزا کے تم

مری زبان جلانے سے کیا جائیگا اثر
کہ جانتے ہی نہین ہتھکنڈے دعا کے تم

کیا جو شکوہ عزیزون نے میرے قاتل سے
کہا ادھون نے کہ قائل نہین قضا کے تم

کہین نہ حضرت دل ہمسے تم دغا کرنا
ہمارے دوست پرانے ہو ابتدا کے تم

۱۹۳ ۱۹

تمھارے شعر مین گرمی ہی کس قیامت کی
جلے ہوئے ہو مگر داغ انتہا کے تم

ردیف نون

بیکسی صدمۂ ہجران کی مجھے تاب نہین
کاش دشمن ہی چلے آئین جو احباب نہین

قبر مین بھی نہ بجھی آتش غم وا نصیب
ہم جہان دفن ہین وان پہ زمین آب نہین

بخت بیدار نہ یہ دیدۂ دربان یارب
چشم مشتاق کی تقدیر مین کیون خواب نہین

تجکو ای بخت سیہ آگ لگا کر دیکھون
شب ہجران مین اگر جلوۂ مہتاب نہین

جام کوثر اوسی میکش کو ملیگا زاہد
بول اوٹھا جو کوئی ہمکو مے ناب نہین

چھیڑ تھمتی ہی کوئی نالہ کوئی رکتا ہی
چارہ گر ناخن وحشت ہی یہ مضراب نہین

اب لفافہ بھی نہین خط کا خدا کی قدرت
پہلے اتنی ہی شکایت تھی کہ القاب نہین

وان یہ ٹھہری ہی کہ اسکو بھی نظر مین رکھیے
اب جو ٹھہرے تو ہمارا دل بیتاب نہین

دیکھ بتخانے مین تصویر کا عالم ای شیخ
یان مصلا نہین منبر نہین محراب نہین

آنکھ لگتی ہی تو کہتے ہین کہ نیند آئی ہی
آنکھ ایسی جو لگی پھر انہین خواب نہین

راز دل کس سے کہون حضرت ناصح کہیے
جو مرے دوست ہین کیا غیر کے احباب نہین

نامہ بر مجھسے یہ کہتا ہی کہ تم تو کیا ہو
بادشہ بھی تو وہان قابل القاب نہین

نہ بٹے مجھسے حال پیر روئے ولے
عیش کیسا کہ یہاں غم کے بھی اسباب نہیں

مجھسے بیتاب کی میت پہ ملیں کیوں کافور
کیا میسر مرے احباب کو سیماب نہیں

جستجو چاہیے گو خون جگر ہی ملجائے
رزق انسان کا کیا سہل نایاب نہیں

اپ پوچھتے کیا ہو کہ دیکھا شب وعدہ کیا کیا
ہمسے تعبیر بن آئے وہ ہر خواب نہیں

موت اب کے پہ قاتل میں کھڑی ہی کب سے
یہ بھی قسمت کی تری ہی کہ دل بیتاب نہیں

طعنے دینے کو محبت میں برا کہنے کو
کونسے روز یہاں مجمع احباب نہیں

حال دل جب سے کہا اوسنے کہا بس خاموش
داغ اس درد کے سننے کی ہمیں تاب نہیں

۱۶۴

کیا کیا فریب دلکو دیے اضطراب میں
اونکی طرف سے آپ لکھے خط جواب میں

شوخی نے تیری تجکو ڈال دیا اضطراب میں
کچھ تمکنت کا لطف نہ دیکھا شباب میں

ہی پائدار رشتۂ عمر مسیح سے
میرا بھی تار جیب لگا نا نقاب میں

کچھ شان مغفرت سے نہیں دور زاہدو
ڈوبیں گناہ بادہ کشوں کے شراب میں

کیا جانیں کیا سکھائینگے اونکو صلاح کار
ہر روز گفتگو ہی نئی میرے باب میں

ہی اہل حشر جمع ہیں یاں ہر طرح کے لوگ
دو کچھ صلاح مجھکو طبیعت کے باب میں

حوروں کا انتظار کرے کون حشر تک
مٹی کی بھی ملے تو روا ہی شباب میں

پیر مغاں کی دلشکنی کا رہا خیال
داخل ہوا ہوں توبہ سے پہلے ثواب میں

ہر وقت انتظار طلب میں ہیں مستعد
رہتا ہی ایک پاؤں ہمارا رکاب میں

گر وہ نہ آئینگے تو اجل آئیگی ضرور
تسکین ملی ہوئی ہی مرے اضطراب میں

جی چاہتا ہی چھیڑ کے ہوں اوس سے ہمکلام
کچھ تو لگیگی دیر سوال و جواب میں

دنیا کی باز پرس سے ابتک نہین نجات
اولجھا ہوا ہون حشر کے دن بھی حساب مین

کوئی گلہ کریگا نہ غصے کی بات کا
کہنا ہو جو کسیکو وہ کہہ لو عتاب مین

رکھنا قدم تصور جانان سنبھال کر
کائی ہی جابجا مری چشم پر آب مین

ای شیخ جو بتائے می عشق کو حرام
ایسے کے دو لگائے بھگو کر شراب مین

۱۶۵ ای داغ کوئی مجھسا نہوگا گناہگار ۱۱
ہی معصیت سے سیر جہنم عذاب مین

سوز و گداز عشق کا لذت چشیدہ ہون
مانند آبلہ ہمہ تن آبدیدہ ہون

سرو سہی ہون اور نہ شاخ خمیدہ ہون
تسلیم و راستی کے لیے آفریدہ ہون

گر تو نہو تو پھر کسی کافر کا دل لگے
دوزخ مین آرمیدہ ارم سے رمیدہ ہون

نازک مزاجیون نے مجھے تجھسا کر دیا
ای ہجر مین اپنے سے آپھی کشیدہ ہون

اللہ رے کشاکش دیر و حرم کہ مین
ظالم ہزار ہاتھ سے دامن دریدہ ہون

پروانہ پاس شمع کے بلبل ہی گل کے پاس
اک مین کہ تیری بزم مین خلوت گزیدہ ہون

بیتاب درد ہون تو دل آزار ہون
لبریز شکوہ ہون تو زبان بریدہ ہون

افتادگی پہ بھی نہ گئی اوسکی جستجو
گویا زمین پہ سایۂ مرغ پریدہ ہون

ای آرزوے تازہ نکر مجھسے چھیڑ چھاڑ
مین پاے شوق و دست تمنا بریدہ ہون

صیاد پر ہون بار تو ہون باغبان کو خار
آزاد دام و تا بہ چمن نارسیدہ ہون

۱۶۶ ای داغ جسکے واسطے روز جزا بنا ۱۲
وہ کون ہی وہ مین ہی تو آفت رسیدہ ہون

الہی کیا کرین ضبط محبت ہم تو مرتے ہین
کہ نالے تیر بن بنکر کلیجے مین اوترتے ہین

جفا پر جان دیتے ہین ستم پر مرتے ہین
یہ ناکام محبت سچ تو یہی کام کرتے ہین

کہین کیا ہم پہ جو صدمے گذرتے ہین گذرتے ہین
لگایا جسکو گھڑی دل اوسکو گھڑی یاد کرتے ہین

تماشا جیسے دیکھا ہے مرے دل کے تڑپنے کا
تماشا ہے کہ وہ اپنی نظر سے آپ ڈرتے ہین

پے تعظیم اوٹھتی ہے قیامت کرکے جا انکے
اجل کہتی ہے بسم اللہ جہان ہم پاؤن دھرتے ہین

بڑھایا ہمنے دل اوسکا یہ کہکر دم بسمل
لگا چل تیغ ای قاتل کہین بسمل بھی ڈرتے ہین

فرو ہے نامہ دلبر مین کیا جسوقت پڑھتا ہون
تو سنکر کاتب اعمال اوسکو حفظ کرتے ہین

ہوا نا منفعل ای ناخن غم تیغ قاتل سے
کہ رنگ گر کے یہ کہتا ہے جگر کے زخم بھرتے ہین

نہین آتے نہ آئین وہ گئے اب تو ان جانے
تجھی پہ آج ہم ای بیقراری صبر کرتے ہین

تہ خنجر یہ کہتا تھا ستمگر سے گلو اپنا
جو یون کٹ کٹکے لڑتے ہین کب گھٹ گھٹ کے مرتے ہین

تسلی دلدہی دلجوئی اک حیلہ بہانہ ہے
مرا دل دیکھتے ہین جو دل پر ہاتھ دھرتے ہین

نہ پوچھو کچھ مصیبت دردمندان محبت کی
خدا پر خوب روشن ہے گذر جسطرح کرتے ہین

قیامت ہے کیون گذرے ہمین ان سنگدلون ہو
سنا جس رہگذر کو یہ ادھر سے وہ گذرتے ہین

یہانتک بدگمان ہین میرے مرغ نامہ سے بروہ
کہ پہلے ذبح کرتے ہین تو پیچھے پر کترتے ہین

خدا ہے کوئی پوچھے حشر مین ہمسے تو آگے
کہ وان تم کسپہ مرتے تھے کہین ہم اسپہ مرتے ہین

ہم اس غفلت کے صدقے کوئی دم چھٹتے تو ہین غمسے
کہ جسدم ہوش آتا ہے تو پھر ہم فکر کرتے ہین

مرے ہر زخم دلبر پہ نصیبی سی ہنستی ہے
وہ کسکی شور بختی سے نمکدان اپنا بھرتے ہین

گلی کوچہ مین ستے تنے اشتہار عشق پھیلائے
گرا اوڑا اوڑ کر مرے مکتوب کے پرزے بکھرتے ہین

کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش و مسرت کا
اب اسمین حسرت و شوق و تمنا سیر کرتے ہین

زبان سے گر کیا بھی عہد تونے تو یقین کسکو
نگاہین صاف کہتی ہین وہ کیون وعدے مکرتے ہین

کبھی چھلکتا ہون شیشے پر کبھی گرتا ہون ساغر پر
مری بیہوشیون سے ہوش ساقی کے بگڑتے ہین

الٰہی دیدۂ و دل تو نہ ٹھہرے رہگذر ہو کے
کہین حسرت گذرتی ہی کہین صدمے گذرتے ہین

کوئی کہدے کہ تمنے دل لیا پھر دیکھیے کیا کیا
اوچھلتے ہین اکڑتے ہین ٹہلتے ہین سنورتے ہین

ادا بیساختہ اون گیسوؤن کی کچھ نرالی ہی
بنانے سے بگڑتے ہین سنوارے سے بکھرتے ہین

تمھاری بدمزاجی سے ہمین کیونکر نہ خوف آئے
مثل مشہور ہی صاحب سے سب ہی ڈرتے ہین

ستم دیکھو یہان ربخ پر کہتا ہی وہ ظالم
یہ صدمہ تو نہین آخر کسی پر ہم بھی مرتے ہین

۱۹۶ نہ پوچھو داغ ہمسے انتظار یار کی صورت ۱۱
یہ آنکھین جانتی ہین خوب جو نقشے گذرتے ہین

اس چمن مین گو برنگ سبزہ بیگانہ ہون
گل ہی رنگین کہ مین اپنے رنگ کا دیوانہ ہون

مین تو ہر انداز معشوقانہ کا دیوانہ ہون
گل پہ بلبل ہون اگر تو شمع پر پروانہ ہون

غفلت خوابیدگان خاک کے اور ہین ہوش
مین شراب بیخودی سے اسقدر مستانہ ہون

مجھپہ سو سو ظلم دل کے واسطے اک اضطراب
اور پھر کہتا ہی مین ہی عشق مین دیوانہ ہون

غیر ناکامی ہوا حاصل نہ اس میخانے مین
جا بجا ہی حسرت لبریز مجھ مین پیمانہ ہون

جسپہ عاشق ہی صبا اوس خاک کا ذرہ ہون مین
برق جسپر لوٹ ہی اوس کشت کا مین دانہ ہون

کر رہینگی کام کچھ آخر مری ناکامیان
جسقدر نادان ہون اوتنا ہی مین فرزانہ ہون

مجھسے اے گبر و مسلمان کس لیے ناآشنا
قابل مسجد نہ ہرگز لائق بتخانہ ہون

وصل کی گرمی بھی ہی بار اپنی نازک طبع پر
شمع سے کافور ہو جاتا ہون پروانہ ہون

مین اگر ہمدرد کے دلمین ہون تو اک درد ہون
مین زبان پر شہر بانکے ہون تو اک افسانہ ہون

ہی سراسر تیرگی اے داغ میری دشمنی

۱۶۸ گو چراغ خانہ ہون پر آفت کاشانہ ہون ۱۱

تیرا چرچا ہوا نہ کس کس مین
مین بنا چور اونکی مجلس مین

ہاے کس طور سے بنے وہ کام
ہو قدم دل کا درمیان جس مین

ہی کسیکا تو انتظار تجھے
آنکھ لگتی ہی تیری نرگس مین

دل کا ویرانہ ہو گیا لیکن
اب بھی ہی تیری آرزو اس مین

درہم داغ دل کو ہاتھ لگا
ال آیا ہی دست مفلس مین

دل بیتاب کے تڑپنے سے
آگئی جان جسم بیحس مین

ہم ستم سے بھی خوش ہین اے ظالم
وہ ستم کوئی لطف ہو جس مین

آنکھ اوسکی صبا نے دیکھی تھی
ڈال دی خاک چشم نرگس مین

تمپہ عاشق نہون تو کسپہ ہون
تم مین جو بات ہی وہ ہی کس مین

گر کہا تم گلے سے مل جاؤ
ل گیا زہر کونسا اس مین

۱۶۹ مجھکو دشمن سے کیا گلہ اے داغ
انس پاتا نہین ہون مونس مین ۹

جب کہا اور بھی دنیا مین حسین اچھے ہین
کیا ہی جھنجھلا کے وہ بولے کہ ہمین اچھے ہین

نہ اوٹھا خواب عدم سے ہمین ہنگامہ حشر
گر پڑے جیسے ہم زیر زمین اچھے ہین

کس بھروسے پہ کرین تجھسے وفا کی امید
کون سے ڈھنگ ترے جان حزین اچھے ہین

خاک مین آہ ملا کر ہمین کیا پوچھتے ہو
خیر جس طور رہین ہم خاک نشین اچھے ہین

ہمکو کوچے سے تمہارے نہ اوٹھالے اللہ
صدقے بس خلد کے کچھ ہم تو یہین اچھے ہین

نہ ملا خاک مین تو ورنہ پشیمان ہوگا
ظلم سہنے کو ہم اے چرخ برین اچھے ہین

دلمین کیا خاک جگہ دون ترے ارمانونکو | کہ مکان ہی یہ حسرت کا اور مکین اچھے ہین
مجکو کہتے ہین رقیبونکی برائی سنکر | وہ نہین تجسے برے بلکہ کہین اچھے ہین

۱۷۰

بت وہ کافر ہین کہ ای داغ خدا ہی بچائے
کون کہتا ہی یہ غارت گر دین اچھے ہین

۱۹

پھر دین عجب ادائین اوس شوخ سیمتن مین | ایک ترچھا سادگی مین ایک سیدھا بانکپن مین
مطلب کی چھیڑ اونسے پنہان سخن سخن مین | سچ یہ کہ داغ یکفن یکتا ہی اپنے فن مین
جیسے لیا ہی مینے ای شوخ نام تیرا | مشکل ہوا زبان کو رہنا مرے دہن مین
مین سر بسر ہون شکوہ ای تیغ یار تجھسے | سو سو گلے بھرے ہین اک ایک عضو تن مین
مین ناتوان نہ پہنچا مرکر بھی تا بمنزل | زنجیر ہی مجھے وہ جو تار ہی کفن مین
پوچھو نہ کچھ کدورت اس اغدار دل کی | آتی ہی خاک لینے آندھی اسی چمن مین
یہ گرم سرد عالم دیکھین دکھائین کیا اب | شعلے تھے پیرہن مین کافور ہین کفن مین
دست جنون ہمارا چھوڑے نہ تار باقی | گر دامن قیامت پیوند ہو کفن مین
آفت ہی میکشون کا پیاسا ہلاک ہونا | پھرتی ہی روح میری ساقی کی انجمن مین
مجنون کا حوصلہ تھا جو راز دل چھپاتا | اک مشت استخوان بھی رکھے نہ پیرہن مین
میت پر آئینگے وہ یان دم ہی مجھ مین باقی | یارو لپیٹ دینا زندہ مجھے کفن مین
اچھی پھبی اسیری مجھسے شکستہ دل کی | اچھا شکن بڑھایا گیسوے پر شکن مین
اس رنج بیکسی کی یارب خبر نہ پہنچے | جائے نہ شام غربت سر پیٹتی وطن مین
خط کو کمر سے باندھا آخر تو بوجھ اوٹھایا | میری زبان بھی رکھلائے نامہ دہن مین
ہی چارہ ساز گلچین گلہای داغ دل کا | شامت بہار کی ہی آئی جو اس چمن مین

اک دن حریف محشر ہونا ہی اس سبب سے — پھرتے ہین وہ نقشے وہ چشم سحر فن مین
یہ شوق خودنمائی کیا کچھ جنون سے کم ہی — بیتاب تجکو لایا خلوت سے انجمن مین
یہ کیا کہ دلمین آؤ تو خاک مین ملاؤ — رونق ہوا انجمن کی بیٹھو جب انجمن مین

۱۷۱ ای داغ ہم نہایت تنگ آگئے ہین طبیعت
جو دم خوشی سے گذرا یاران ہموطن مین ۹

ساز یہ کینہ ساز کیا جانین — ناز والے نیاز کیا جانین
شمع رو آپ گو ہوئے لیکن — لطف سوز و گداز کیا جانین
کب کسی در کی جبہہ سائی کی — شیخ صاحب نماز کیا جانین
جو رہ عشق مین قدم رکھین — وہ نشیب و فراز کیا جانین
پوچھیے میکشون سے لطف شراب — یہ مزہ پاکباز کیا جانین
بلبے چتون تری غضب کی نگاہ — کیا کرینگے یہ ناز کیا جانین
جنکو اپنی خبر نہین ابتک — وہ مرے دل کا راز کیا جانین
حضرت خضر جب شہید نہون — لطف عمر دراز کیا جانین

۱۷۲ جو گذرتے ہین داغ پر صدمے
آپ بندہ نواز کیا جانین ۳

مانا کہ لطف عشق مین ہی ہم مگر کہان — کیا سوجھتا نہین کہ پڑی ہی نظر کہان
زاہد مری شراب کے چسکے ہی اور ہین — توبہ سے طہور مین ایسا اثر کہان
بھرتا ہزار غنچہ پیکان کو توڑ کر — آتا مگر یہ دامن زخم جگر کہان
ای آہ دلمین رہ کہ جو پردہ ہے ترا — جاتی ہی دوڑ دوڑ کے تو بے اثر کہان

الفت جتا سیے تو غلط جھوٹ نا درست / دل مانگیے تو کہتے ہین کیسا کدھر کہان
تھم تھم کے وار کر کہ مرا درد مٹ نجائے / جب مین نہین تو لذت زخم جگر کہان
بھولا ہون راہ فرط محبت مین دیکھیے / ہوتی ہی آج شام غریبی سحر کہان
اب آہ بے شرر سے جلے خاک آسمان / نکل ہی نہین شہر مین ہمارے شرر کہان
اوس زلف مین بھی اے دل مضطر ٹھہر سکا / خانہ خراب تیرے ٹھکانے کو گھر کہان
بیٹھے ہین یار کنکی خبر کیا ہین بیخبر / یہ تو کہین ہم اس سے رہے بیشتر کہان
صورت مین اتحاد تو سیرت مین اختلاف / تجھسا ہوا اور تجھسا نہو وہ بشر کہان
آغاز شوق مین نہین انجام کی خبر / اس ابتدا کی دیکھیے نکلی خبر کہان

۱۴۳ میخانے کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ / ہر ایک پوچھتا ہی کہ حضرت ادھر کہان ۱۱

دلمین گھر یار کے پیکان کیے بیٹھے ہین / مجھپہ قبضہ مرے مہمان کیے بیٹھے ہین
تیرے وعدے کے جو ارمان کیے بیٹھے ہین / تین دن پہلے ہی سامان کیے بیٹھے ہین
اللہ اللہ رے اوٹھین مری نظر سے پرہیز / کہ رقیبون کو نگہبان کیے بیٹھے ہین
اسطرح بیٹھے ہین سر کاٹ کے میرا سر بزم / مجھپہ گویا کہ وہ احسان کیے بیٹھے ہین
ایسی وحشت نہین اپنی کہ ہو محتاج بہار / پہلے ہی چاک گریبان کیے بیٹھے ہین
منہدی ملنے کے بہانے ہین عبث لو بیٹھے / آج اغیار سے پیمان کیے بیٹھے ہین
دیکھا ای دشمن ایمان کہ وفا پر تیری / کسقدر صبر مسلمان کیے بیٹھے ہین
دیکھیے کون گرفتار بلا ہوتا ہی / آج وہ زلف پریشان کیے بیٹھے ہین
اب ہی کیا ہم مین جو لیگی نگہ ناز تری / پہلے ہی جان کا نقصان کیے بیٹھے ہین

حسرت و یاس و تمنا کے لیے اک دل تھا — ہم اوسے پہلے ہی ویران کیے بیٹھے ہین

۱۷۴ ۹

حضرت داغ کو پھر کیا کہین وحشت اوچھلی
آج گھر کو جو بیابان کیے بیٹھے ہین

نالے کرنے دل ناکام برے ہوتے ہین — کہ برے کامون کے انجام برے ہوتے ہین

ذبح کیجے نہ مجھے مین تو یونہین مرتا ہون — آپ کیون لیکے یہ الزام برے ہوتے ہین

خوب پہچان اہل ہوس کیا کہ نہین پختہ مزاج — ہر یہ خطا ہر ثمر خام برے ہوتے ہین

ہو تسلی تو گذارون شب ہجران ساری — طور میرے تو سر شام برے ہوتے ہین

چھیڑ معشوق سے کیجے تو ذرا تھم تھم کر — روز کے نامہ و پیغام برے ہوتے ہین

مہربانی نہ کرو اور غضب آئے گا — اس بھلائی مین ہر کام برے ہوتے ہین

ہر قدم ہکو رہ عشق مین اک منزل ہی — طور اپنے سر ہنگام برے ہوتے ہین

راہ پر حضرت زاہد کو لگا ہی لاے — سچ تو یہ ہی کہ مے آشام برے ہوتے ہین

۱۷۵ ۱۱

درہم داغ ہنو داغ کو کس طرح عزیز
چارہ گر مفت کے کیا دام برے ہوتے ہین

پھرا پیام مرا اپنا خراب رستے مین — دیا نصیب نے اچھا جواب رستے مین

وہ یون رقیب سے ہو بے حجاب رستے مین — کرے جو سامنے بھی اجتناب رستے مین

یہ پیچ ہی راہ محبت بڑی ہی ٹیڑھی کھیر — نہ آئے خضر کبھی اس خراب رستے مین

وہ گھر پہ آکے مرے عوض جان بھول گئے — رہا وہ رستے کا سارا حساب رستے مین

بھٹکتے پھرتے ہین اوس رہگذار مین عاشق — مسافرون کی ہی مٹی خراب رستے مین

لگا کے بات نہین ہے آئے ہم اونھین گھر تک — ہزار ہمسے ہوئے گو عتاب رستے مین

عجب نہین کشش دل سے میرے اے قاصد
ملے اگر تجھے خط کا جواب رستے مین

گلی سے یار کی ہم اوٹھکے چل چکے تھے مگر
مچل گیا دل پر اضطراب رستے مین

یقین ہے زندہ نہ پہونچینگے کوی جانان تک
جو شوق کا ہے یہی اضطراب رستے مین

وہ رستہ کاٹکے چلتے ہین اسلیے مجھسے
کہ چھپ سکے نہ یہ خانہ خراب رستے مین

بغل مین داب کے چل عدم کو شیشۂ مے
ملیگی داغ نہ تجھکو شراب رستے مین

زاہد نہ کہہ بری کہ یہ مستانے آدمی ہین
تجھکو لپٹ پڑینگے دیوانے آدمی ہین

غیرونکی دوستی پر کیون اعتبار کیجے
یہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی ہین

جو آدمی پہ گذری وہ اک سوا تمہارے
کیا جی لگا کے سنتے فسانے آدمی ہین

کیا چور ہین جو ہمکو دربان تمہارا ٹوکے
کہہ دو کہ یہ تو جانے پہچانے آدمی ہین

مے بوند بھر پلاکر کیا ہنس رہا ہے ساقی
بھر بھر کے پیتے آخر پیمانے آدمی ہین

تمنے ہمارے دلمین گھر کر لیا تو کیا ہے
آباد کرتے آخر ویرانے آدمی ہین

جب داور قیامت پوچھیگا تمپہ کھلکر
کہدینگے صاف ہمتو بیگانے آدمی ہین

ناصح سے کوئی کہدے کیجے کلام ایسا
حضرت کو تا کہ کوئی پہچانے آدمی ہین

ہین وہ بشر کہ جیسے ہر آدمی کو نفرت
تم شمع وہ کہ تمپر پروانے آدمی ہین

محفل بھری ہوئی ہے سودائیون سے اوسکی
اوس غیرت پری پر دیوانے آدمی ہین

شاباش داغ تجھکو کیا تیغ عشق کھائی
جی کرتے ہین یہی جو مردانے آدمی ہین

جو تنگ ہو کہ گلشن کشا مین آئین
تمہیں رحمت ہو مین تو یہ بلا مین آ مین

مجھپر افلاک سے میری ہی بلائین آمین
سیفیان پڑھتی ہوئین پھر کے دعائین آمین

موت نے مجھکو پکارا کہ مرے قاتل نے
آئیے آئیے مقتل سے ندائین آمین

کسکی زلفین مجھے یاد آئین شب ہجر انیس
کہ بلائین مری لینے کو بلائین آمین

آئے دلمین بھی وہ ہمراہ نگہبانون کے
برچھیان تانے ہوئے ساتھ ادائین آمین

جب ہوئی خاک مری جمع سر کوچہ مین
شرط باندھے ہوئے اور اڑکے ہوائین آمین

گو محبت سے مرے خاک نہ آیا مجھکو
اسپہ مرتا ہون کہ تمکو تو ادائین آمین

ہان ہی اونکو کرم پر کہ نہین جسکا حساب
کس خطا وار کی گنتی مین خطائین آمین

کیا بڑی بات تھی باتونمین اوسے بہلانا
تنگ گلے آئے زبان پر نہ دعائین آمین

کوے قاتل کی زمین پر جو رکھا ہے قدم
آسمان سے مرے ماتم کی صدائین آمین

آنہ دیکھتے ہی بیٹھ گئے تھام کے دل
پھر کہا آہ مجھے کیون یہ ادائین آمین

داور حشر سے ابتک ہے امید انصاف
کیا کرینگے جو پسند اوسکی جفائین آمین

درد دل کچھ نہ کھلا داغ مگر وقت اخیر
داد بیداد کی دو چار صدائین آمین

ہم تری بزم سے اے یار چلے جاتے ہین
ایسے چلے جاتے ہین ناچار چلے جاتے ہین

اوسکا کچھ ہے کہ یہی عرصۂ محشر یارب
سیکڑون طالب دیدار چلے جاتے ہین

حسرت دل کی قضا آئی ہے اوس کوچے مین
کہ یہ دو ڈرے اوٹھے ہر بار چلے جاتے ہین

مرض عشق سے بگڑا ہون کچھ ایسا کہ مجھے
دور سے دیکھکے غمخوار چلے جاتے ہین

منتظر دیر سے ہین جلوہ دکھا دے ظالم
ورنہ یہ طالب دیدار چلے جاتے ہین

اسطرح جاتے ہین اوس بزم مین دل لیکے ہاتھون
کہ بندے جیسے گنہگار چلے جاتے ہین

بل بے ضد آپکی اسدرجہ ہٹ اب کہ رواج
آجتک وصل کے انکار چلے جاتے ہین

گرچہ سو سو ہین تغافل کہ نجانے کوئی
اون نگاہون کے گردار چلے جاتے ہین

ہم نہین جانتے کچھ دیر و حرم کا رستہ
ہم بھی عشق مین سرشار چلے جاتے ہین

بھولکر راہ چلے آئے ہین بس بخشو
ہم خطاوار گنہگار چلے جاتے ہین

۱۷۹ ۱۱
داغ اس ضعف نے کی اپنی یہ منزل کھوٹی
ہم رہے جاتے ہین سب یار چلے جاتے ہین

شوخی نے تیری کام کیا اک نگاہ مین
صوفی ہے بتکدے مین صنم خانقاہ مین

آنکھین بچھائین ہم تو عدو کی بھی راہ مین
پر کیا کرین کہ تو ہی ہماری نگاہ مین

بڑھتا ہون آگے پوچھکر اوس سے مقام عشق
جو فتنہ مجھ غریب کو ملتا ہے راہ مین

دلمین سما گئی ہین قیامت کی شوخیان
دو چار دن رہا تھا کسیکی نگاہ مین

راتین مصیبتون کی جو گذرین تمھین آجتک
ماتم کو آئے ہین مرے روز سیاہ مین

اوس توبہ پر ہے ناز تجھے زاہد اسقدر
جو ٹوٹ کر شریک ہو میرے گناہ مین

آتی ہے بات بات مجھے یاد بار بار
کہتا ہون دوڑ دوڑ کے قاصد سے راہ مین

تاثیر بچکے سنگ حوادث سے آئے کیا
میری دعا بھی ٹھوکرین کھاتی ہے راہ مین

کیسا نظارا کسکا اشارا کہانکی بات
سب کچھ ہے اور کچھ نہین تیری نگاہ مین

جو کینہ آج ہے ترے دلمین ستم شعار
جائیگا کل ہی تو دل دادخواہ مین

۱۸۰ ۱۱
مشتاق اس صدا کے بہت دردمند تھے
اے داغ تم تو بیٹھ گئے ایک آہ مین

بھولے بھٹکے جو کبھی گھر مین مرے آتے ہین
اپنی تقدیر کے چکر مین چلے آتے ہین

مجھمین تاثیر ہو گر اے کشش دل کچھ بھی / تو وہ ڈرتے ہوئے دم بھر مین چلے آتے ہین

وحشت ایسی ہے کہ سائے سے بھی مین کہتا ہون / آپ کیون میرے برابر مین چلے آتے ہین

ہمسری کون کرے فتنہ خرامی سے تری / سیکڑون کبک سے ٹھوکر مین چلے آتے ہین

چشم بد مست سے پھر ہمسکو نہ دیکھو دیکھو / غش یہان ایک ہی ساغر مین چلے آتے ہین

روز سنتے ہین نیا ایک نہ اک شیدائی / نام نکلے ترے دفتر مین چلے آتے ہین

سیر بازار بھی ہے اونکے لیے ایک شکار / دل بندھے زلف معنبر مین چلے آتے ہین

آپ حسرت ہین نہ ارمان ہین نہ سوز و گداز / کسلیے پھر دل مضطر مین چلے آتے ہین

تشنہ جان وہ ہون دم ذبح کہ اے قاتل دیکھ / جوش آب دم خنجر مین چلے آتے ہین

تھک کے بیٹھون بھی جو وحشت مین تو سر پھرتا ہے / پاؤن کے چرخ مرے سر مین چلے آتے ہین

۱۸۱ داغ جا کر نہ پھرے سوئے عدم اپنے رفیق / ہم یہ سمجھے تھے کہ دم بھر مین چلے آتے ہین ۱۳

کشتۂ یاس ہون مقتول تمنا ہون مین / اور اس زندگی عشق پہ مرتا ہون مین

کچھ خبر ہی نہین اللہ ری مری بیخبری / کسکا مشتاق ہون مین کون ہون کیا ہون مین

نظر آتا نہین اے جوش سرشک اپنا شباب / کشتی نوح نہین ہون کف دریا ہون مین

ظالم و قاتل و سفاک و غضبناک ہو تم / عاشق و شیفتہ و والہ و شیدا ہون مین

مین اٹھون تو طرف غیر نگاہین اوٹھین / مگر اوس بزم مین اوس چشم کا پردا ہون مین

تو دہ تیر حوادث نہ کرین کیون افلاک / کہ اسی واسطے ہون خاک کا پتلا ہون مین

شمع سان گھلتے ہی گھلتے سحر آجائیگی / اے شب ہجر کوئی منہ کا نوالا ہون مین

داب کر تجکو بغل مین دل مضطر لیجاؤن / پر یہ ڈر ہے نہ رقیبونمین تماشا ہون مین

آپ کی جنبش لب نے تو کیا کام تمام
اسی اعجاز پہ کہتے تھے مسیحا ہون مین

جان دینے پہ اجازت ہو وہان بسم اللہ
دل بیتاب پہ لو فاتحہ پڑھتا ہون مین

آرزو نکلے رہا ہون کہ نکالے نہ فلک
اوس گلی مین ہمہ تن آج تمنا ہون مین

چپ رہ ناصح مشفق مجھے غافل نہ سمجھ
ہان کہے جاؤ جو کہتے ہو دلمین یہی سنتا ہون مین

۱۸۲
داغ کیا پوچھتے ہو مین نہین کچھ کہہ سکتا
خیر جس حال مین ہون شکر ہی اچھا ہون مین
۱۱

دل مہجور کو آزردہ جو پاتا ہون مین
اپنے روٹھے کو شب و روز مناتا ہون مین

جبہ سائی تری دہلیز پہ کچھ فرض نہ تھی
اپنے تقدیر کے لکھے کو مٹاتا ہون مین

ایک نظارۂ گلشن کی ہوس باقی ہے
رخصت اے کنج قفس پھر ابھی آتا ہون مین

فرقت یار مین بے موت جو مرجاتا ہون
ملک الموت کو دیوانہ بناتا ہون مین

دیکھنا شوق شہادت کہ جو وہ بھول بھی جائے
جرم اپنا اوسے خود یاد دلاتا ہون مین

قفس تنگ سے چھٹنا تو بہت مشکل ہے
نوچکر پر سوے گلزار اڑاتا ہون مین

میرا سامان ہے تری بزم مین ہنگامۂ حشر
اپنی تعظیم کو سو فتنہ اوٹھاتا ہون مین

آسمان ٹوٹ پڑا ہے ستم بیجا کا
یہ ہے میرا ہی کلیجا کہ اوٹھاتا ہون مین

دیکھکر شکل زبون اوس سے نہ دل پھر جائے
اسلیے آئینے سے آنکھ چراتا ہون مین

چپ کھڑا ہون پس دیوار جو اوس کوچہ مین
شور محشر کی طرف کان لگاتا ہون مین

۱۸۳
کتنے ہمدرد ہوا خواہ ہین کم نتوا ہی داغ
پر یہ کوئی نہین کہتا اوسے لاتا ہون مین
۹

باغ مین گل کھلے جاتے ہین کہ وہ آئے ہین
اونگلیان سرد ہوا دو کہتا ہین ہمدرد آئے ہین

جان مشتاق مری آنکھون مین آجاتی ہے
یار جب مژدہ سناتے ہین کہ وہ آتے ہین

جیتے جی کون عیادت کے اوٹھائے احسان
اسلیے جان سے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین

دیر قاصد کو لگی اے دل مشتاق جمال
دیکھیے ہمکو بلاتے ہین کہ وہ آتے ہین

سیکڑون دو قدم آگے ہین جلو مین فتنے
ساتھ اک حشر کو لاتے ہین کہ وہ آتے ہین

ساتھ دشمن کے وہ کیا آئے قیامت آئی
خاک مین ہمکو ملاتے ہین کہ وہ آتے ہین

دل و جان پاس سے جاتے ہین کہ وہ جاتے ہین
صبر و ہوش و خرد آتے ہین کہ وہ آتے ہین

نہین منظور جو بچنا تو دم چارہ گری
ہم مسیحا کو ڈراتے ہین کہ وہ آتے ہین

۱۸۴
کون آتا ہے برے وقت کسی پاس اے داغ
لوگ دیوانہ بناتے ہین کہ وہ آتے ہین
۱۱

یہ لوگ کیا اوسے رسوا تمام کرتے ہین
مرے جنازے پہ کیون ازدحام کرتے ہین

تمھارے تیغ و تبر خاک کام کرتے ہین
گلے پڑے ہی کے سو وہ دام کرتے ہین

جفا کے شکوے پہ صاحب نگاہ کیون پھیرے
جواب دو ہمین تمسے کلام کرتے ہین

وہ ناتوان ہون مین میرے کاتب اعمال
صریر خامہ کی بھی روک تھام کرتے ہین

تری گلی سے نکلنا ہمین قیامت ہے
قدم قدم پہ ہزارون مقام کرتے ہین

نہین ہے عذر اونھین جن ستم رسیدونکے
وہان وہ چرخ کو قائم مقام کرتے ہین

وہی تو عشق کہ جو قیس و کوہکن نے کیا
یہ کام خوب تمھارے غلام کرتے ہین

الٰہی غیر نے کی کونسی وفاداری
کہ آج وہ مجھے جھککر سلام کرتے ہین

جفا مین کیونکر اونھین سیکھو جان و دل ہے غرض
عدو اب اونسے ہمارا پیام کرتے ہین

وہی خیال وہی انتظار یار انھین
یہ چشم و دل کبھی میرا بھی کام کرتے ہین

۱۸۵ — ۱۱

کہاں وہ زہرہ جبین داغ پاکباز کہاں
فرشتے پر بھی یہ لوگ اتہام کرتے ہین

جوش گریہ سے یہ آنکھین پرفشان ہو گئین
اب یہی بیتابیان مشہور دوران ہو گئین

راز الفت چھپ سکا ہمسے نہ اوسکے روبرو
صاف دل کی حسرتین منہ پر نمایان ہو گئین

مر گئے ہم اک اشارے مین نگاہ ناز کے
آج اپنی مشکلین اک پلمین آسان ہو گئین

سیکڑون دل ہو گئے انداز پر تیرے نثار
سیکڑون جانین تری چتون پہ قربان ہو گئین

دن نہ پورا ہو چکا ہم ہو گئے آخر تمام
روز فرقت کی خدا کیا سخت گھڑیان ہو گئین

جب دیا اوسنے دلاسا شکو وقت ضعف زار
دل کی وہ بیتابیان سب راحت جان ہو گئین

اب کسی سے دل لگا کر ہم نہ ہونگے پائمال
جو خطائین ہو گئین اے چرخ گردان ہو گئین

واہ اے جوش جنون آخر اوچھلکر ضعف سے
اونگلیان ہاتھون کی بھی تار گریبان ہو گئین

وہ نہ آئے جب شب وعدہ نہ آئی مجکو نیند
آرزوئین دل کی سب خواب پریشان ہو گئین

شکوے غیرونکے اگر بیجا ہین بیجا ہی سہی
اب تو یہ گستاخیان مجھسے مری جان ہو گئین

۱۸۶ — ۱۲

داغ اب یوسف کہان لیلی کہان شیرین کہان
جو حسین شکلین تھین زیر خاک پنہان ہو گئین

دلکو بہلاؤن کہانتک کہ بہلتا ہی نہین
یہ تو بیمار سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین

آپکا زور مرے دل پہ نہ کیونکر چلتا
کیا مرا حب کا عمل تھا کہ جو چلتا ہی نہین

چمن دہر مین یہ عاشق ناکام ترا
وہ شجر ہی کہ کبھی پھولتا پھلتا ہی نہین

نالہ نکلا کبھی دلسے تو کبھی آہ و فغان
پر ترے وصل کا ارمان نکلتا ہی نہین

اوسکے ہاتھون نہو جبتک کسی مظلوم کا خون
اپنے ہاتھون مین حنا وہ کبھی ملتا ہی نہین

ہین تری راہ محبت مین ہزارون فتنے — دیکھ مجبور بجز اس راہ کے چلتا ہی نہین

دن ڈھلے آنیکا وعدہ ہی کسی سے لیکن — آج یہ دن وہ قیامت ہی کہ ڈھلتا ہی نہین

شمع کی طرح سے روتا بھی ہی عاشق تیرا — شل پروانہ فقط آگ مین جلتا ہی نہین

موم ہوتا ہی مری آہ سے پتھر لیکن — سنگدل ایک ترا دل کہ پگھلتا ہی نہین

خضر بھی تو اسی گرداب سے چکراتے ہین — ڈوب کر بحر محبت مین اوچھلتا ہی نہین

تیرہ بختی نہ گئی اپنی تو جانا ہمنے — کہ کبھی رنگ زمانیکا بدلتا ہی نہین

۱۸۷ کسطرح دل خم ابرو سے نکالون اے داغ
پڑ گیا پیچ کچھ ایسا کہ نکلتا ہی نہین ۹

حضرت دل آپ ہین جس دھیان مین — مر گئے لاکھون اسی ارمان مین

عشق جس کشتی کا ہو تو ناخدا — وہ نہ آئے کسطرح طوفان مین

اوس سے پوچھو تم مری آشفتگی — زلف کہدیگی تمھارے کان مین

میرے مرنیکی خبر سنکر کہا — واقعی کچھ بھی نہین انسان مین

گر فرشتہ وش ہوا کوئی تو کیا — آدمیت چاہیے انسان مین

دل کی قیمت اک نگہ ہی اے صنم — آ گئے جو آئے ترے ایمان مین

جسنے دل کھویا اوسیکو کچھ ملا — فائدہ دیکھا اسی نقصان مین

لیجیے دیتا ہون مین دل کے سوا — اور جو کچھ ہی مرے امکان مین

۱۸۸ کسنے ملنے کا کیا وعدہ کہ داغ
آج ہو تم اور ہی سامان مین ۱۰

کس مصیبت سے بسر ہم شب غم کرتے ہین — رات بھر ہائے صنم ہائے صنم کرتے ہین

برسون ترساتے ہین جب تیغ علم کرتے ہین
کس تکلف سے وہ تکلیف ستم کرتے ہین

دلکو ہو لاگ تو ہو کچھ کسی صورت کا لگاؤ
لطف کیسا کہ وہ اب جور بھی کم کرتے ہین

اشک خون خجلت عصیان سے نہین لیتے تاثیر
نار دوزخ کو یہ گلزار ارم کرتے ہین

ڈر سے منہ پھیرے دم ذبح نہ خنجر اوسکا
پڑھکے ہم سورۂ اخلاص کو دم کرتے ہین

شوخ تم شیفتہ ہم دونون ہین بیچین مگر
پھر ذرا صبر جو کرتے ہین تو ہم کرتے ہین

آپکو دوست کے مرنیکی خوشی یان حال
کوئی دشمن بھی جو مرتا ہے تو غم کرتے ہین

ہای اوس کشتی کی تربت کا مقدر جسکو
سجدے مٹ مٹکے ترے نقش قدم کرتے ہین

ہمین بدنام ہین جھوٹے بھی ہمین ہین بیشک
ہم ستم کرتے ہین اور آپ کرم کرتے ہین

خوف ہے اونکو یہانتک تو ہم آغوشی کا
میری تصویر کے بھی ہاتھ قلم کرتے ہین

بانکپن کرتی ہین فتنون سے نگاہین تیری
چال محشر سے ترے نقش قدم کرتے ہین

مجھسے کہتا ہے یہ احسان جتا کر ظالم
ہم سوا تیرے کسی پر بھی ستم کرتے ہین

جنکو تم داغ بڑا عہد شکن کہتے تھے
لو مبارک ہو وہ پھر قول و قسم کرتے ہین

۱۸۹ ۱۱

دل ہی تو ہو نہ آگئے کیون دم ہی ہو تو بچائے کیون
ہمکو خدا جو صبر دے تجھسا حسین بنائے کیون

تیری تلافی جفا جب نہو تا بروز حشر
عاشق نامراد عشق اپنے کئے کا پائے کیون

جملہ رفیق وہ طریق رہزن راہ عشق ہین
سایۂ خضر ہی کیون نہو ساتھ ہمارے آئے کیون

گو نہین بندگی قبول پر ترا آستان تو ہی
کعبہ و دیر مین ہے کیا خاک کسی کی اوڑائے کیون

لاگ ہو یا لگاؤ ہو کچھ بھی نہو تو کچھ نہین
بنکے فرشتہ آدمی بزم جہان مین آئے کیون

جرات شوق پھر کہان وقت ہی جب نکل گیا
اب تو ہین تنگ دامنین صبر کیا تھا ہائے کیون

رونے پہ سپید ہین رنج پہ سیر شاد ہون | چھیڑ مین کچھ تو ہو مزہ ورنہ کوئی ستائے کیون
عشق و جنون نے مجکو لاگ ہوش و خرد سے ہی نفاق | پھر یہ کہون تو کیا کہون بیٹھے ستم اوٹھائے کیون
ہان نہین غیرت رقیب خیر مین بیحیا سہی | جو نہ دوبارہ آسکے بزم سے تیری جائے کیون
فکر مین ہم تو رہ گئے اور وہ آج کہہ گئے | عیب نہین تو راز دل ہمسے کوئی چھپائے کیون

۲۰

پردۂ عشق ہو چکا داغ یہی قرار تھا
صبر پہ آہ آہ کیا ضبط پہ ہائے ہائے کیون

۲۱

کیا کہا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین | کیون یہ کیا ہے ستم غصے مین اگر کچھ بھی نہین
نہ یہ خورشید قیامت نہ یہ مہر لب عمر | کچھ تو ہو حال مگر داغ جگر کچھ بھی نہین
جوش ہے اہل ہوس کا مگر الطاف ترا | ابھی سب کچھ ابھی شعبدہ گر کچھ بھی نہین
نہ بصارت نہ اشارت نہ خجالت نہ حیا | تجھ مین تو دیکھنے کو دیدۂ تر کچھ بھی نہین
آنکھ پڑتی ہے کہین پاؤن کہین پڑتا ہی | سبکی ہے مجکو خبر اپنی خبر کچھ بھی نہین
دل ہی سینے مین نہان دل مین نہان کیا کیا کچھ | چھوڑ سکی تری دزدیدہ نظر کچھ بھی نہین
رات کی رات کا مہمان ہے مریض ہجران | صبح تم آئے تو کیا آئے سحر کچھ بھی نہین
دھوم ہے حشر کی سب کہتے ہین یونہی یونہی | فتنہ ہے اک تری ٹھوکر کا مگر کچھ بھی نہین
اونکو بیتاب کیا کچھ نہ کیا نالۂ دل | یہ تو کچھ بھی نہوا یہ تو اثر کچھ بھی نہین
نہ کرون نالہ تو کس شغل مین کاٹون اوقات | یہ تو مانا کہ یہ مانوس اثر کچھ بھی نہین
کعبے جانا بھی تو بتخانے سے ہو کر راہ ہی | دور اس راہ سے اللہ کا گھر کچھ بھی نہین
لامکان مین بھی تو کچھ جلوہ نظر آتا ہی | بیکسی مین تو ادھر اون کے جدھر کچھ بھی نہین
اک جفا تیری جو کچھ بھی نہین تو سب کچھ ہی | اک وفا میری کہ سب کچھ ہی مگر کچھ بھی نہین

خواب میں دیکھ لیا خلد کو ہمنے واعظ
اجی بس بیٹھو بھی ہاں لطف بشر کچھ بھی نہیں

کچھ ہی یاں خاک تو اک جنبش داماں کے لیے
تیری مجنوں کے لیے با دھر کچھ بھی نہیں

آئینہ دیدہ اعمیٰ ہی سہی پر اے چشم
وہ ہی کچھ دیکھتے ہیں جنکی نظر کچھ بھی نہیں

میری ہی جوشش طبیعت نے اوٹھائے ہیں فساد
خیر سے آپکی طینت میں تو شر کچھ بھی نہیں

ہنر بھی عیب ہی جب حد سے گذر جاتا ہی
اب بجز بے ہنری مجھ میں ہنر کچھ بھی نہیں

اے نگاہ غلط انداز ادھر کچھ تو سہی
اے تغافل اثر وعدہ اگر کچھ بھی نہیں

غیر کے وصل کا انکار مزہ دیتا ہی
پھر اسی طرح کہو بار دگر کچھ بھی نہیں

حشر میں کس تجمل سے ہیں اے داغ
مرے پاس بجز دامن تر کچھ بھی نہیں

دست وحشت لیے تا بہ رگ جاں نہیں نہیں
ہاتھ اوس تار میں الجھا جو گریباں نہیں نہیں

لخت دل کو نہ دو پنجہ مژگاں نہیں نہیں
ہنسے وہ پھول چنے ہیں گلستاں نہیں نہیں

تیرے اقرار میں انکار ترے ہاں نہیں نہیں
عہد میں عہد ہے پیماں کسی پیماں نہیں نہیں

بے ثباتی کے سوا اور کوئی کیفیت
میری تربت میں نہیں آپکے پیماں نہیں نہیں

راہ میں ہمسے ملا دیتی ہی شوخی اونکو
کہ ابھی ہیں ابھی چشم نگہباں نہیں نہیں

ہم نہ مدت سے یہ کہتے تھے کہ مر جائینگے
تم نہ پرسوں یہ سنتے تھے کہ پھر انساں نہیں نہیں

گل کو ملتے ترے عارض سے ملا حسن لیق
ورنہ کیا سبزہ بیگانہ گلستاں نہیں نہیں

چاک دیکھوں تجھے او چاک جگر کیا دیکھوں
اونکے دامن میں نہیں اونکے گریباں نہیں نہیں

مجھکو حیرت کا گماں دل میں تمنا کا یقین
نالہ کہتا ہی کچھ اس خانہ ویراں نہیں نہیں

پہلے تھی دل میں کھٹک اب تو ہی رگ رگ میں کسک
چین اے درد تجھے بھی شب ہجراں نہیں نہیں

جلوہ ہوش ربا دیکھ لیا اے موسی / یان تحیر مین وہ لذت ہی کہ غش آتا نہین
نگہ شوخ جو ٹھہرے تو مرا دم نکلے / نیشتر مین وہ تڑپ ہی جو رگ جان مین نہین
داد بیداد ہی گر خاطر سفاک مین ہی / درد بیدرد ہی گر اس دل ویران مین نہین
دیکھیے راہ مین ٹھوکر سے نہ کھلجائے گرہ / ایک فتنہ ہی یہ دل گوشۂ داماں مین نہین
ناز کو فتنہ بناوٹ کو بلا کہتے ہین / سادگی اک تری گنتی کسی سامان مین نہین
اب کب اس چشم نظر باز نے دھوکا کھایا / جوڑ کیا آپکے ٹوٹے ہوئے پیمان مین نہین
اف رے جلوہ کہ نہین اور نگہ شوق ہی ہیچ / دل بے پردہ کہ وہ ہی اور دل حیران مین نہین
رنگ گل نغمۂ بلبل اثر باد بہار / جیسے ہم قید ہوئے کوئی گلستان مین نہین
مانگتا قرض ترے واسطے اے چشم خیال / پر سیاہی ہی سفیدی شب ہجران مین نہین
ہو جو تاثیر تو ہیرے کی کنی ہی قاتل / کیا کرون اشک مرا تیرے نمکدان مین نہین
خار ہین بلبل و پروانہ سر بزم و چمن / یہ کھٹکتے ہوئے کانٹے تو بیابان مین نہین
اب تغافل ہی سے ہم چھیڑ کرینگے ناچار / آج لڑتی ہوئی نظرین صف مژگان مین نہین

۱۹۲ داغ ہم تربت مجنون پہ چڑھاتے چادر / پر یہان تار کفن کو بھی گریبان مین نہین ۱۰

کہان وہ گئے عیش و عشرت کے دن / مصیبت کی راتین ہین آفت کے دن
خبردار اے دل خبردار ہو / نہین اب نہین تیری غفلت کے دن
فزون روز محشر سے ہی ہر گھڑی / کٹین کسطرح تیرے فرقت کے دن
گذر جائے ہنس بول کر کوئی دم / کہ نزدیک آئے ہین رخصت کے دن
یہ افسانہ پورا تو ہو گا جبھی / جو دو چار ہونگے قیامت کے دن

ستم کرنے پہلے ہی سے اے نوجوان — ابھی آئے ہین تیرے شہرت کے دن
جوانی کو ترسا کرین خضر آپ — پھرینگے قیامت کو حضرت کے دن
بھلاوا نہ تجھے دے دیا اے اجل — بلا لینگے ہم تجھکو فرقت کے دن
وہ راتین وہ باتین وہ گھاتین غضب — جوانی مین تھے کس شرارت کے دن

۱۹۲ یہ ہی داغ کی عرض یا مصطفے ۱۳
نہ محروم ہون مین شفاعت کے دن

دست گلچین سے چھٹا آیا کف صیاد مین — مین گل بازی بنا اس گلشن ایجاد مین
کونسی خوبی نہین تیرے قد آزاد مین — شاخ ہی کیا سرو مین طرہ ہی کیا شمشاد مین
حشر مین اونکا مرا اس صورت سے ہوگا ملاپ — اہل محشر کو کٹیگا دن مبارکباد مین
یا رب انداز ستم کوئی نیا نکلا کہ آج — غش ہی وہ بیداد گر خود لذت بیداد مین
بنتی ہین تیری کمر کی کیا خیالی صورتین — کھنچتی ہین باریکیان کیا مانی و بہزاد مین
ناتوانی ناتمامی ناامیدی نارسی — ہمنے بھر رکھا ہی کیا کیا دامن فریاد مین
ہم اسیرونکی ہی اک باد صبا پرسان حال — پوچھ جاتی ہی کہ کیا باقی رہا میعاد مین
آگئے یہ گردش کہان تھی کوئی گردش زدہ — آگیا تیری نگاہ خانمان برباد مین
ہی یہی ذوق اسیری تو اسیری ہوچکی — مین نہین بھولا سمانے کا کف صیاد مین
ہی جگر مین داغ یا ہی گنج قارون نہین درم — غم ہی دلمین یا ہی قیدی قلعہ فولاد مین
عشق کے کوچے نے ہمکو وہ دکھایا ہی بہشت — حضرت آدم نے جو دیکھا نہ اپنی یاد مین
محتسب پتھر ہی دل تیرا ترے کس کام کا — ڈال دے اسکو کسی میخانے کی بنیاد مین

میرے دل سے داغ پوچھے کوئی دہلی کے

۱۹۴ ظلمت تھا دونون جہان کا اک جہان آباد ہے ۹

ہین کہان اور بزم خواب کہان | لائی ہی ہستی خراب کہان
اونسے کہدی ہی آرزو دلکی | اب مری بات کا جواب کہان
ہمنے بھی صبر دل کو دے ہی لیا | اب وہ اگلا سا اضطراب کہان
دل پہ گرمی سی تیرے ہی بلبل | یون کلیجا ہوا کباب کہان
رات اور رات بھی جدائی کی | اب نکلتا ہی آفتاب کہان
بات کرنی جسے نہ آتی ہو | بات سننے کی اوسکو تاب کہان
وعدہ حشر آپ کرتے ہین | چار دن بعد یہ شباب کہان
کافرون سے ہی جب بھری دوزخ | غیر کے واسطے عذاب کہان

۱۹۵ کعبہ و دیر مین جو داغ نہین
کچھ ہی یہ خانمان خراب کہان ۱۱

چھپے مری نگاہ مین کون مکان ہین | مجھسے کہان چھپینگے وہ ایسے کہان ہین
کھلتے نہین ہین راز جو سوز نہان کے ہین | کیا پھوٹنے کے واسطے چھالے زبان کے ہین
کرتے ہین قتل وہ طلب مغفرت کے بعد | جو تھے دعا کے ہاتھ وہی امتحان کے ہین
جسدن سے کچھ شریک ہوئی میری مشت خاک | اوس دن سے زمین پہ ستم آسمان کے ہین
قاصد یہان سے برق تھا پر ضعف راہ | بیمار کی ہی چال قدم ناتوان کے ہین
بازو دکھائے تمنے لگا کر ہزار ہاتھ | پورے پڑین تو دو بھی بہت امتحان کے ہین
ناصح کے سامنے کبھی سچ بولتا نہین | میری زبان مین رنگ تمھاری زبان کے ہین
کیسا جواب حضرت دل دیکھیے ذرا | پیغامبر کے ہاتھ مین ٹکڑے زبان کے ہین

کیا اضطراب شوق نے مجکو خجل کیا
وہ پوچھتے ہین کہیے ارادے کہان کے ہین

عاشق ترے عدم کو گئے کسقدر تباہ
پوچھا ہر ایک نے یہ مسافر کہان کے ہین

۱۹۶ ہرچند داغ ایک ہی عیار ہے مگر
دشمن بھی تو چھٹے ہوئے سارے جہان کے ہین ۱۱

کھویا گیا ہون دیکھے پتا نامہ بر کو مین
اپنی خبر کو جاون الہی کدھر کو مین

مجکو تباہ چشم مروت نے کردیا
لجائے تو چراون کیسکی نظر کو مین

بس جاؤ کیا کروگے نظر سے جگر مین چھید
لو آؤ تم ادھر کو کھڑے ہو ادھر کو مین

خاموش اب تو شکوۂ ہمسایہ نے کیا
پھر تو ہی آہ نیم شبی او رسحر کو مین

جاکر در قبول پہ چھڑکی گئی دعا
صد شکر جا کے آپ نہ لایا اثر کو مین

مہر و وفا و راحت و آرام کو رقیب
جور و جفا و کاوش و خون جگر کو مین

میرا طریق عشق جدا ہی جہان سے
چلتا ہون چھوڑ چھوڑ کے ہر رہگذر کو مین

تم تو وہ پارسا ہو کہ در تک کبھی نہ آؤ
آتا تھا منہ چھپائے کہین سے سحر کو مین

دل دیکے اونکو اور بھی امید بڑھ گئی
جانا تھا یہ کہ چھوٹ گیا عمر بھر کو مین

دونو مین ایک تو نکل آئیگا سخت جان
دیکھونگا آج دل سے لڑا کر جگر کو مین

۱۹۷ اے داغ صبح حشر تھی صبح شب جدا
جب یہ کہا کسی نے کہ جاتا ہون گھر کو مین ۹

بات میری کبھی سنی ہی نہین
جانتے وہ بری بھلی ہی نہین

دل لگی اونکی دل لگی ہی نہین
رنج بھی ہے فقط ہنسی ہی نہین

لطف مے تجھسے کیا کہون زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین

اوڑ گئی یون وفا زمانے سے — کبھی گویا کسی مین تھی ہی نہین
جان کیا دون کہ جانتا ہون مین — تمنے یہ چیز لیکے دی ہی نہین
ہم تو دشمن کو دوست کر لیتے — پر کرین کیا تری خوشی ہی نہین
ہم تری آرزو پہ جیتے ہین — یہ نہین ہی تو زندگی ہی نہین
دل لگی دل لگی نہین ناصح — تیرے دل کو ابھی لگی ہی نہین

۱۹۸ — ۸
داغ کیون تمکو بیوفا کہتا
وہ شکایت کا آدمی ہی نہین

سحر جو آئنہ پہ رشک ماہ دیکھتے ہین — نگاہ دیکھنے والے نگاہ دیکھتے ہین
کچھ اسطرح کے وہ قاتل سوال کرتا ہی — ہمارے منہ کو ہمارے گواہ دیکھتے ہین
ہمیشہ کسکی نبھی اور کسکی بنتی ہی — بنا ہے جاتے ہین جبتک نباہ دیکھتے ہین
کوئی بھی مجھسے شب وعدہ یہ نہین کہتا — اوٹھو چلو کہین جلدی سے راہ دیکھتے ہین
خدا کا خوف نہین پر بتون سے ڈرتا ہون — گناہگار نہ یہ بے گناہ دیکھتے ہین
اسی کے واسطے آنکھین خدا نے دین ہمکو — کہ روز و شب یہ سفید و سیاہ دیکھتے ہین
غرض نہین ہی اوٹھین طور کی تجلی سے — جو خوش نصیب تری جلوہ گاہ دیکھتے ہین

۱۹۹ — ۹
خدا کے واسطے لو داغ کی خبر جلدی
ہم اوسکا حال نہایت تباہ دیکھتے ہین

کیون قسم کہاتے ہو ہم جو سے باز آتے ہین — ان فریبون مین کہین واقف راز آتے ہین
یون تو آفت ہی ہر انداز پر پیارا وںکا — وہ قیامت ہین جنھین ناز و نیاز آتے ہین
کچھ نہ پوچھو جو صدا آتی ہی میخانے سے — کبھی مسجد سے جو ہم پڑھکے نماز آتے ہین

سیکھ لے ای فلک اوسکی نگہ پر فن سے
شعبدے تجکو کہان شعبدہ باز آتے ہین

قاتل اوس شوخ کے انداز قیامت ہونگے
جسکی تصویر کو سو طرح کے ناز آتے ہین

آپکی بزم سے جاتے ہین سو رنج و ملال
جی سے جانے کو ہم ای بندہ نواز آتے ہین

لاکھ تو جال بچھائے مگر آزاد فراج
تیرے پھندے مین کب ای زلف دراز آتے ہین

شمع کی طرح سے اپنا نہین جلنا ورنا
غش پہ غش ہمکو دم سوز و گداز آتے ہین

۲۰۰ ۹

ساتھ نواب کے حج کرکے پھر ہم ای داغ
ہند مین دھوم ہی مہمان حجاز آتے ہین

کبھی فلک کو پڑا دلجلون سے کام نہین
اگر نہ آگ لگا دون تو داغ نام نہین

وفور یاس نے یان کام ہی تمام کیا
زبان یار سے نکلی تھی ناتمام نہین

وہ کاش وصل کے انکار پر ہی قائم ہون
مگر اونھین تو کسی بات پر قیام نہین

الٰہی تو نے حسینون کو کیون کیا پیدا
کچھ انکی ذات سے دنیا کا انتظام نہین

سنائے جاتے ہین درپردہ گالیان مجکو
جو مین کہون تو کہین آپ سے کلام نہین

وہ آئینگے شب وعدہ یقین نہین ای دل
چراغ گھی کے جلاؤن ابھی تو شام نہین

سوا جور و جفا ماورائے بغض و دغا
بتون کے واسطے دنیا مین کوئی کام نہین

پیون پلاؤن تجھے دور ہی سے ترساؤن
یہ روز عید ہی زاہد مہ صیام نہین

۲۰۱ ۹

دبا دیا ہی سنے وہ جو آپکی باتین
رئیس زادہ ہی داغ آپکا غلام نہین

مزہ جو چاہیے اونکے ستم مین خاک نہین
جب لئے خاک اوڑا نے لگے ہم مین خاک نہین

مرے غبار کی اٹکھیلیان تماشا ہین
ابھی فلک ہی ابھی ایک دم مین خاک نہین

چلا ہی کعبے کو تو خاک چھاننے زاہد
ہمیشہ کافر و مومن پہ ظلم اٹھتے ہین
بپا ہی فتنہ خرامی سے فتنہ ہر ذرہ
بتون کے بدلے جو حورین ملین تو خاک ملین
ہمین تھے وہ جو کبھی تھے خزانۂ عرفان
ملے تھے خاک مین اسواسطے کہ یار ملے
گئے رقیب کے گھر داغ وہ شب عید
پھرا ہوا جو کسیکی نظر کو دیکھتے ہین
نظر چرا کے وہ یون ہر بشر کو دیکھتے ہین
بنے ہوئے ہین وہ محفل مین صورت تصویر
فروغ ماہ کہان یہ شب جدائی مین
تمھارے پاس کہین بھولکر نہ آیا ہو
ہمین گمان یہ ہوتا ہی ہمسکو روتا ہی
خیال بعد فنا بھی ہی دوست دشمن کا
الٰہی آج ہی پورا ہو وعدۂ دیدار
بنی ہوئی ہی لفافے پہ خط کے آنکھ اپنی
مقام رشک ہوا عرصۂ قیامت بھی
یہ رشک ہی تن لاغر سے ناتوانون کے
بتون کے واسطے دنیا نہین ہی جنت کی

فقط خدا ہی خدا ہی حرم مین خاک نہین
سوا سنگدلی اوس صنم مین خاک نہین
زمین پر ترے نقش قدم مین خاک نہین
ہمارے واسطے باغ ارم مین خاک نہین
ہمین ہین اب کے جو ڈھونڈھو تو ہم مین خاک نہین
مگر ملا ہمین ملک عدم مین خاک نہین
اثر تری تپش رنج و غم مین خاک نہین
لگا کے تیر ہم اپنے جگر کو دیکھتے ہین
کسیکو بھی نہین ثابت کدھر کو دیکھتے ہین
ہر ایک کو یہ گمان ہی ادھر کو دیکھتے ہین
چراغ لیکے فرشتے سحر کو دیکھتے ہین
ہمین تلاش ہی ہم نامہ بر کو دیکھتے ہین
کسی جگہ جو کسی نوحہ گر کو دیکھتے ہین
ہم آنکھ بند کیے ہر بشر کو دیکھتے ہین
نہین تو اور کسی جلوہ گر کو دیکھتے ہین
قدم قدم روش نامہ بر کو دیکھتے ہین
تجھی کو دیکھتا ہی جس بشر کو دیکھتے ہین
وہ کھینچ کھینچ کے اپنی کمر کو دیکھتے ہین
بہشت دیکھتے ہین جسکے گھر کو دیکھتے ہین

حیا تو دیکھیے آئینہ سے بھی پردہ ہی
وہ اپنے ہاتھ ہی پہلے سحر کو دیکھتے ہین

خدا کرے سر محشر وہ بت ہو بے پردہ
کہ ہم بھی دیکھتے ہین سب کدھر کو دیکھتے ہین

نکل نہ آئے کہین داغ آرزو ڈر ہی
وہ چھیڑ کر مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

کسی سے کچھ نہین مطلب کہ دیکھنے والے
تمھاری آنکھ تمھاری نظر کو دیکھتے ہین

۲۰۳

سکندر آئنہ اے داغ جام جم دیکھے
ہم اپنے خسرو والا گہر کو دیکھتے ہین

۱۳

شراب ناب ہی ہر رنگ کی اپنے پیالے مین
وہ طرہ کونسا گل مین ہی کیا شاخ لالے مین

قفا نہین آہ مین فریاد مین شیون نہین نالے مین
سناؤن درد دل طاقت اگر ہو سننے والے مین

نگہیون ہو لاکھ مستانہ ادا مین سیر نالے مین
گدا ہے میکدہ ہون ہر طرح کی ہی پیالے مین

بغل مین دل نہین معشوق ہی اور وہ بھی ہی کیسا
بھرے ہین قہر کے انداز اس ناز و نکے پالے مین

خبر سنکر مرے مرنے کی وہ بولے رقیبون سے
خدا بخشے بہت سی خوبیان تھین مرنے والے مین

قیامت کی خلش آفت کی کاوش قہر کی سوزش
مرے دلمین ہی حسرت ہی کا کانٹا ہی چھالے مین

کھلا جاتا ہی زاہد آرزو مین حوض کوثر کی
کوئی تصویر اوسکی کھینچدے میرے پیالے مین

تمھارا او ٹھکے آنا اور مریض غم کا مرجانا
مری جان فرق ہوتا ہی سنبھلنے مین سنبھالے مین

لباس سرخ سے ہوتا ہی کب خونین کفن کوئی
نچوڑو تو لہو کی بوند تک نکلے نہ لالے مین

عجب کیا ہی شب غم عکس سے اپنے جھجک جائے
جو دیکھے منہ یہ اپنا آئنہ لیکر اوجالے مین

یہ کیسا رنج ہی یارب ٹپکتی ہی خوشی جس سے
کہ نغمے کی ہی کیفیت ترے دشمن کے نالے مین

نگاہ شوخ ہی حلقے مین چشم شرم آگین کے
تماشا ہی کہ بجلی کوندتی ہی آج ہالے مین

ملے مجھسے تو فرمایا انھین کو داغ کہتے ہین

تمہیں ہو ماہ کامل مین تمہیں چھپتے ہو لے سینہ

رہیگا کوئی تو تیغ ستم کے یادگار روشن
کسیکی نرگس مخمور کچھ کہدے اشارہ روشن
وہ غنچہ ہون شگفتہ دل رہا کم خار روشن
جنون مین دیکھیے میدان کسکے ہاتھ رہتا ہی
بڑھی کیسین مین کچھ شوخی تو کچھ شوخی مین بیتابی
وہ شرمائی ہوئی آنکھین وہ گھبرائی ہوئی آ
عیادت کے لیے وہ بیخبر آیا کہ موت آئے
اجل کا نام لین تقدیر کو رو مین مجھے کو سینہ
دل اپنا کسکا شیدا ہی تمہارا ادا لہو شیدا
پلک اوٹھتی نہین میری طرف کیا تھک گئین آنکھین
کوئی جنت کا خواہان ہی کوئی کوثر کا طالب ہی
اسی گلشن کی کھائی ہی ہوا آتا زندگی مین
ہوا ہی غیر کے طالع مین کیا ثابت پیا
جو ہم اوجڑے ہو دو مہربان چرخ ای گلچین
پھرا جاتا ہی اوس بت کیطرف رخ اہل ایمان کا
خفا ہوتے ہو کیون عہد وفا کے ذکر پہ سچ ہی
غضب ہی اور بھی اس سادگی پر مر گئے لاکھون
لے کیا تیر ہر ہر زخم مین ہی چور ای قاتل

مرے لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سو مزار روشن
فنرہ ہی رات دن چلتی رہے پہر گار روشن
وہ کانٹا ہون کھٹکا مین سبکو گلعذار روشن
پڑی ہی آبلو مین پھوٹ اور ایکا ہی خار روشن
ہوئے تم اور سے کچھ اور آ کر بیقرار روشن
نکلکر گھر سے وہ گھر نا ترے بیمار روشن
اشارے ہو گئے کیسے مرے بیمار روشن
مرے قاتل کا چرچا کیون ہی سر کو گوار روشن
یہ کسکے جان نثار ہین تمہارے جان نثار روشن
ابھی تو ہو رہی تھین غیر سے باتین اشارہ روشن
اوڑا کرتی ہی بے پر کی ہمیشہ بادہ خوار روشن
جو مر جاؤن تو میرے پھول کرنا گلعذار روشن
نشان مشتری ملتا نہین تیرے ستارہ روشن
بجاے برگ پیدا ہون نشیمن شاخسار روشن
مسلمان اپنے قبلے سے منہ پھیرین اور روشن
نہ تم وعدہ خلاف ہو نہین ہم نے اعتبار روشن
کہا تھا کسنے بن بیٹھین وہ میرے سوگوار روشن
اجل کے ہوش گم ہوتے ہین تیرے دلفگار روشن

۲۰۵

جلانا داغ کا اچھا نہیں یہ دم غنیمت ہے
کہ ایسا باوفا اک آدھ نکلیگا ہزاروں میں

۲۱

کوئی جانے تو کیا جانے وہ کیا ہے ہنروروں میں
ستمگاروں میں عیاروں میں دلداروں میں طراروں میں

کسیکا دل تو کیا شیشہ بھی ٹوٹا بادہ خواروں میں
یہ توبہ ٹوٹکر کیوں جا ملی پرہیزگاروں میں

کہاں ہے دختر رز اے محتسب ہم بادہ خواروں میں
گئے ڈر سے وہ کافر جا چھپی پرہیزگاروں میں

ملیگا بعد میرے بھی نہ تجھسا قدرداں اسکو
قیامت تک رہیگا بخت تیرہ سوگواروں میں

ہوئی گرم عناں جب جوش صہبا عقل ہشیاروں میں
دل بیتاب بھی داخل ہوا پانچوں سواروں میں

جو ارمانوں نہیں وہ ہم سیر آتو پیکا نونہیں دل ایسا
یہ خوش ہے اپنے یاروں میں وہ خوش ہے اپنے پیاروں میں

فرشتوں سے سر روز جزا تکرار ہونی ہے
لگا رکھا ہے ہمکو بھی کسی نے جاں نثاروں میں

کوئی غنچہ دہن ہنسکر ہمیں اب کیا ہنسائیگا
بہاریں ہمنے لوٹی ہیں بہت اگلی بہاروں میں

دکھا دینگے صف محشر میں ہم کتنے نکلتے ہیں
جو پوچھا اوسنے کوئی ہے مرے امیدواروں میں

پڑیں جو تیری گردن میں وہ ٹوٹیں ہاتھ ظالم
کہ بولے غیر آتی ہے مجھے پھر لٹکے ہاروں میں

خوشی مرگ عدو کی لاکھ غم سے ہو گئی بدتر
مری آنکھوں نے دیکھا ہے کسیکو سوگواروں میں

تغافل مانع دیدار ہوگا میں نہ مانونگا
نگہ تیری تڑپکر جا ملیگی بیقراروں میں

مرا ہی دل نہو میں ہی نہوں اے مرگ یہ بھی
خدا جانے یہ کسکی فاتحہ ہے آج یاروں میں

حقیقت برق کی کیا ہے گر اوس سے بھی ڈرتے ہیں
سنبھلکر بیٹھنا جب بیٹھنا تم بیقراروں میں

خدا کے سامنے قسمیں نہ کھانا دیکھنا ڈرنا
ہمیں تو آپنے ٹھہرا دیا بے اعتباروں میں

انھیں لوگوں کے آنے سے تو میخانے کی عظمت ہے
قدم لو شیخ کے تشریف لائے بادہ خواروں میں

تری برق تجلی گر ٹھہر جاتی تو کیا ہوتا
کہاں جیتا ہوں پر لوٹ ہے امیدواروں میں

وہ ہوا اندھیر وہان عالم تہ و بالا کیسے
گر پڑے ہین زمین پر ور زلفین ہین گرہ و شکن

وہ کترا کے چلے ہین سبکی بیسی حضرت ناصح
بڑے مرشد ہین ہاتھون ہاتھ لاؤ انکو دشمن مین

مرا اختر جلایا اے فلک تجھپر گرے بجلی
شب فرقت یہ کیسی آگ روشن تھی ستارون مین

پکارا دیا کرے وہ داغ بیکس اسطرح تنہا
کہ جسکی رات دن سنسان لگ گذری بیابانون مین

کہ جاتے ہو دل لیکر یہ دلدارونکی باتین ہین
تمہاری کچھ وہ باتین ہین جو عیارونکی باتین ہین

سوال وصل پر تکرار کیا کیا لطف دیتی ہے
انھین لیے پسند اپنے خریدارونکی باتین ہین

خدا آئی ہین سب اللہ ڈالے اگر ایسی زاہد
جو باتین مستندونکی ہین میخوارونکی باتین ہین

تجلی دیکھتے ہی حضرت موسی کو غش آیا
نہ نکلی بات بھی منہ سے یہ ہشیارونکی باتین ہین

تو کہتا ہین لب اعجاز یا جادو کرین آنکھین
بظاہر فرق ہے پر ایک ان چارونکی باتین ہین

کہ عشق و جنون مین گفتگو اے ناصح نادان
ترا منہ ہے کہ تو بولے یہ سرکارونکی باتین ہین

فرشتون کی الہی کیا سنون مین قبر کے اندر
کہ میرے کان مین اب تک عزادارونکی باتین ہین

دکھا دی کسنے چشم مست جو لیتے ہو بہک اوٹھے
کہ مجھسے آج کچھ بہکی ہوئے یارونکی باتین ہین

ہنسی کی اب چھپا اے داغ لاکھون گھر آئی ہے
جسے کہتے ہو خاموشی وہ عیارونکی باتین ہین

ور سے کعبے کو دیکھے ہوئے ہم جاتے ہین
دیکھ لیتا ہے جو کوئی وہین تھم جاتے ہین

آپکے گھر سے نکالا ہین ہم جاتے ہین
پھر نہ آئینگے کبھی کھاکے قسم جاتے ہین

سنجھلا سر مرے قاصد کا قلم ہوتا ہے
غیر کو لکھتے ہین جن سے قلم جاتے ہین

دیکھتے ہی مجھے محفل مین یہ کیسے کہا
فتنے اوٹھتے ہین جہان انکے قدم جاتے ہین

یون تو دم بھر نہین اٹھا اونسے شوخی سے قرار
جب تصور مین وہ آتے ہین تو تھم جاتے ہین

مرگیا مین تو کس افسوس سے ظالم نے کہا
ہاتھ آئے ہوئے اندازِ ستم جاتے ہین

دل کا کیا حال کہون صبح کو جب اوس بت نے
لیکے انگڑائی کہا ناز سے ہم جاتے ہین

خوف عصیان ہی کہ مردون کو کفن ملتا ہی
کیسے بے چادرِ رحمت سوے عدم جاتے ہین

۲۵۸ ۱۱

حضرت داغ یہ آکر کہو قاتل سے
جس جگہ بیٹھتے ہین آپ تو جم جاتے ہین

تیری صورت کو دیکھتا ہون مین
اوسکی قدرت کو دیکھتا ہون مین

جب ہوئی صبح آگئے ناصح
انھین حضرت کو دیکھتا ہون مین

وہ مصیبت سنی نہین جاتی
جس مصیبت کو دیکھتا ہون مین

دیکھنے آئے ہین جو میری نبض
اونکی صورت کو دیکھتا ہون مین

موت مجھکو دکھائی دیتی ہی
جب طبیعت کو دیکھتا ہون مین

شب فرقت اوٹھا اوٹھا کر سر
صبح عشرت کو دیکھتا ہون مین

دور بیٹھا ہوا سر محفل
رنگ صحبت کو دیکھتا ہون مین

ہر مصیبت ہی بیمزہ شب غم
آفت آفت کو دیکھتا ہون مین

نہ محبت کو جانتے ہو تم
نہ مروت کو دیکھتا ہون مین

کوئی دشمن کو یون نہ دیکھیگا
جیسے قسمت کو دیکھتا ہون مین

۲۵۹ ۱۱

حشر مین داغ کوئی دوست نہین
ساری خلقت کو دیکھتا ہون مین

دنیا مین صد ہزار حسین اور بھی تو ہین
معشوق اک تمھین نہین اور بھی تو ہین

تیرے ہی در پہ حشر کا ہنگامہ ہی بپا
اس شہر مین مکان کہین اور بھی تو ہین

ای آہ اک فلک کو جلایا تو کیا کیا
ایسے ہزار برسرِ کین اور بھی تو ہین

نکلا نہ دل سے تیر ترا بیٹھ کر کبھی
ہونے کو ورنہ گوشہ نشین اور بھی تو ہین

کیا فرض ہی مے تو یہ زاہد ہی کو ملے
خواہانِ خلد حور برین اور بھی تو ہین

مرنا شب فراق مین جینے سے خوب ہی
بہلیگا دل کہ زیر زمین اور بھی تو ہین

کرتا ہی یون علاج کوئی درد عشق کا
تیرے علاوہ چارہ گزین اور بھی تو ہین

کیون چھوڑتی ہی جان و جگر کو تری نگاہ
سینے مین دل جہان ہی وہین اور بھی تو ہین

تینے مری خبر بھی نہ پوچھی چلے گئے
غمخوار وقت باز پسین اور بھی تو ہین

تم خواب مین بھی آئے تو منہ کو چھپا لیا
دیکھو جہان مین پردہ نشین اور بھی تو ہین

یہ رنج یہ الم ہو تو کیونکر ہو زندگی
عاشق جہان مین داغ حزین اور بھی تو ہین

نالے مین لجائے دل کر مدعا پیدا کرون
جب ستا لون ایک کو تو دوسرا پیدا کرون

کیا کہون اسد قدرت ہی تو کیا پیدا کرون
پیشتر سب سے ترے دلمین وفا پیدا کرون

آفرینش سے مری کچھ اور تو مطلب نہ تھا
مدعا یہ تھا کہ پیدا کرکے ناپیدا کرون

مین تو خواہان اجل ہون چارہ گر کو یہ تلاش
ڈھونڈھکر سارے زمانے مین دوا پیدا کرون

یہ بتا دیتے ہین دشمن کو بھی اکثر راہ دوست
خضر مر جائین تو کوئی رہنما پیدا کرون

جو زمانے سے نرالا ہو فلک سے ہو جدا
فکر ہی اونکو وہ انداز جفا پیدا کرون

روز اک دل میرے سینے مین خدا پیدا کرے
اور مین ارمان اوس دلمین نیا پیدا کرون

غیر کو میرے جلانیکے لیے پیدا کیا
وان تو یہ تھا آدمی ہر کام کا پیدا کرون

ہائی کیون آیا نہ صورت آفرین کو یہ خیال
آئینے کس کام ہین جب انکو کیا پیدا کرون

سب دکھانے کے ہین قابل دلمین جتنے داغ ہین
انکو کیا پوشیدہ رکھون کونسا پیدا کرون

۲۱۱

دلکو ہر اک داغ عمر جاودان کی آرزو
مین کہان سے چشمۂ آب بقا پیدا کرون

۹

وہ سویا بھی تو یون سویا بت عیار پہلو مین
کہ رکھکر تکیہ شب کو کھینچ لی دیوار پہلو مین

حرارت عشق کی دلمین برہمن کی [illegible]
برنگ موے آتش دیدہ ہو زنار پہلو مین

چھپایا ہے ترے تیرونکو تیری ہی نگاہون نے
ہزارون بار سینے مین ہزارون بار پہلو مین

اوسے لائین مجھے لیجائین پیغام پہونچائین
یہ کیا کرتے ہین سب بیٹھے ہوئے غمخوار پہلو مین

جگر کی ناتوانی ہین کہون یا دل کی رنجوری
ادھر بیمار پہلو مین ادھر بیمار پہلو مین

کلیجا پیٹتا ہے دل مسلتا ہے کوئی سینا
کہانسے آ گئی ظالم تری رفتار پہلو مین

مرید اے شیخ صاحب آپکو سر پر بٹھا لینگے
بٹھاتے ہین بھلا ایسونکو کب میخوار پہلو مین

یہ بجلی کی طرح تڑپے یہ بسمل کی طرح لوٹے
رہا تو کیا رہا گر دل رہا بیکار پہلو مین

۲۱۲

یہ نقشہ ہو گیا ہے داغ اب تو اونکی محفل کا
کہ ہر دم آنکھ ہی سامنے اغیار پہلو مین

۱۱

کیون نا امید ہون وہ خدا ہی بشر نہین
فردوس اعظو کوئی قارونکا گھر نہین

وہ مست ناز ہو کہ کیسیکی خبر نہین
اپنے بھی حال پر تمھین اتنی نظر نہین

آتا ہے مجکو یاد سوال وصال پر
کہنا کسی کا ہاے وہ منہ پھیر کر نہین

کیونکر یقین ہو کہ کیا وعدہ غیر سے
ہمنے سنی ہی منہ سے ترے عمر بھر نہین

دو ہوتے میرے دشمن جان ایک ہے جگر
اچھا ہوا کسی کا ترے دلمین گھر نہین

ہین صبر دے بھی لونگا دل بیقرار کو
ٹھہرے جو ایک پل وہ تمہاری نظر نہین

ثابت جو بغض و کین ہو تو آجائے مجکو صبر
پھر کیا ہو دل مین آپکے یہ بھی اگر نہین

وحشت مین شغل چاک گریبان کا ہو گیا
اب ہاتھ بھی مرا دل شیدا سپر نہین

رہتا ہو کوئی جوش جنون بے اثر کہین
وحشت کی جو نہ لے وہ مرا چارہ گر نہین

بیشک مجھے ہو عشق ترا پر خدا گواہ
جتنا ترے گمان مین ہو اسقدر نہین

۲۱۲

اے داغ کب چھپائے سے چھپتا ہو آفتاب
شہرہ کہان نہین ہو تمہارا کدھر نہین

۱۱

رخنہ گر یہ بت ہون یون اسلام مین
دخل ہو کب کسکو خدا کے کام مین

جنگ ہو ایک ایک سے آشام مین
بچ رہی تھی کسکی جھوٹی جام مین

گالیان دیکر بھڑک جاتے ہین آپ
کیا مزا ہو تلخی دشنام مین

جب وہ سنتے ہین بنا لیتے ہین منہ
مل گیا کیا زہر میرے نام مین

ناز مجسے اور دشمن سے نیاز
طاق ہو وہ فتنہ گر ہر کام مین

جب شب غم کی دعا آئی ندا
صبح محشر ہو ابھی آرام مین

دل سے وابستہ ہین لاکھون حسرتین
زلف سے بڑھکر کھنچے اس دام مین

شور یارب سے وہ کافر ڈر گیا
ہو اثر بیشک خدا کے نام مین

کوئی جانان کی زمین ہو فتنہ خیز
آسمان ہو مفت کے الزام مین

چشم دلبر نے دکھایا یہ طلسم
دل نہین دیکھا کسی کا دام مین

۲۱۳

داغ زاہد سے کہو کھنچتی ہو مے
ہو شریک اس کار نیک انجام مین

۱۴

فلک دیتا ہے جنکو عیش اُنکو غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

گلے شکوے کہاں تک ہونگے آدھی رات تو گذری
پریشاں تم بھی ہوتے ہو پریشاں ہم بھی ہوتے ہیں

جو رکھے چارہ گر کافور دونی آگ لگ جائے
کہیں یہ زخم دل شرمندۂ مرہم بھی ہوتے ہیں

وہ آنکھیں سامری فن ہیں وہ لب عیسیٰ نفس دیکھو
مجھی پر سحر ہوتے ہیں مجھی پر دم بھی ہوتے ہیں

زمانہ دوستی پر ان حسینوں کی نہ اترائے
یہ عالم دوست اکثر دشمن عالم بھی ہوتے ہیں

بظاہر رہنما ہیں اور دل میں بدگمانی ہے
ترے کوچے میں جو جاتا ہے آگے ہم بھی ہوتے ہیں

ہمارے آنسوؤں کی آبیاری اور ہی کچھ ہے
کہ یوں ہونے کو روشن گوہر شبنم بھی ہوتے ہیں

ہمارے ساتھ ہی پیدا ہوا ہے عشق اے ناصح
جدائی کس طرح سے ہو جدا توام بھی ہوتے ہیں

خدا کے گھر میں کیا ہے کام زاہد وہ خمار دیکھا
جنھیں ملتی نہیں وہ تشنۂ زمزم بھی ہوتے ہیں

نہیں گھٹتی شب فرقت ہی اکثر ہمنے دیکھا ہے
جو بڑھ جاتے ہیں حد سے وہ ہی گھٹکر کم بھی ہوتے ہیں

بچاؤں پیرہن کیا چارہ گر میں دست وحشت سے
کہیں ایسے گریبان و دامن بہم بھی ہوتے ہیں

طبیعت کی کجی ہرگز مٹائے سے نہیں مٹتی
کبھی سیدھے تمھارے گیسوئے پرخم بھی ہوتے ہیں

جو کہتا ہوں کہ مرتا ہوں تو فرماتے ہیں مر جاؤ
جو غش آتا ہے تو مجھپر ہزاروں دم بھی ہوتے ہیں

۲۱۵
کسی کا وعدۂ دیدار تو اے داغ برحق ہے
مگر یہ دیکھیے دلشاد اسدن ہم بھی ہوتے ہیں
۱۳

روح کو چین بہ ہجوم غم دلبر میں نہیں
صاحب خانہ کو آرام بھرے گھر میں نہیں

مجھکو امید ہے مشکل مری آسان ہوگی
جو رگڑ دشنے سے دلمیں ہے وہ خنجر میں نہیں

اے غم عشق نکل جا مرے دل سے باہر
ایسے مہمان کی توقیر کسی گھر میں نہیں

کس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو
یہ وہ گردش ہے جو مہر کے بھی مقدر میں نہیں

مجھکو پیدا او کرو تو بھی غنیمت جانون
تمسے امید کسیطرح کی محشر مین نہین

آپکے لطف و عنایت کا بھروسا کیا ہو
اک گھڑی بھر مین اگر ہی تو گھڑی بھر مین نہین

دل کے ٹکڑون کا مزہ حلق کی کاوش مین کہان
نگہ ناز کی تیزی دم خنجر مین نہین

لکھ لیے جاتے ہین جو شیفتہ کہلاتے ہین
کونسا نام ہی جو آپکے دفتر مین نہین

پھر اک جہان اور بنا دے یارب
ہی لب عہد شکن ابھی محشر مین نہین

سخت جانون سے جو منہ پھیر گیا ای قاتل
عرق شرم تو آب دم خنجر مین نہین

ہمہ تن درد ہو عاشق تو مزہ ہی یہ کیا
سر مین ہی لیکن نہین دل مین جو ہی سر مین نہین

مینے کیا جانیے کیون سجدہ کیا اوس بت کو
جانتا ہون کہ خدا اور ہی پتھر مین نہین

۲۱۶
غیر کی عیش سے جلتا ہی عبث تو ای داغ
اوسکی تقدیر مین ہی تیرے مقدر مین نہین
۱۱

جب سر رہگذار پھرتے ہین
وہ بہت ہوشیار پھرتے ہین

کسکی آمد ہی میری بالین پر
مضطرب غمگسار پھرتے ہین

عشق خانہ خراب کے ہاتھون
دربدر شہریار پھرتے ہین

میکدے مین عجب تماشا ہی
چار بیٹھے ہین چار پھرتے ہین

حشر مین اپنے اٹھے ہوئے یارب
کسکے تقصیر وار پھرتے ہین

بات پر اپنی جان دیوینگے
قول سے جان نثار پھرتے ہین

دن مرے ہائے دیکھیے کسدن
ای شب انتظار پھرتے ہین

صدقے ہوتے ہین شمع و اوسپر
گرد پروانہ وار پھرتے ہین

وہ ہی کوچہ ہی اوسکا ای قاصد
اک جہان بیقرار پھرتے ہین

ہاے اونکا خرام مستانہ | پہلے جب بادہ خوار پھرتے ہین

داغ کا ذکر سنکے وہ بولے | ایسے اسی ہزار پھرتے ہین

۲۰۹ ۷

کر نہ لے اپنا ٹھکانا دشمن | دوست نادان ہین وہ دانا دشمن

دیکھے گر اوسکی پلک یا اسد | تو ہو تیرون کا نشانا دشمن

دیدۂ تر نہ بہاتا آنسو | ڈھونڈھتے ہین یہ بہانا دشمن

دوست کو دوست نسمجھا تمنے | اور دشمن کو نجانا دشمن

دوستی کی نرہی پھر امید | کاش ہو جائے زمانا دشمن

دشمن جان ہین بہت پر ای عشق | مجھے جانا تجھے مانا دشمن

تم سمجھتے ہو اسے یار قدیم | دل ہوا ای داغ پرانا دشمن

۲۱۰ ۱۰

مزے عشق کے کچھ وہی جانتے ہین | کہ جو موت کو زندگی جانتے ہین

شب وصل لین اونکی اتنی بلائین | کہ ہمدم مرے ہاتھ ہی جانتے ہین

نہو دل تو کیا لطف آزار و راحت | برابر خوشی ناخوشی جانتے ہین

جو ہے میرے دلمین اونھین کو خبر ہے | جو مین جانتا ہون وہی جانتے ہین

پڑا ہون سر بزم مین دم چرائے | مگر وہ اوسے بیخودی جانتے ہین

کہان قدر ہمجنس ہمجنس کو ہے | فرشتون کو بھی آدمی جانتے ہین

کہون حال دل تو کہین اس سے حاصل | سبھی کو خبر ہے سبھی جانتے ہین

وہ ناداں انجان بھولے ہین ایسے | کہ سب شیوۂ دشمنی جانتے ہین

نہین جانتے اسکا انجام کیا ہی وہ مرنا مرا دل لگی جانتے ہین

۱۹ سمجھتا ہی تو داغ کو رند زاہد
مگر رند اوسکو ولی جانتے ہین ۱۰

چاک ہو پردہ وحشت مجھے منظور نہین ورنہ یہ ہاتھ گریبان سے کچھ دور نہین

وصل سے یاس ہوا ایسا دل مہجور نہین بت اگر دور ہی مجھسے تو خدا دور نہین

چھین لین دلکو اگر وہ تو یہ مجبوری ہی مین کہے جاؤنگا محتاج ہون مقدور نہین

سجدے کرنے سے مٹا خط جبین اوٹھا ہی ہم کہے دیتے ہین قسمت مین سی جور نہین

دلکو ہوتی ہی خبر آپ کہین یا نہ کہین ہمکو معلوم ہی وہ بات جو مشہور نہین

محتسب مانع حلت ہی گمان مے سے سونگھنے کو بھی میسر مجھے انگور نہین

لب تک آئی تھی شکایت کہ محبت نے کہا دیکھ پچھتائیگا خاموش یہ دستور نہین

راتدن نامہ و پیغام کہانتک ہونگے صاف کہدیجیے ملنا ہمین منظور نہین

تمنے دی کوہکن و قیس سے مجکو نسبت کوئی دیوانہ نہین مین کوئی مزدور نہین

۲۰ کیا کرے داغ کوئی اوسکی محبت کا علاج
وہ کلیجا ہی نہین جسمین یہ ناسور نہین ۱۱

کھلے ملا ہی وہ مست شباب برسون مین ہوا ہی دلکو سرور شراب برسون مین

خدا کرے کہ مزہ انتظار کا نہ مٹے مرے سوال کا وہ دین جواب برسون مین

بچین گے حضرت زاہد کہین بغیر پیے ہمارے ہاتھ لگے ہین جناب برسون مین

حیا و شرم تمھاری گواہ ہی اسکی ہوا ہی آج کوئی کامیاب برسون مین

یہ ضعف دل ہی کی خوبی ہی بلکہ ہی احسان کبھی ہوا تو ہوا اضطراب برسون مین

شب وصال اوسے کیون نہ شرم آجائے
جب آئینہ سے بھی ٹوٹے حجاب پر سو نہین

ہمارے بعد کچھ ایسا ہوا مزاج اونکا
کہ لطف روز ہی سب عتاب پر سو نہین

نگاہ مست سے اوسکی ہوا یہ حال مرا
کہ جیسے پی ہو کسی نے شراب پر سو نہین

کہان ہوا ہی رخ یار قابل بوسہ
یہ دن دکھائیگا یہ آفتاب پر سو نہین

نہ کیون ہو ناز مجھے اپنے دلبر ای ظالم
کیا ہی تو نے جسے انتخاب پر سو نہین

۲۲ وہ بولے داغ کی صورت کو ہم تکتے ہین
ملا ہی آج یہ خانہ خراب پر سو نہین ۱۱

یہ فتنہ آتش الفت کا پہنچے گا نہ محشر مین
لگی ہی آپکے گھر سے بجھیگی آپکے گھر مین

خمار آلودہ آنکھین بل جبین پر دوپٹہ سر مین
کہے تم رات بھر بیٹھے کس کمبخت کے گھر مین

ہوا جب چاک دامن پارسا لکھے گئے یوسف
پھٹے مین پاون ضرب المثل ہم نام دفتر مین

مزا جاتا رہا چوری چھپے بھی دیکھ لینے کا
لگا دی غیر کی تصویر اوسنے روزن در مین

تری تو میکشی بھی جھوٹ سے خالی نہین ظالم
مجھے ملتی ہی وہ جو بچکے رہجاتی ہی ساغر مین

بدلجائیگی قسمت حشر کو اہل مصیبت کی
نہین ہی جب بھی تو ہوجائیگا میرے مقدر مین

مذمت کر رہا ہی بادۂ انگور کی واعظ
مزہ جب ہی کہ ہو ایسی ہی تلخی آب کوثر مین

اثر ہوتا ہی ایسا جذب کامل اسکو کہتے ہین
بجائے آب خون نکلے گنہ ہی تیرے خنجر مین

تڑپکر لوٹکر رویا ہون مین جسدم شب فرقت
تو عالم موج دریا کا رہا ہی چین بستر مین

نکال اہل حسد کی بیگناہی ورنہ ای واعظ
رقیبون سے گلے ملنا پڑیگا مجکو محشر مین

۲۲ چلو کعبے ملیگی دولت وصل صنم تمکو
کمی کس چیز کی ای داغ ہی اللہ کے گھر مین ۹

کوئی اب تجھسے آرزو ہی نہین
اب جو دیکھا تجھے وہ تو ہی نہین

ناصحون سے کلام کون کرے
اپنی ایسون سے گفتگو ہی نہین

اسقدر ناز ہی تمھین گویا
کوئی دنیا مین خوبرو ہی نہین

جو ترے لطف سے نکل جائے
وہ مرے دل کی آرزو ہی نہین

ہی وہ صورت پرست بھی دیکھو
فقط آئینہ عیب جو ہی نہین

رو کش اوسکا ہو گیا گل فردوس
وہ نزاکت وہ رنگ و بو ہی نہین

سادہ لوحی تو عشق مین دیکھو
جانتا ہون کوئی عدو ہی نہین

تیغ تیری عبث ہی تشنہ خون
اس تن زار مین لہو ہی نہین

۲۲۳

عشق مین وضع کیا رہے ای داغ
کہ تجھے پاس آبرو ہی نہین

۱۴

ردیف واو

ضعف سے بیمار الفت کیا سنبھالے ہاتھ پانو
اس تپ اعضا شکن نے توڑ ڈالے ہاتھ پانو

تجھسے کیا نسبت کہ تھے لیلی کے کالے ہاتھ پانو
حق نے تیرے گورے سانچے مین ڈھالے ہاتھ پانو

ہاتھ پکڑے مجکو کھینچے پھر سوی دشت بلا
ای جنون اب کر دیے تیرے حوالے ہاتھ پانو

صدقے ایسی قید کے قربان اس زنجیر کے
وہ کہے یہ مجھسے جب جا مین چھپالے ہاتھ پانو

آپ اور مجکو تہ زانو دبا کر کیجیے ذبح
بیٹھے رہیے بس ہین صاحب دیکھے بھالے ہاتھ پانو

خواہ پابند حنا ہین خواہ چکر مین انکو زنجیر زمین
ہمنے اون لفظون کے ہاتھون سنبھالے ہاتھ پانو

دردسے ہم اسیر دن کے خبر کیونکر اوسے
صورت زنجیر کب ٹکتے ہین نالے ہاتھ پانو

دوڑنے دو اپنی رہ مین پیٹنے دو سر مجھے
ذبح سے پہلے ہی یہ مجرم ٹھکالے ہاتھ پانو

سینکڑون کو قتل لاکھون کو کیا ہی پایمال | یہ نکالے ہین پر جان تونے نرالے ہاتھ پانو
ہاتھ اوٹھے جیب سے پھر پانون بیٹھے خار سے | ہمنے زندان سے نکلتی ہی نکالے ہاتھ پانو
سِنان نے سینہ خنجر نے لیا ناوک نے دل | ہین یہ تیری نذر ای تیغ جفا لے ہاتھ پانو
ذبح کرتے ہین یہی پامال کرتے ہین یہی | پھر بچا لے رکھتے ہین یہ حسن والے ہاتھ پانو

۲۲ — کردیا ہی چور ہمکو نشۂ الفت نے داغ
اب بھلا کوئی سنبھلتے ہین سنبھالے ہاتھ پانو — ۹

سچ ہی تیری ہی آرزو مجھکو | کہین جینے دے یون ہی تو مجھکو
بندۂ تو خرید ہون ہر دم | رکھیے آنکھون کے روبرو مجھکو
کل تک اوسکی تلاش تھی لیکن | آج ہی اپنی جستجو مجھکو
پہلے وہ تھا کہ تم تھے آگاہ | اب وہ ہون سن لو کو بکو مجھکو
حشر مین کیا کہونگا جب وہ کہین | کیا نہین جانتا ہی تو مجھکو
وان شکایت یہ وہ حکایت ہی | کہ نہین جاے گفتگو مجھکو
ای حیات دو روزہ لے آئی | کن گرفتاریون مین تو مجھکو
نکہت گل ہی ناگوار داغ | کیا سمائی ہوئی ہی بو مجھکو

۲۲ — داغ گیسو ہو خوش نہین آتی
نا امیدانہ آرزو مجھکو — ۹

دکھانا گر تمہین مد نظر ہی روے روشن کو | لگا یا کیون ہی پردہ تم لگا ڈاک چلمن کو
ہمین صیاد گلشن مین بھی تھا شوق گرفتاری | بنا یا بارہا شکل قفس اپنے نشیمن کو
خدا چاہے اگر سنگین دلون کو سرنگون کرنا | تو پھر کیا ہی عجب گر بت کرے سجدہ برہمن کو

دم بسمل ہوئی کیون دیر اتنی دم نکلنے مین
قضا کیا مژدہ پوہنچانے گئی ہی میرے دشمن کو

ملین ہر روز ازل ہم غمزدون کو نعمتین کیا کیا
دل بیتاب ماتم کو لب فریاد شیون کو

اسے کہتے ہین وصل عاشق و معشوق ای قاتل
گلا کر تیرے خنجر نے نچھوڑا میری گردن کو

لباس عاشق دیوانہ بھی گویا ہی دیوانہ
گریبان آستین کو آستین لپٹی ہی دامن کو

ستم تیرے جو دیکھے جل گئے معشوق سے عاشق
بجھاتے ہین یہ پروانہ میری شمع کفن کو

۲۲۶

اجل کے ہاتھ سے ای داغ بچنے کا نہین کوئی
نچھوڑا دوست کو اسنے نہ چھوڑیگی دشمن کو

۱۵

پوشیدہ جب ہو راز کہ منہ مین زبان نہو
ہم بات بھی کرین تو بغیر از فغان نہو

لے جائین آہ مجھ کو میری بدگمانیان
ظالم وہان کہ تیرا پتا بھی جہان نہو

رکھنا ہماری خاک سے پھر راہ ای صبا
در بستہ مین بند سوز جگر کا دھوان نہو

مارا نگاہ ناز سے پہلے جگر پہ تیر
پھر اوسپہ حکم یہ ہی کہ لب پر فغان نہو

زاہد عذاب عشق صنم لطف حق سمجھ
یعنی عذاب ہمکو یہان ہو وہان نہو

کچھ چاہیے بشر کے لیے غم کی چھیڑ چھاڑ
ہم بھی نہون اگر ستم آسمان نہو

اوٹھون گا خاک ہوکے تری رہگذر سے مین
تا بعد مرگ میرا جنازہ گران نہو

نیرنگیے چمن جو سنے مجھے یاد آگئی
گل پر ہوا گمان کہ برگ خزان نہو

تمکو مزہ نہ دے گی کبھی داستان عشق
جبتک ہمارے منہ سے یہ قصہ بیان نہو

کہتے ہین لوگ زیر زمین جسکو آسمان
وہ کشتگان آتش غم کا دھوان نہو

بار آئے ایسے لطف سے جو ہو ستم شریک
ظالم خدا کے واسطے تو مہربان نہو

رکھتے ہین کیا چھپا کے غم یار دل مین ہم
ڈر ہی کہ یہ نصیب دل دشمنان نہو

اس بیخودی مین بیتنے گذاری شب فراق	زندہ ہون پر گمان ہی کہ مجکو گمان نہو
ناقے کو قیس کیا نہ لگا لاے راہ پر	لیلے کا راز دار اگر ساربان نہو

۲۲۷

تہمت کسی کو ظلم کی اے داغ کیون لگائین
شکوہ بتون سے کیا جو خدا مہربان نہو

۱۱

یہ سُن سُن کے مرنا پڑا ہی کسی کو	نہین مرتے دیکھا کسی پر کسی کو
خدا نے تو دے اپنا غم ہر کسی کو	کرے پر نہ مائل کسی پر کسی کو
بچا دُنگا تنہا بہشت برین مین	کو لیجاؤن گا دل کے اندر کسی کو
یہ بجلی نہین جسکی اک سیر کرلی	تڑپ جاؤ دیکھو جو مضطر کسی کو
نکر ناصحا ایسی دیوانی باتین	یہ کیا کھینچ مارا جو پتھر کسی کو
زہے منصفی قتل تونے کیا ہی	وفا پر کسیکو دعا پر کسی کو
مجھے دیکھلو ہوکے چین بر جبین تم	نہ دیکھا ہو گر زیر خنجر کسی کو
محبت مین جیسا گئے لٹ گئے ہم	لیا دل کسی نے دیا سر کسی کو
رہے ہے تشنۂ دید مشتاق اونکے	ملا بھی تو زہر آب خنجر کسی کو
بہت چھیڑکر ہمکو پچھتایئے گا	ستانے نہین بندہ پرور کسی کو

۲۲۸

یہ کہتی ہی اے داغ چتون تمھاری
کہ تم چاہتے ہو مسخر کسی کو

۱۱

وقت آخر پوچھتے ہو کیا ہماری آرزو	اشک باری ہی تمنا بیقراری آرزو
خاک کرتا ہی تغافل گرچہ ساری آرزو	اوسپہ تجھ سے آرزو نکلے ہماری آرزو
ایک سے ہی ایک الفت مین گرانبار الم	دل ہی مجھپر بار تو ہی دل پہ بھاری آرزو

چشم تر گریہ سے کب نکلے مرے دلکی مراد / ساتھ اشکون کے نہین ہوتی نکلی جاری آرزو
کہدو یہ اہل ہوس سے رکھین کام آئیگی / کوڑیون کے مول بکتی ہی ہماری آرزو
گر لگا رکھنے کا مشتاقون کی آجاے مزہ / تم کو ہو جاے مری امیدواری آرزو
نبھ گئی اک وضع سے ابتک تو آگے دیکھیے / چھوڑتی ہی یا نہین یہ وضعداری آرزو
کون تھا مجھسا تمنائی کہ برسون تیرے بعد / قبر پر آآکے چلائی پکاری آرزو
لطف حسن و عشق تو جب ہی کہ دونون کے دل ملے / کچھ ہماری آرزو ہو کچھ تمھاری آرزو
رفتہ رفتہ تیر سینے سے مرے قاتل نکال / لطف کیا نکلے اگر اک بار ساری آرزو

۲۹ پھر مرے داغ کہن اے داغ تازہ ہوگئے / دل مین آئی صورت یاد بہاری آرزو ۹

کیا چاک کیا تونے مری جان مرے دل کو / سیرا ہی بنایا ہی گریبان مرے دل کو
اک کھیل ہوئی الفت جانان مرے دل کو / دشوار جو مجکو ہی وہ آسان مرے دل کو
تجکو ہی قسم درد محبت مری دل کی / تو چین نہ دینا کسی عنوان مرے دل کو
پھر حسرت و ارمان و تمنا بھی نہونگے / اے یاس نکر بے سروسامان مرے دل کو
یا اوس بت گمراہ کو لا راہ وفا پر / یا پھیر دے اے گردش دوران مرے دل کو
اچھی کہی اچھا نہین کچھ دل کا لگانا / یہ لگ گئی اے ناصح نادان مرے دل کو
تاثیر دکھا جاے محبت تو عجب کیا / سینے سے لگا آج مری جان مرے دل کو
کچھ دور نہین بتکدہ و کعبہ سمجھ لین / کافر تیری آنکھون کو مسلمان مرے دل کو

۳۰ ہی لطف تو یہ تجکو ہو محشر مین بھی انکار / اور داغ کہے تونے لیا ہان مرے دل کو ۹

جوہر دکھاؤ صاحبِ جوہر کے روبرو
ہو قدر آئینے کی سکندر کے روبرو

دل بیچتا ہی باندھ کے دلبر کے روبرو
جاتا ہی اک اسیر ستمگر کے روبرو

کہتا ہی سرو شاخِ ثمرور کو دیکھکر
مفلس ہی بے وقار توانگر کے روبرو

رو کر تہی شکم کو بھرین کیون نہ اہلِ حرص
شیشے کو ہچکی لگتی ہی ساغر کے روبرو

ڈرہی کہے نہ یار سے چرخِ ستم شریک
رویا ہون شب کو دیدۂ اختر کے روبرو

اوس بت مین اک خدائی کا جلوہ ہی ورنہ شیخ
سجدے کیے سے فائدہ پتھر کے روبرو

آنسو بہا رہا ہون خطِ یار پڑھ کے مین
یون دانہ ڈالتا ہون کبوتر کے روبرو

حاصل ہوئی بھی عقلِ فلاطون اگر تو کیا
چلتی نہین کسی کی مقدر کے روبرو

۲۳۱

ای داغ ہوگا ہمسے کسی کا جواب کیا
مقدار چشمہ کیا ہی سمندر کے روبرو

۹

طریقِ عشق مین ای دل ہین پیچ و خم سو سو
غلط پڑے ہین یہان خضر کے قدم سو سو

برس پڑے وہ مجھے دیکھکر خدا کی پناہ
ہزار ناز ہر اک ناز مین ستم سو سو

دلِ شکستہ کا مضمون لکھا نہین جاتا
کہ ایک نکتے پہ ٹوٹا کیے قلم سو سو

ہزار جلوے سے معمور ہی یہ کافر دل
اس ایک سنگ سے پیدا ہوئے صنم سو سو

خطر ہی پھینک نہ دے مرغِ نامہ بر مکتوب
کہ نامے باندھتے ہین ایک پر مین ہم سو سو

کھلین نہ ہم سے کبھی پیچ اونکی باتون کے
جو ایک بات کے پہلو بٹھائین ہم سو سو

بنوگے حشر مین تم دادخواہ کس کس کے
یہی سوال وہ کرتے ہین دمبدم سو سو

بہارِ خلد سے آباد تھا جہان آباد
ہر ایک کوچے مین تھے گلشنِ ارم سو سو

ابھی سے چرخ کی گردش کا داغ کیا شکوہ

۲۳۲ ابھی تو لائے گا چکر یہ پر ستم سو سو ۱۵

ہم تو مرتے ہین ادا پر دلستان ہو کوئی ہو
دوست دشمن مہربان نامہربان ہو کوئی ہو

اوس نے لی ہو دست نازک مین یہ کہکے تیغ
یا الٰہی نیم بسمل نیم جان ہو کوئی ہو

شاد ہون کیا وعدۂ فردا سے ایسے لوٹ کر مین
یہ تو ممکن ہی نہین ہی تو جہان ہو کوئی ہو

سر مین ہو گردن مین ہو پہلو مین ہو سینے مین ہو
تیغ ہو خنجر ہو پیکان ہو سنان ہو کوئی ہو

غیر اچھا مین برا سچے ہو تم جھوٹے نہین
آدمی کا آدمی راحت رسان ہو کوئی ہو

میرے قصے مین برائی کیا ہی سن تو لیجیے
خواب راحت سے غرض ہی داستان ہو کوئی ہو

آدمی کے واسطے چشم بصیرت چاہیے
دل سے ہو منظور نظر وہ نہان ہو کوئی ہو

ہم نہین ای آہ تو سارا زمانہ ہیچ ہی
پھونک دے سب کو زمین آسمان ہو کوئی ہو

ای فلک یہ کیا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ ہو گیا
غم ہو یا شادی ہو لیکن جاودان ہو کوئی ہو

آشنا حرف تمنا سے ہو تو کیجیے قلم
مین نہین کہتا کہ میری ہی زبان ہو کوئی ہو

وہ نہ ہو تو یاس ہو یہ تو نہ ہو کوئی نہ ہو
خانۂ دل مین الٰہی میہمان ہو کوئی ہو

غیر کو کیون چھوڑتے ہو قتل گاہ عام مین
امتحان کی جب کہ ٹھہری امتحان ہو کوئی ہو

بزم دشمن مین ہوا اذن عام یارب بھیجدے
حشر ہو طوفان ہو مرگ ناگہان ہو کوئی ہو

مدفن عشاق پر کافی ہی تیرا نقش پا
عاقبت ان بے نشانون کا نشان ہو کوئی ہو

۲۳۲ بعد مجنون داغ سے آباد ہی دشت جنون
اس خرابی کے لیے بے خانمان ہو کوئی ہو ۹

۲۳۳

نالہ کھینچین گے اگر تاثیر اولٹی ہو تو ہو
راستہ ہی تدبیر گو تقدیر اولٹی ہو تو ہو

وہ بھی بزم مین کبھی آتی قتل کا سامان درست
اب یہ وان گردن پہ گر شمشیر اولٹی ہو تو ہو

کر لیا وعدہ اونھون نے ہو گئی تدبیر وصل
اور اس پر بھی اگر تقدیر اولٹی ہو تو ہو

خیال وصل سے ای دل نہین ہے تا وصال
ہان مگر اس خواب کی تعبیر اولٹی ہو تو ہو

گنہگارون کا لکھا ہو سکے تبدیل کیا
نامۂ اعمال کی تحریر اولٹی ہو تو ہو

ر بھی جاؤن تو نہوا ونکو مرا مردہ عزیز
بلکہ میری لاش کی تشہیر اولٹی ہو تو ہو

سامنے جو نالہ کیا تدبیر اپنی ہی درست
عقل تیری آسمان پیر اولٹی ہو تو ہو

اوس ستمگر سے دل نا فہم امید کرم
بیگناہی پر تجھے تعذیر اولٹی ہو تو ہو

۳۴ سیدھی سیدھی ہم تو باتین اونکو لکھ بھیجین گے داغ
وان اولٹ پیچون کی گر تقریر اولٹی ہو تو ہو ۱۳

ای فلک چاہیے جی بھر کے نظارا ہمکو
جا کے آنا نہین دنیا مین دوبارا ہمکو

کبھی ایمانہ کسنا یا نہ اشارا ہمکو
کم نگاہی نے تری جان سے مارا ہمکو

ہم کسی زلف پریشان کی طرح ای تقدیر
خوب بگڑے تھے مگر خوب سنوارا ہمکو

جب کھنچے اونسے ہوئے اور زیادہ مضطر
مرض عشق سے پرہیز نے مارا ہمکو

شکر صد شکر کہ اب قبر مین ہم جا پہنچے
توسن عمر نے منزل پہ اوتارا ہمکو

روز تکرار کرے کون خریدارون سے
دل کی اس گرمیٔ بازار نے مارا ہمکو

چل تو ای دل رہ الفت مین کہین راہ نما
ل رہے گا کوئی اللہ کا پیارا ہمکو

اب تو ہم تذکرۂ غیر پہ آفت ٹھہرے
پھر قیامت ہین جو چھیڑینگے دوبارا ہمکو

باتین اوس آئینہ رو کی بھی ہین گویا کہ طلسم
آج تو خوب ہی شیشے مین اوتارا ہمکو

آپ سے اب نہ بنے گا کوئی سودا اپنا
پھیر دیجیے دل بیتاب ہمارا ہمکو

ہم سیہ رو ہین سوا مردمک چشم سے بھی
پر جو دیکھے تو کہے آنکھ کا تارا ہمکو

بدسلوکی مین مزہ کیا ہی مزہ ہی اسمین | کہ ہمارا ہو تمھین پاس تمھارا ہمکو

بحر ہستی مین ہمارے کشتی طوفانی ہم
نہین ملتا کہین ای داغ کنارا ہمکو

وہ طریق مہر و وفا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
تمھین روز یاد دلاؤن گا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کیا پہلے خط مین بہت رقم کہا پھر زبان سے اپنا غم
مگر اسپہ بھی مرا ماجرا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

نہین کسکی شرم لحاظ کیا یہ خدا کیواسطے کیا کہا
تمھین آینہ سے بھی تھی حیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ کسی کا شکوہ کوئی تحمل وہ کسی کا داغ کسی کا دل
وہ کسی کا کوئی تھا آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

مجھے ڈر ہی یہ نہون تم تمھین کہ پڑی ہین حشر کی دین
دم بازپرس مری خطا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

چڑھے ذہن پر نہ زبان پر اب مرے چار حرف وصال جب
تو پھر آگئے کہنے کا لطف کیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ابھی قول کرکے جو بولے تم ہوئی اس سے تو مری عقل گم
کہ خدا کا نام بھی ملتفا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہ کہان کہ بیٹھو ہزار مین تمھین شرم آتی تھی چار مین
یہ تو دو ہی دن کا ہی ماجرا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو داغ سحر بیان رہا کہ ثنا گر اوسکا جہان رہا	۱۷
۲۳۶	کوئی شعر اوسکا برا بھلا نہین یاد ہو کہ زیادہ ہو

عرصۂ حشر مین اللہ کرے گم مجکو
اور پھر وہ ڈھونڈھتے پھیرے لیے ہوے تم مجکو

دیکھے مستی مین جو سرگرم تکلم مجکو
کہے واعظ بھی کہ للہ کوئی خم مجکو

غیرت ماہ کہے خسرو انجم مجکو
نام کو داغ ہون کیا جانتے ہو تم مجکو

ساقیا آہین کھینچی کیا کسی مجذوب کی روح
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے سوے خم مجکو

جب سے آنکھون مین سمائی ہین وہ کافر نظرین
رات دن اپنی نظر سے ہے توہم مجکو

یا سنا دے مرے مطلب کی کوئی اے ناصح
یا یہ کہدے کہ نہین تاب تکلم مجکو

ساقیا تشنہ ہی کیا تری آنکھین کم ہین
کہ ملے جام نہ مجھے شیشہ مجھے خم مجکو

جم گئی گرد رہ میکدہ مجھ پر واعظ
خاک سے پاک کرے بحر قلزم مجکو

سہم جاتی ہے خوشی ڈرتی ہے فرحت مجھسے
کبھی آتا ہے تو دزدیدہ تبسم مجکو

جب گئی کھکے گئی میری دعا سے تاثیر
گم کرے تجکو خدا تو نے کیا گم مجکو

مین نے اس حال پہ بھی دلکو بہت سمجھایا
ضعف سے گرچہ نہ تھی تاب تکلم مجکو

تم کہان غیر کہان جھوٹ غلط محض دروغ
خفقان ہے یہ جنون ہے یہ توہم مجکو

ضعف نے نام کو تھوڑا سا نشان رکھا تھا
تو نے اے بیخودی شوق کیا گم مجکو

ضبط وہ شے ہے کہ اے حضرت موسیٰ دیکھو
آپ دیتے ہین وہ تکلیف تکلم مجکو

لطف توبہ کا مزہ توبہ کا یہ ہے زاہد
ضد سے ساقی نے پلائے ہین کئی خم مجکو

کیون نہ حیران و پریشان ہون سننے والے
مین بھلا تمکو کہون اور برا تم مجکو

مین بھی حیران ہون اے داغ کہ یہ ہے کیا بات

کیا ڈبوئے گا ترے عشق کا قلزم مجکو
موج ساحل ہی سفینہ ہی تلاطم مجکو

اپنے رونے پہ کچھ آیا جو تبسم مجکو
یاد دنے اوسکی کہا بھول گئے تم مجکو

دیکھ ای وادی ایمن مجھے وہ خاک نہین
کہ فرشتون سے لیا پھر تیمم مجکو

رشک نے جلوۂ دیدار سے رکھا محروم
کر رہے ہے مدنظر دیدۂ مردم مجکو

دیکھنا چھیڑ سر حشر ترے پاس آکر
کہتے ہین کون ہو تمہین جانتے ہو تم مجکو

ہنستے ہنستے کبھی روتا ہون تصور مین ترے
روتے روتے کبھی آتا ہی تبسم مجکو

آتش تر سے یہ میخانہ ہی آتش خانہ
یان وضو چاہیے زاہد کہ تیمم مجکو

معجزہ حضرت عیسی کا غلط بھی تو نہین
درد اوٹھتا ہی وہ کہتے ہین اگر قم مجکو

دل نے سرمایۂ صد رحمت آرام ونشاط
کھوکے پایا تھا اوسے پاکے کیا گم مجکو

اس تمنا سے مرے در پہ آتا ہو
کہ مجھے ہو یہ گمان چاہتے ہو تم مجکو

غم وشادی کے لیے شرط ہی الفت تیری
نالۂ بلبل سے مجھے دے غنچہ تبسم مجکو

کیون گنہ لیتے ہین تھوڑی سی پلا دیجیو اے
گل سے لے کوثر اوسے آج جو دے خم مجکو

دیکھنا پیر مغان حضرت زاہد تو نہین
کوئی بیٹھا نظر آتا ہی پس خم مجکو

کیا کرے دیکھیے کوثر پہ مری تشنہ لبی
سوکھ جاتا ہی یہان دیکھکے قلزم مجکو

۲۴۸ — ١٧

مسکرا کے مری میت پہ وہ منھ پھیر کے داغ
حشر تک یاد رہے گا یہ تبسم مجکو

اللہ رے تلون ابھی کیا تھے ابھی کیا ہو
شوخی ہو تو شوخی ہو حیا ہو تو حیا ہو

محشر مین اوسی بت کا طرفدار خدا ہو
جنت سے بدل جائے جہنم تو مزا ہو

بسمل کے تڑپنے کا تماشا تو ذرا ہو
تھم تھم کے چھری پھیر بہر رشک کے جفا ہو

گھبرا نہ گئے ہین وہ مٹاتے ہوئے کسکو
یہ تو نہو وہ غیر کا نقش کف پا ہو

برباد کرون گا اوسی کوچے مین فغان مین
کیون رکتی ہی آگے مرے ای باد صبا ہو

فریاد جگر نغمہ نی نالہ بلبل
دلکش ہو کسی طرح کی ہو کوئی صدا ہو

کیون وصل کی حسرت مرے دلسے نہین مٹتی
یہ کاشش الٰہی اوسی بد خو کی وفا ہو

نیرنگی خون شہدا دیکھ تو قاتل
پانی ہو جائے سے لگائے سے حنا ہو

مو عید کے اقرار یہ لی ہی رمضان مین
یہ قرض ادا ہو تو بڑا قرض ادا ہو

دعوے مجھے دلبر ہو زبان پر ہی تمھین ناز
یہ شرط ٹھہر جائے کہ جھوٹے کو سزا ہو

تعریف نے کوثر کے مجھے خوب پلائی
کیا بات ہی واعظ تری عقبی کا بھلا ہو

بوجھ چھپایا نہین قاصد نے خطا دیکا
ایسا نہو کمبخت کی مٹھی مین قضا ہو

کیا تو بہ کرون عشق سے ای حضرت ناصح
ڈرتا ہون کہ یہ بھی نہ شب غم کی دعا ہو

اس دلسے مجھے لاگ ہی سمجھ تو مین ہون
تم شان وفا کان وفا جان وفا ہو

واعظ نکرے طعن مری جرم و خطا پر
اسکا ہی اگر بخشنے والے کو مزا ہو

کیونکر نہ پھرون کعبے سے بتخانے کو زاہد
پھر جائے مرے ساتھ اگر قبلہ نما ہو

۲۳۹

کیون داغ کا نام ...تے ہی نفرت ہوئی تمکو
اک شخص ہے وہ تم او... سنتے مجھے ہوئے کیا ہو

۱۷

کچھ سوچ سمجھکر دل مضطر پہ جفا ہو
ایسا نہو اسمین کوئی تیری بھی ادا ہو

مین نے جو کہا سیر ہو کل روز جزا ہو
فرماتے ہین وہ ان بھی ہمین سمجھے ہون کو کیا ہو

ہون صبح شب وصل خدا کو نکھے سونپا
دشمن ہی کو دیجیے جو مرے حقکی دعا ہو

اسطرح سے قاصد نے تو رک رک کے کہا حال
جیسے کہ سبق پڑھ کے کوئی بھول گیا ہو

جلتا ہون الٰہی نفس سرد سے اپنے
اسکو نہ جلائے تو جہنم کو سزا ہو

دل ہم نے بنایا ہی ہدف تیر لگائے
اب جس قدر انداز کی چٹکی مین قضا ہو

ڈر ہی نہ اوگین خار مژہ قبر پہ میری
یہ حسرت دیدار نہ انگشت نما ہو

قاصد یہ سمجھنا کہ یہی شہر ہی اوس کا
مشہور جہان نام تغافل کا حیا ہو

رنجش مری بڑھکر ہی تمہاری خفگی سے
مین جان سے بیزار ہون تم مجھسے خفا ہو

جی چاہتا ہی غیر کو دون اپنا مقدر
کیا اسمین برائی ہی کسیکا جو بھلا ہو

مین اور کرون دعوی خون مجھسے نہوگا
تم چھوڑ بھی دو ہاتھ کوئی سوچتے کیا ہو

مطرب سے کہو اون کو سنائے وہ سنین گے
جس ساز مین اک ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہو

چاہت کا مزہ بعد ہمارے نہ ملے گا
ہر شخص سے تم آپ کہوگے کہین جا ہو

ہوتی ہی وہان روز جفاؤن کی ترقی
ای ذوق فزون ہوا بھی ای شوق سوا ہو

دیوانے لگاتے ہین عجب رنگ کی مہندی
جب آبلون مین خون چھلک آئے حنا ہو

بدلون نہ کبھی اور حسینون کی وفا سے
وہ کینہ بھی اچھا جو ترے دل مین رہا ہو

۴۲

اوس بت سے بگاڑی نہ بن آئیگی تمہین داغ
کیا پیش چلے جبکا طرفدار خدا ہو

۱۳

کیا خود وعدہ عیاری تو دیکھو
دل آزارون کی دلداری تو دیکھو

مرے دل کی وفاداری تو دیکھو
پھر اوسپر اپنی عیاری تو دیکھو

کیا جب وعدہ آنے کا نہ آئے
اس آسانی کی دشواری تو دیکھو

[illegible] جزا جسکی سزا کو
مری قدر گنہگاری تو دیکھو

وہ کہتے ہین مرے غم مین نہ مرنا
یہ مجبوری یہ ناچاری تو دیکھو

بنا لین شرم آلودہ نگاہین
تغافل مین یہ ہشیاری تو دیکھو

مٹا نقش وفا اوس بت کے دل سے
ہماری گریہ وزاری تو دیکھو

نہ عاشق کا نہ یہ معشوق کا دوست
فلک کی تم ستمگاری تو دیکھو

پھنسایا اوس بت بیگانہ وش کو
محبت کی گرفتاری تو دیکھو

خدا سے جنگجو انکے کو ہین موجود
رقیبون کی طرفداری تو دیکھو

خدا نے دی ہین آنکھین دیکھنے کو
تم اپنی مردم آزاری تو دیکھو

نہ آئی قبر مین بھی نیند مجھکو
مری قسمت کی بیداری تو دیکھو

۲۴۱ غزل کیا خاک لکھین حضرت داغ ۱۵
ہجوم کار سرکاری تو دیکھو

چلتے نہین ہین ساتھ مرے ہمسفر کے پاؤن
ہر گام پر دبانے پڑے راہبر کے پاؤن

آنکھون کے بل چلون گا تری راہ شوق مین
موے مژہ نہین ہین مری چشم تر کے پاؤن

کیا مضطرب رہے ہے شب فرقت مرے عزیز
تھکتے ہی تھکتے ٹوٹ گئے سارے گھر کے پاؤن

آتی ہے کوے یار سے مستانہ کسقدر
کیا لڑکھڑائے جاتے ہین باد سحر کے پاؤن

وقت خرام ناز تعجب نہین اگر
فتنے بھی اوٹھ کے چوم لین اوس فتنہ گر کے پاؤن

ہے کچھ جواب سست مقرر کہ جو ادھر
اوٹھتے ہین دیر دیر سے نامہ بر کے پاؤن

چلکر وہ میرے ساتھ بتائین جو راہ دوست
آب بقا سے دھو کے پیون مین خضر کے پاؤن

صیاد ہم قفس سے چھٹے بھی تو کیا چھٹے
کس کام کے ہین طائر بے بال و پر کے پاؤن

لاکھون مین مجھکو تاڑ گیا وہ نگاہ باز
رکھا جو مین نے محفل اعدا مین ڈر کے پاؤن

آتا وہ دوڑ کر شب غم ای دعاے وصل
اللہ نے بناے نہین ہین اثر کے پاؤن

تھک تھک کے بیٹھ جاے نہ کیون تیری آہ مین
لوہے کے تو نہین ہین الٰہی بشر کے پاؤن

وہ آئے کسطرح یہ گیا کس طریق سے
ہین تیر ڈلکے پاؤن تیری نظر کے پاؤن

سینے سے اپنے ساتھ اوڑا کر لیگئی
گویا تھا سے تیر تیرے میرے جگر کے پاؤن

پونہچی ہے ایک آن مین باب قبول تک
پھیلاے کیا دعا نے مرے ہاتھ بھر کے پاؤن

ای داغ آدمی کی رسائی تو دیکھنا
سر پہ دھرے ہین عرش نے خیر البشر کے پاؤن

جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسواے جہان کیون ہو
خلش کیون ہو طپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو

مزا آتا نہین کچھ ظلم سے ہمکو رنج و راحت کا
خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہان کیون ہو

یہ مصرع لکھدیا ظالم نے میری لوح تربت پر
جو ہو فرقت کی بے تابی تو یون خواب گران کیون ہو

ہمیشہ آدمی کا آدمی غمخوار ہوتا ہے
یہی بے اعتباری ہو تو کوئی رازدان کیون ہو

غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے میری جان کیون ہو

بہت نکلین گے روز حشر تیرے جور کے خواہان
ستم کا حوصلہ دنیا مین صرف امتحان کیون ہو

اونھین گو رنجش بیجا ہی لیکن ہی تو ہے ہی
محبت گر نہو باہم شکایت درمیان کیون ہو

گلے شکوا کے مجکو اور پھر کہتے سے گرے یہ بھی
نصیب دشمنان تو پائمال آسمان کیون ہو

نہی تاکید ہی ضبط محبت کی وہ کہتے ہین
جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو

شریک دور می بزم عدو مین خاک ہوتے ہم
کسی نے رات گھبرا کے نہ پوچھا تم یہان کیون ہو

تحمل کر سکے کیا حسن نازک ان نگاہون کا
اوسے [illegible] نے چھپایا ہی وگرنہ وہ نہان کیون ہو

خدا شاہد خدا شاہد ہی کیون [illegible] کہتے ہو عدون پر
خدا کو کیا غرض میرے تمہارے درمیان کیون ہو

جگر سے کم نہین [illegible] ہی چارہ [illegible] گر داغ جگر مجکو
جو پیدا کی ہو مر گردہ دولت رایگان کیون ہو

[illegible] دیدہ جان فزا ہی کیا خبر قاتل کے آنے کی
بتاؤ تو سہی تم داغ ایسے شادمان کیون ہو

ردیف ہائے ہوز

لڑا ہی لی یار گلعذار سے آنکھ
اب نہین چھپتی ہر اسے آنکھ

پھر وہ حیرت سے پھر وہ حسرت سے — خوب بنتی ہی انتظار سے آنکھ
دید کا بھی ہی کیا برا لپکا — نہین رہتی ذرا قرار سے آنکھ
اون کو دیکھا ہی جو کلدر آج — بھر گئی سرمۂ غبار سے آنکھ
تو وہ ناوک نظر سے کھینچے — کیون چرائی مری مزار سے آنکھ
دو بدو یون ہی ہو کشتی کا مزہ — جام سے لب لگے تو یار سے آنکھ
اشک خونین نے گل کھلائے ہین — آج آئی ہی کس بہار سے آنکھ
کیا نہ چھینا ایک نظر سے دل — چوکتی ہی نہین شکار سے آنکھ
بولے وہ شکوۂ تغافل پر — ملی کس امیدوار سے آنکھ
یار سے آنکھ کیا ملاؤن مین — نہین ملتی ہی رازدار سے آنکھ

۲۱ نشہ تیرا اوتر گیا ای داغ ۲۲
کھل گئی غفلت خمار سے آنکھ

یون شب وعدہ رہی طالب دیدار کی آنکھ — جسطرح سوئے چمن مرغ گرفتار کی آنکھ
کبھی لگتی ہی نہین نرگس بیمار کی آنکھ — اپنے دیکھی ہی چمن مین کسی ہشیار کی آنکھ
ہم دکھلائین تجھے نرگس بیمار کی آنکھ — ڈورے ڈالے گی مگر بلبل گلزار کی آنکھ
آنکھ تقدیر نہ پھیرے نہ پھرے یار کی آنکھ — کیا ہوا ہم سے اگر پھر گئی اغیار کی آنکھ
نیند آئی ہی سر شام شب وصل اوٹھین — کیا برے وقت لگی طالع بیدار کی آنکھ
شوق نظارۂ گلشن ہو تو لیجیو صیاد — سیر گلزار کو اس مرغ گرفتار کی آنکھ
رقص بسمل کے تماشے کا ہوا شوق ایسا — بن گیا حلقۂ جوہر تری تلوار کی آنکھ
زلف دیتی ہی تری ابر لئے پرخم کا جواب — داد دیتی ہی تری شوخی رفتار کی آنکھ

طور بیطور ہوے دل سے خدا خیر کرے
بیطرح گھات مین ہی اوس بت عیار کی آنکھ

وہ تو موسی ہی جنھین تاب نظارہ نہوئی
یان نہ جھپکے گی ترے طالب دیدار کی آنکھ

ای دل صاف صفائی کے تو معنی ہین
کبھی میلی نہو اوس آئینہ رخسار کی آنکھ

اشک خون دیکھکے آنکھین نہ نکال ای ظالم
دیکھنے آئی ہی ترے طالب دیدار کی آنکھ

کیون نہ پر خون ہو ازل سے کہ ملا ہی مجکو
شیشہ بادہ کا دل ساغر سرشار کی آنکھ

جلوہ یار نے دو رنگ دکھائے اپنے
ایک ظاہر مین تو ہی کافر و دیندار کی آنکھ

اللہ اللہ کشش حسن کہ ہمراہ نگاہ
کھچی جاتی ہی ترے طالب دیدار کی آنکھ

ہوئی جاتی ہی سوا بوسہ لب کی قیمت
دیکھتے جاتے ہین وہ اپنے خریدار کی آنکھ

آگ عشق دل فرہاد کی بجھنے کی نہین
بہنے دریا بھی اگر چشمہ کہسار کی آنکھ

گفتگو سے جو کبھی بات اشارون پہ بڑھی
جب جھکی اوسکی زبان لڑ گئی طرار کی آنکھ

ای صبا اوسکی گلی مین نہ اوڑا خاک مری
کہین میلی نہو اوس روزن دیوار کی آنکھ

دل چرایا ہی وہ اب آنکھ ملائین کیونکر
سامنے ہوتی ہی مشکل سے گنہگار کی آنکھ

ٹپکی پڑتی ہی نگہ سے تری الفت ای داغ
کوئی چھپتی ہی محبت کی نظر پیار کی آنکھ

یان لوٹنا ہی جلتے ہین عشق بتان کے ساتھ
زاہد مزے لین گے وہانکی وہان کے ساتھ

پھونکا نہ دام کو نہ جلایا قفس مرا
بجلی کی تیزیان تھین فقط آشیان کے ساتھ

میرے غبار نے بھی کیا منھ نہ اوسطرف
مجکو کدورتین جو ہین آسمان کے ساتھ

آجائے خوب ناز و نزاکت کی تمکو چال
تم دو قدم چلو اگر اس ناتوان کے ساتھ

مانا کہ وہ ہین گھر ہی مین اپنے نگہبان
سو صحبتین ہین دزد دل بدگمان کے ساتھ

واماندگی سے ایک جگہ تو بٹھا دیا / پھرتے تری تلاش میں کیا کاروان کے ساتھ
اے عشق باز آئے رفاقت سے تیری ہم / تو بھی کہیں روانہ ہو عمر روان کے ساتھ
سب کو ہے تیرے یاد کی لذت جدا جدا / دل کی ہے دل کے ساتھ زبان کی زبان کے ساتھ
زاہد کو ایک قطرۂ زمزم پہ ناز ہے / یان خم کے خم اوڑائے ہیں پیر مغان کے ساتھ
ملتی نہیں ہے خانۂ خدا کی کسیطرح / کیا سیر ہے کسی کی بنی کی مکان کے ساتھ
ہم ایک کہکے سنتے ہیں دو چار گالیان / اک چھیڑ ہو گئی ہے ترے پاسبان کے ساتھ
اقرار حشر اے دل مضطر غلط نہ جان / تقدیر زا لیقین بھی آئی ہے وہم گمان کے ساتھ

اللہ کرے کہ بند نہ ہو داغ کی زبان
تعریف آپکی ہو ادا خوش بیان کے ساتھ

دن گذار اب دل مجبور صد آفات کے ساتھ / وہ مرے رات کے نادان ہے کٹے رات کے ساتھ
حفظ تسلیم و حسن خلق تواضع تعظیم / کتنی تکلیف ہے اے شوق ملاقات کے ساتھ
بیقراری تو ٹھہرتی ہے ٹھہرتی جاتی / آ گیا صبر مگر ترک مناجات کے ساتھ
جا رہا بیٹھے جہان پھر وہی رنگ اور ترنگ / کچھ عجب لطف ہے رندان خرابات کے ساتھ
لب ترے ذکر مسی پر مجھے یاد آگئے ہیں / چشمۂ خضر کا مذکور ہے ظلمات کے ساتھ
رہنما بادیہ گردی کو ہے جیب دری / پاؤن چلتے ہیں اشارے پہ مرے ہات کے ساتھ
جلوہ دیکھے جو بت ہوش ربا کا صوفی / روح کیا سلب نہ ہو جائے کرامات کے ساتھ
اپنے مذہب میں ہے برسون کی عبادت سے فزون / گذرے جو کوئی گھڑی خوش اوقات کے ساتھ

دست نواب گہر بار فلک دریا بار
داغ برسات نئی آئی ہے برسات کے ساتھ

یارب ہمین دے عشق صنم اور زیادہ
کچھ تجھ سے نہین مانگتے ہم اور زیادہ

دل لیکے نہ کچھ مانگ صنم اور زیادہ
معتقد ور نہین تیری قسم اور زیادہ

ہتی سے ہوئی فکر عدم اور زیادہ
غم سنم اور زیادہ ہی الم اور زیادہ

بھرتا نہین جب زخم کسی شکل سے قاتل
بھرتا ہون تری تیغ کا دم اور زیادہ

تھی بخت زلیخا مین خریداری یوسفؑ
اورون نے لگاے نہ درم اور زیادہ

تلوار جو ہو جاے کمان خوب نہین ہی
ابرو مین نہ دو تان کے خم اور زیادہ

انسان کی خواہش کو بڑھاتی ہی سخاوت
کرتے ہین ستم اہل کرم اور زیادہ

یارب ہین مرے ساتھ بہت حسرت و ارمان
ہو وسعت صحراے عدم اور زیادہ

زندان ہے بیابان مین تواضع ہوئی بڑھکر
کانٹون نے لیے میرے قدم اور زیادہ

دل مین کسی عالم تصویر کی تصویر
لین چھیڑ نکر ناخن غم اور زیادہ

دشمن کی طرف ہے وہ ادھر پھول کے آیا مین
تاریک ہو تو ای شب غم اور زیادہ

القاب ہی پر ختم ہوا نامہ کرون کیا
چلتا نہین مطلب پہ قلم اور زیادہ

گھر نے مجھے کہے دے طواف اوسکی گلی کا
جھگڑا ہی بس ای اہل حرم اور زیادہ

پہنچا ہون ادھر عرش ہے ای ہمت عالی
اچھا ہی پڑے بڑھکے قدم اور زیادہ

لے ای دل بیمار تمنا سے شفا کر
درمان سے ہوا درد و الم اور زیادہ

جبتک وہ تماشے کو کھڑے تھے لب ساحل
بیتاب تھی موج لب یم اور زیادہ

دل پیچ مین تقدیر کے پابند اور اوسپر
طرہ ہی تری زلف کا خم اور زیادہ

رہبر نے ترا کوچہ دکھا کر مجھے چھوڑا
آگے نہ بڑھا چار قدم اور زیادہ

پہنچا ہون لب گور تو مین ای غم الفت
اب چھوڑ کہ مجھمین نہین دم اور زیادہ

بگڑی تھی ہوا آہ کی آخر شبِ وعدہ
نکلا مرے نالون کا بھرم اور زیادہ

کیا صلح کرین دل کی ترے تیر نظر سے
چھنتی ہی صفائی مین بہم اور زیادہ

دل لُوٹ سے پتھر اتھا جگر چھین لیا کیون
کیا مفت مین لی ایک رقم اور زیادہ

پائی ہی امان کسنے تری تیغ نظر سے
قربان ہوئے صید حرم اور زیادہ

وہ حال ہی میرا کہ عدو کہتے ہین اوس سے
کر نا خبردار ستم اور زیادہ

خط او سکا بہت خوب عبارت بہت اچھی
ق
اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ

قاصد مگر اغیار کا لکھا ہی جہان حال
پاتا ہون وہان زور قلم اور زیادہ

صد شکر کہ نواب کے الطاف سے ای داغ
چندا اہل سخن جمع ہین کم اور زیادہ

نہین ہوتی بندے سے طاعت زیادہ
بس اب خانہ آباد دولت زیادہ

محبت مین جو لطف دیکھے ہین لیکن
مزا دے گئی ہی شکایت زیادہ

مریض محبت کی اچھی دوا کی
اوسے کل سے ہی آج غفلت زیادہ

وہ تشریف لاتے ہی بولے کہ رخصت
نہین ہمکو ملنے کی فرصت زیادہ

الٰہی زمانے کو کیا ہو گیا ہی
محبت تو کم ہی عداوت زیادہ

عدم سے سب آتے ہین یان چار دنکو
نہین ہوتی منظور رخصت زیادہ

بنے حوض مے صحن میخانہ بھر کر
زیادہ برس ابر رحمت زیادہ

تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھین
کہ ہی کون سا خوبصورت زیادہ

مری بندگی سے مرے جرم افزون
ترے قہر سے تیری رحمت زیادہ

حیا اوسکی آنکھون مین کیونکر ہو یارب
کہ شوخی سے بھی ہی شرارت زیادہ

۲۴۹ نکلتے نہ تھے داغؔ یون گفتگو مین
مگر بہک گئے آج حضرت زیادہ ۹

ردیف یاے تحتانی

مجکو جنت مین نہ راحت ہوگی
اگر یہی دل ہی قسمت ہوگی

اس سے حال یہ وہ کہتے مین
رنج و غم کی یہی صورت ہوگی

جان دیدون تجھے پر ڈرتا ہون
کہ امانت مین خیانت ہوگی

تیرے ہاتھون سے مجھے اے رنج فراق
کبھی مرنے کی بھی فرصت ہوگی

یا مری داد ملے روز جزا
یا قیامت پہ قیامت ہوگی

کوچۂ یار کو لی چھینٹا ہے
مین تہو نگا مری تربت ہوگی

جسکو کہتے ہین جہنم کی آگ
غیر کی گرمی صحبت ہوگی

اپنے مطلب کی تو سن لو مجھسے
یہ نہ جانو کہ شکایت ہوگی

۲۵۰ اب کی میخانے سے اوٹھکر اے داغؔ
کعبے جائین گے جو وحشت ہوگی ۷

جب وہ بت ہمکلام ہوتا ہے
دل و دین کا پیام ہوتا ہے

اوس سے ہوتا ہے سامنا جسدن
دور ہی سے سلام ہوتا ہے

دل کو رو کون کہ چشم گریان کو
ایک ہی خوب کام ہوتا ہے

آپ ہین اور مجمع اغیار
روز دربار عام ہوتا ہے

زیست سے تنگ ہین چھیڑا ہین
دیکھ غصہ حرام ہوتا ہے

کیجے موسی سے لن ترانی کی | اب تو ہم سے کلام ہوتا ہی

۵۱

داغ کا نام سنکے وہ بولے
آدمی کا یہ نام ہوتا ہی

۱۱

الله الله رے پریشانی مری | زلف جاناں کی ہی دیوانی مری
کیا ٹھکانا مجھ سے نازک طبع کا | ہو چکی جنت سے مہمانی مری
تیز ہی خنجر تو نت قاتل نازنین | سخت دشوار ہی ہی آسانی مری
رو دیا اوس بدگمان سے ذکر عشق | پیر سے آگے آئی نادانی مری
آجکل ہی اونکو تصویرون سے شوق | کیا کبھی دیکھی تھی حیرانی مری
روسیاہی کام آئی روز حشر | شکل زاہد نے نہ پہچانی مری
بن گیا کعبہ وہی میرے لیے | ٹک گئی جس در پہ پیشانی مری
ہاے دل لیکر ترا ناز و غرور | واے دل دیکر پشیمانی مری
تر ہوا دامن مئے گلرنگ سے | رنگ لائی پاک دامانی مری
اس گرفتاری پہ اپنی مین نثار | لو وہ کرتے ہین نگہبانی مری

۵۱

آگیا داغ اونکے دل مین یہ غرور
شکل ہی دنیا مین لاثانی مری

۱۲

سب لاگ ہی تیغ جنگجو کی | رکھتی ہی نہین لگی گلو کی
جب پاؤن تھکے تو جستجو کی | جب دل تھا تو آرزو کی
رستے پہ ترے چلی قیامت | سچ ہی کہ بڑی ہی چال چوکی
جب تم نہ ملے تو درد دل نے | اوٹھ اوٹھ کے اجل کی جستجو کی

مطلب کی کہی نہ ایک ظالم
کیا بات ہے تیری گفتگو کی

اونکو ہے عدو سے وہ تمنا
جس بات کی ہمنے آرزو کی

پھر وحشت دل ہے اور صحرا
لین خار نے دھجیان رفو کی

کچھ کم نہین قدر نا امیدی
ہے یہ بھی ہزار آرزو کی

ہم بادہ کشون کی خاک سے بھی
آئیگی صدا سبو سبو کی

اللہ کو کیا جواب دونگا
عادت ہے بتون سے گفتگو کی

کچھ ضبط ہماری خاطر اے چشم
کچھ شرم ہماری آبرو کی

چھوڑا نہ ستم فلک نے دلکا
اللہ رے تلاش کینہ جو کی

۵ اس خانہ خراب دل مین اے داغ
مٹی ہے خراب آرزو کی ۱۲

تدبیر سے قسمت کی برائی نہین جاتی
بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہین جاتی

دل لیکے وہ اب جان طلب کرتے ہین مجھسے
یہ ایسی دھری ہے کہ اٹھائی نہین جاتی

مے پی تو سہی توبہ بھی ہو جائیگی زاہد
کمبخت قیامت ابھی آئی نہین جاتی

آنسو تو پیے جائینگے اے ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان سے کھائی نہین جاتی

پیسا ہے یہانتک تری رفتار نے ظالم
آندھی سے مری خاک اڑائی نہین جاتی

دل میرا ہو کہ تیغ ادا اُنکی
اک پھانس کی تکلیف اٹھائی نہین جاتی

گرتی تھی نشیمن پہ مرے کوند کے بجلی
صیاد کے گھر آگ لگائی نہین جاتی

ہر چند ہے افشائے محبت مین خرابی
یارون سے مگر آنکھ چرائی نہین جاتی

لے دیکے یہان دل مین ہے کیا ایک تمنا
وہ تا بزبان خوف سے لائی نہین جاتی

اللہ رے تنگی دہن ناز کی لب
وعدہ پہ قسم آپ سے کھائی نہین جاتی

للہ مرے ذبح پہ تکبیر تو پڑھ لو
اتنی بھی زبان تم سے ہلائی نہین جاتی

یارب کوئی آفت تھا محبت کا پتنگا
وہ آگ لگی ہی کہ بجھائی نہین جاتی

۵۲
ای داغ کہا حال دل اوس دشمن جان سے
نادان ترے دل کی صفائی نہین جاتی
۱۱

اشک خون رنگ لائے جاتا ہی
داغ اپنے جمائے جاتا ہی

کس صفائی سے تیرے دلکا غبار
مٹتے مٹتے مٹائے جاتا ہی

کتنا با وضع ہی خیال اوس کا
بیکسی مین بھی آئے جاتا ہی

دیکھنا رشک اوسکی محفل مین
ایک کو ایک کھائے جاتا ہی

نا امیدی مٹائے جاتی ہی
شوق نقشہ جمائے جاتا ہی

ہمت ای خاکساران مدد ای ضعیف
کوئی دامن بچائے جاتا ہی

وہ جدھر کو گئے اوٹھا یہ شور
وہ قیامت اوٹھائے جاتا ہی

دل وہ نعمت ہی تجھسا شیرین لب
نظرون نظرون مین کھائے جاتا ہی

آتش شوق کیا بجھے ناصح
تو پتنگے لگائے جاتا ہی

غم نے اوسکے گھلا دیا دیکھو
مجکو مہمان کھائے جاتا ہی

۲۵۵ اوسکا آنا تو درکنار ای داغ
دل ہی قابو سے ہائے جاتا ہی ۹

ہر بات مین کافر کی کیا آن نکلتی ہی
وان آن نکلتی ہی یان جان نکلتی ہی

سو حسن اوسے ملتے مین سو ناز برستے ہین
ای وصل علے تجھمین کیا شان نکلتی ہی

قسمت پہ مری کیا کیا رمال کو حیرت ہی
جو شکل نکلتی ہی حیران نکلتی ہی

وعدۂ وفا کرنا پھر اوسپہ یہ تاکیدین
تا حشر ٹھہر جاؤ کیون جان نکلتی ہی

یہ خانۂ دل جیسا سنسان نظر آیا
بستی کوئی کم ایسی ویران نکلتی ہی

آبادی دل کا ہی اس درجہ خیال اب تو
حسرت بھی نکلتی ہی تو جان نکلتی ہی

چتون کے مٹین سگے بل ابرو کے کھلین گے خم
پر دل کی گرہ کوئی آسان نکلتی ہی

دلبر ہین ادائین بھی دلکش ہین جفائین بھی
اک آن ستمگر مین ہر آن نکلتی ہی

بیطرح کبھی جی مین اٹکی ہی داغ پلک اوسکی
یہ پھانس کوئی دل سے نادان نکلتی ہی

داغ ہر چند جہان گرد ہی سودائی ہی
آپ کے سر کی قسم آپ کا شیدائی ہی

صورت وصل نہ تھی کوئی بجز رنجش غیر
وہ جو بگڑے ہوئے آئے ہین تو بن آئی ہی

اور کیا خاک سٹے گی دل بسمل کی مراد
جو تماشا ہی جہان کا وہ تماشائی ہی

شکوۂ ظلم پہ اول تو وہ خاموش ہوئے
پھر یہ جھنجھلا کے کہا کیا مری رسوائی ہی

جب کبھی بیٹھے بٹھائے خفقان اچھلا ہی
ہمنے جا کر اوسکے کوچے کی ہوا کھائی ہی

نہین معلوم کہ ہین کون بلا حضرت عشق
یون تو اپنی بھی زمانے سے شناسائی ہی

مژدہ اوسکو ہی جو ناکام ازل ہی تجھسے
حسرت اوس پر ہی جو کمبخت تمنائی ہی

نہ سنی ایک بھی مین نے دم بوسہ اونکی
وہ یہ کہتے ہی رہے موت تری آئی ہی

داغ کو اب کسی گلرو سے ملاقات نہین
ہمنے برسون اسی گلشن کی ہوا کھائی ہی

ہمارے قتل کی تدبیر روز وان ٹھہری
یہ زندگی تو نہ ٹھہری بلا سے جان ٹھہری

ہزارون دفن ہوئے مجھسے مضطرب یا رب
یہ کس طرح سے زمین پر آسمان ٹھہری

ہماری خاک کی بربادیاں ذرا دیکھو
کہاں کہاں ہے اڑی اور کہاں کہاں ٹھہری

مرے تڑپنے سے شکوہ تمھیں تو چین آیا
چلو تمھاری طبیعت تو مہربان ٹھہری

سر نیاز ہوا ٹھوکرون ہی مین پامال
جبین عجز مری سنگ آستان ٹھہری

پڑھا دیے جو اوسے چند حرف بیتابی
پیام بر کے دہن مین نہ پھر زبان ٹھہری

جب آیا چین ہمین اسنے کردیا بیچین
تری نگاہ ہماری مزاجدان ٹھہری

یہان یہ غم کہ بکا دل کا مول اک پیسہ
وہان یہ فکر کہ قیمت بہت گران ٹھہری

۵۸ — ۹
ہزار رنگ دکھائے گا داغ داغ جگر
مری بہار نہ ٹھہری کوئی خزان ٹھہری

تجھسے دل خاک ملے دلسے بھی تو ملتا ہی
کوئی ملتے ہی سے ای عربدہ جو ملتا ہی

اسطرح دشمن جان سے نہین ملتا کوئی
کیا لپٹ کر ترے خنجر سے گلو ملتا ہی

کیسی ای قسمت برگشتہ تلاش دشمن
دوست کو ڈھونڈتے مین ہم تو عدو ملتا ہی

مل گیا دل سے یکایک ترے سوفار کا رنگ
ورنہ بیگانے سے برسون مین لہو ملتا ہی

چرخ کم مایہ سے کچھ ہم کو ملے یا نہ ملے
یہ بڑی دولت دنیا ہی کہ تو ملتا ہی

دیکھ چل کر مرے ساقی کی سخاوت زاہد
ایک ساغر کوئی مانگے تو سبو ملتا ہی

گل کھلائے گی عجب رنگ کی یہ شاخ مژہ
اسکو پانی کی جگہ روز لہو ملتا ہی

ارمغان دیتے ہین ہم پیر مغان کو جاکر
کوئی اچھا جو ہمین ظرف وضو ملتا ہی

۲۵۹ — ۹
خاک مین داغ ملاتے ہین جو حسرت تیری
مر بھی کمبخت کہ ایسون ہی سے تو ملتا ہی

چھوڑے ہزار مرتبہ قاتل کے ہاتھ سے
نکلے نہ ایکبار بھی ہم دل کے ہاتھ سے

ای قیس گر صبا نے اوڑایا تو لطف کیا
اوٹھا نہ پردہ صاحب محمل کے ہاتھ سے

ای اضطراب شوق یہ کیسا اثر کیا
تلوار چھوٹی پڑتی ہی قاتل کے ہاتھ سے

ہی خط جادہ راہ محبت مین تیغ تیز
کٹتے ہین پانون دوری منزل کے ہاتھ سے

دے شراب کے ہین مجھے زہر بھی قبول
اوس انجمن مین ساقی محفل کے ہاتھ سے

ٹھہرو ذرا الگ ہی الگ وار کر چلے
دامن بچائے جاتے ہو بسمل کے ہاتھ سے

کوئی سمجھ کی بات کرے تو جواب دین
دم ناک مین ہی ناصح جاہل کے ہاتھ سے

پوچھی نہ اہل فیض سے نوبت سوال کی
خود ہاتھ وہ ملاتے ہین سائل کے ہاتھ سے

٦٠ ای داغ دستگیر ہی وہ پیر دستگیر
مل جاے ہاتھ مرشد کامل کے ہاتھ سے ٩

بے وجہ اجتناب نے رسوا کیا مجھے
ظالم ترے حجاب نے رسوا کیا مجھے

مین نے جو آہ کی تو کہا اوس نے غیر سے
اس خانمان خراب نے رسوا کیا مجھے

کہدی ہی اوس نے نشے مین سب دل کی آرزو
اک ساغر شراب نے رسوا کیا مجھے

یارون پہ کھل گیا اثر الفت نہان
اوس بے کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے

اوس بدگمان سے پوچھ کے تعبیر ہون خجل
میرے بیان خواب نے رسوا کیا مجھے

محشر مین حال دل دم پرسش کہے بنا
کیا کیا مرے جواب نے رسوا کیا مجھے

کچھ اون کے مہر و لطف نے مشہور کر دیا
کچھ رنجش و عتاب نے رسوا کیا مجھے

اس زلف خم بخم نے کیا شہرہ آپکا
اس دل کے پیچ و تاب نے رسوا کیا مجھے

٦١ ای داغ سب یہ حضرت دل کے سلوک ہین
جو کچھ کیا جناب نے رسوا کیا مجھے ١١

آئینہ منہ پہ برا اور بھلا کہتا ہے
دم اعجاز مسیحا کو برا کہتا ہے
میرے افسانے پہ وہ اٹھ کے خفا کہتا ہے
حق ہے اس بات میں ناصح کا طرفدار ہوں میں
ہر دم اپنا دم آخر کی سناتا ہے خبر
چل چکی خوب ستمگر ترے خنجر کی زبان
غیر اچھے جو رہا نے کے بر سے کھلا ہیں
ہے ترے شربت دیدار کی تاثیر عجیب
دیکھنا میرے بت ہوش ربا کا جلوہ
شور محشر ترے مستون پہ بہت چلایا

سچ ہے یہ صاف جو ہوتا ہے صفا کہتا ہے
لب ترا سحر کچھ ایسی ہے ہوش ربا کہتا ہے
کوئی سنتا بھی ہے اسکی کہ یہ کیا کہتا ہے
دل کی کہتا ہے جو اس دل کو برا کہتا ہے
ہر نفس ہر نفس احوال فنا کہتا ہے
دہن زخم کی سن تو کہ یہ کیا کہتا ہے
میں برا ہوں کہ جہاں مجھکو بھلا کہتا ہے
زہر کہتا ہے کوئی کوئی دوا کہتا ہے
دیکھکر شیخ جسے صل علا کہتا ہے
یہ بھی جانا نہ کسی نے کہ یہ کیا کہتا ہے

۲۹۱

ہند سے تا بہ دکن داغ ہے شہرت تیری
اب تو کچھ اور ترا بخت رسا کہتا ہے

۱۲

اس انجمن سے بہت بیوفا اٹھ کے چلے
بتوں کے کوچے سے ہم دلفگار اٹھ کے چلے
بچھا لے میرے سرشک وا انہیں اتنا آل
تری نگاہ بہت مست ہے سنبھل کے ذرا
ٹھہر گئے وہ جہاں سرو باغ سے گویا
نہیں ہے بادہ و ساغر تو اتنی اے ساقی
الٰہی جائیں کس گھر یہ سے وحشتناک

سرور اٹھ کے ہم آئے خمار اٹھ کے چلے
شکار کرنے کو آئے شکار اٹھ کے چلے
کہ خوب تیغ تری آبدار اٹھ کے چلے
سمند ناز و ادا پر سوار اٹھ کے چلے
اگر چلے تو نسیم بہار اٹھ کے چلے
نگاہ مست مے خوشگوار اٹھ کے چلے
بہشت سے بھی اگر بیقرار اٹھ کے چلے

پیامبر بھی تو انسان ہے فرشتہ نہیں
الٰہی بیسبب دل بیقرار ہو کے چلے

وہ تفتہ دل ہوں جو دریا میں ہاتھ ڈالیں
تو موج بحر یقیں ہے غبار ہو کے چلے

کسی کی آنکھ میں وہ انتظار ہو کے رہے
کسی کے دل سے شکیب و قرار ہو کے چلے

خبر ہوئی مجھے وہ کشتۂ تغافل ہوں
جو حشر بھی مرے سوئے مزار ہو کے چلے

گلے لگا کے اونھیں عذر پھر کیا میں نے
مری کمی سے وہ جب شرمسار ہو کے چلے

۲۶۲

نگاہ یار کی پھرتی ہے بزم سے اے داغ
رقیب بھی مرے یاروں کے یار ہو کے چلے

۱۵

طبیعت کوئی دن میں بھر جائیگی
چڑھی ہے یہ آندھی اوتر جائے گی

رہیں گی دم مرگ تک آہٹیں
یہ نیت کوئی آج بھر جائے گی

رہے یہ پیروی ہجر ہو یا وصال
مگر اک بات آخر ٹھہر جائے گی

نہ تھی یہ خبر ہم کو اپنی بہار
ادھر آئے گی اور ادھر جائے گی

محبت میں ایدل ذرا سر پہ کھیل
وہ بازی نہیں ہے کہ بکھر جائے گی

کہوں گو نہ میں حشر کو تیرے ظلم
یہ خلق خدا کیا مکر جائے گی

خدا کے لیے آج اقرار کر
کہ پھر بات کل حشر پر جائے گی

نہ گذری شب ہجر سمجھے تھے ہم
تڑپتے پھڑکتے گذر جائے گی

مرا حال بہتر ہے اوس سے کہو
ڈریں گے جو سچی خبر جائے گی

نہ جائے کوئی میری میت کے ساتھ
مری بیکسی نوحہ گر جائے گی

رہے گا ترا جلوہ مد نظر
جہاں تک ہماری نظر جائے گی

شب وعدہ آجاؤ ورنہ قضا
مرے سر پہ احسان دھر جائے گی

نہ چھوڑیگی دامن کبھی مشت خاک
صبا ہم سے اوڑ کر کدھر جائیگی

صبا اوس گلی سے مری خاک کو
جب آئیگی برباد کر جائیگی

۳۶۴

دیا دل تو ای داغ اندیشہ کیا
گذرنی جو ہوگی گذر جائیگی

۱۳

دشمنوں سے دوستی غیروں سے یاری چاہیے
خاک کے پتلے ہے تو خاکساری چاہیے

عشق مین کچھ یاس کچھ امیدواری چاہیے
کچھ تحمل چاہیے کچھ بیقراری چاہیے

جنکو عشق و حسن کے دعوی ہین اونکے واسطے
دل ہمارا چاہیے صورت تمہاری چاہیے

وعدہ تو کر لو زبان سے پھر وفا کرنا نہ تم
ناامیدون کے لیے امیدواری چاہیے

اس تغافل اس حیا سے کب چھپا راز نہان
اب نرالی کوئی طرز پردہ داری چاہیے

چار حرف آرزو ہین سب کی ساری بات مین
اور قصے کے لیے تو عمر ساری چاہیے

دیکھ ہنس ہنس کر نہ کھو اپنی وفا کا اعتبار
مرگ عاشق پر ستمگر اشکباری چاہیے

کھل گیا جب راز تو اخفا کیے سے فائدہ
اوٹھ گیا پردہ تو پھر کیا پردہ داری چاہیے

مست و بیخود اسقدر اپنی نہین تجکو خبر
او تغافل کیش کچھ تو ہوشیاری چاہیے

چارہ گر مشکل ہی میرے داغ سودا کا علاج
جائے پنبہ دامن باد بہاری چاہیے

ای فلک مشکل ہی کچھ رہ جائین ہم انجام کار
اس مرقع مین کوئی صورت ہماری چاہیے

مل گیا ہمکو وفا و عشق الفت کا صلہ
بندہ پرور آپکی بس یادگاری چاہیے

۳۶۵

دل پہ گر قابو نہین ای داغ تو ہی چاہیے شکر
عاشقون کیواسطے بے اختیاری چاہیے

۹

حسرتین لیکے اس بزم سے چلنے والے
ہاتھ ملتے ہی اوٹھے عطر کے ملنے والے

وہ گئے گور غریبان پہ تو آئی یہ صدا
تھم ذرا اور روش ناز سے چلنے والے

دیکھیے کیا ہوا آہی مرے نامے کا جواب
پاس اونکے ہین بہت زہر اوگلنے والے

ان جفاؤن پہ وفا کوئی نہ کرتا لیکن
دل بدلتا نہین اونکھ بدلنے والے

شرم آلودہ نگاہین تو کرین گے بسمل
اب کوئی آن مین یہ تیر ہین چلنے والے

دل نے حسرت سے کہا تیر جو اوسکا نکلا
دیکھ اس طرح نکلتے ہین نکلنے والے

دل بیتاب وہ آتے ہین خبر آئی ہی
صبر کر صبر ذرا اے مچلنے والے

امتحان تیغ جفا کا جو اونھین ہو منظور
بچ بچا کر ابھی ٹل جاتے ہین ٹلنے والے

۹
گرمی صحبت اغیار کے شکوے پہ کہا
آپ اے داغ ہمیشہ کے ہین جلنے والے

جفا کرتا ہی تو بدلے وفا کے
خدا کو مان اے بندے خدا کے

کسی کے عشق نے کی دلمین گرمی
کھلے جاتے ہین بند اونکی قبا کے

پریشان کر دیا دل نے اوجھکر
کھلے جاتے ہین بل زلف دوتا کے

ہوا ہون کشتۂ پائے نگارین
مرا خون سر ہوا رنگ حنا کے

نہ خوش ہو اے بتون ہم کو ستا کر
ڈرو سو کارخانے ہین خدا کے

ہوئی جاتی ہین کیون نیچی نگاہین
کہو تو کیا ہی قربان اس حیا کے

وہ روئے دیکھکر میت کو میری
پنچھے آنسو ذرا اہل عزا کے

اوجھنا زلف سے لڑنا نگہ سے
سینے ہین حضرت دل بھی بلا کے

۱۸
مری مشکل ہوئی اے داغ آسان
تصدق اپنے ہین مشکلکشا کے

جنون مین تن پہ لباس غبار باقی ہی — کب اپنے پاس کفن کو بھی تار باقی ہی

ابھی نزاکت رفتار یار باقی ہی — ابھی نہ ماشۂ نا پائدار باقی

خزان ہی دیکھکے وحشت سی چھا گئی دل پر — ابھی نظارۂ فصل بہار باقی ہی

نہ دیکھی عیش گذشتہ کی پھر کبھی صورت — غلط کہ گردش لیل و نہار باقی ہی

وہ چشم زار کا سنتے ہی ماجرا گھبرائے — ابھی تو شرح دل بیقرار باقی ہی

خرام ناز نے تھوڑی قیامتین کین بپا — وہ دیکھیے تو کسیکا مزار باقی ہی

بسے نہ پھر عدو دل مین کینہ جو کی جگہ — جو ہم نہین تو ہمارا غبار باقی ہی

جو یہ نہین ہی تو کچھ بھی خلش نہین باقی — جو عشق ہی تو غم بیشمار باقی ہی

امید وصل چلی جاے ہان دل ناداں — بہت ابھی تو شب انتظار باقی ہی

جنون کے ہاتھ سے تار نفس بچا لے خدا — رہا سہا یہی لے دیکے تار باقی ہی

صبا اوڑا نہ سکی آسمان مٹا نہ سکا — کہ دل مین اونکے ہمارا غبار باقی ہی

کرونگا مین بھی ترا ایک ہی لہو باقی — جو دم مین دم مرے ای تیغ یار باقی ہی

صفائیون سے مجھے خاک مین ملاتے ہو — صفائیون پہ بھی اتنا غبار باقی ہی

بیان سوز جگر پہ آپ گھبرائے — نکالنا ابھی دل کا غبار باقی ہی

مریض عشق کی کیا پوچھتے ہو پوچھو — کہ زندہ کوئی بھی بیمار دار باقی ہی

رکھین گے عمر بھر اس دلکو بس مین ای ظالم — اگر لٹتا ہی تو کل اختیار باقی ہی

پھر اسکی لوٹ لے ظالم نگاہ ناز سے تو — کہ دل مین مایۂ صبر و قرار باقی ہی

۲۶۸

دم اخیر ہی ای داغ توبہ کر توبہ
کہ روسیاہ ابھی اختیار باقی ہی

۱۰

کچھ بھی الفت نے ترے دلمین چھوڑا باقی — رہ گئی ایک تمنا ہی تمنا باقی
دم او لجھتا ہی جو سینے مین تو دلمین شاید — رہ گیا اوسکی مژہ کا کوئی کانٹا باقی
گو وہ دل اونکا نہین کرتے ہین ظاہر داری — پر غنیمت ہی کہ اتنا ہی سہارا باقی
سنگ مین لعل بنا عشق کی نیرنگی سے — خون فرہاد کا تھا کوئی جو قطرا باقی
صبح اون مست نگاہون کا نہ پوچھو عالم — جن مین تھا رات کا کچھ نشۂ صہبا باقی
دیکھکر تیرگی گور کو مین چونک پڑا — مین نے جانا کہ ابھی ہی شب یلدا باقی
بسملون کو جو ترے مل گئی راہ ظلمت — چشمۂ خضر مین پانی نہ رہیگا باقی
عاقبت کثرت عصیان سے مرے گھبرا کر — رہ گیا کاتب اعمال کو لکھنا باقی
میری تحریر کے انداز تو دیکھو گویا — کوئی مطلب نہ رہا ہی نہ رہیگا باقی

۲۶۹ — ۹

جیتے جی عشق و محبت کو مٹا دو اے داغ
کیون رہے بعد فنا مفت کا جھگڑا باقی

کبھی کچھ درد رہتا ہی کبھی کچھ سوز رہتا ہی — ہمارے دل پہ صدمہ اک نہ اک ہر روز رہتا ہی
نگاہین اونکی جادو سے قیامت ہوتی جاتی ہین — الٰہی کون سا فتنہ سبق آموز رہتا ہی
دل اپنا چین سے رہتا نہین اک آن پہلو مین — مگر دل مین تمھارا ناوک دلدوز رہتا ہی
جو مین ہون عشق مین مضطر وہ ہی میرے لیے مضطر — زیادہ مجھسے آشفتہ مرا دلسوز رہتا ہی
خوشی ہی عید ہی اغیار مین جلسے ہین باشوخین — وہان تو رات دن نوروز ہی نوروز رہتا ہی
مصاحب ہی یہی اک ہجر مین اسکو خدا رکھے — مرا ہمدم مرا مونس غم جانسوز رہتا ہی
رقیب روسیہ بھی رات بھر پھرتا ہی سرگردان — خدا جانے کہان وہ شمع شب افروز رہتا ہی
کبھی کچھ غم اوٹھایا ہو تو جانین آپ کیا جانین — کہ کس کس غم مین آلودہ یہ غم اندوز رہتا ہی

تصور مین کسی کے داغ نیند آتی نہین مجھکو
عجب بیدار اپنا طالع فیروز رہتا ہی

کیا صبا کوچۂ دلدار سے تو آتی ہی
مجھکو اپنے دل گم گشتہ کی بو آتی ہی

صاف ہی سینہ ہمارا کہ نہ دل ہی نہ جگر
کیا صفائی سے تجھے ای آئینہ رو آتی ہی

نہ کیا تونے کبھی غیر کا شکوہ ہمسے
بات کہنے ہی مین ای عربدہ جو آتی ہی

ہو رسا آہ تو کیا جانے کہان تک پہنچے
نارسائی مین تو یہ عرش کو چھو آتی ہی

تیری تلوار نے بھی چال اوڑائی تیری
کھنچ کے آتی ہی یہ جب تا بہ گلو آتی ہی

دشمنی ختم ہوئی ایک وفا دشمن پر
دوستی تجکو تو ای میرے عدو آتی ہی

طعنے موت کو فرہاد کی وہ کیا جانے
منھ سے شیرین کے ابھی دودھ کی بو آتی ہی

یاد آجاتی ہی وہ چین جبین دیکھ کے موج
لہر سی دل مین ہمارے لب جو آتی ہی

شجر خشک تو ہر سال ہرے ہوتے ہین
جا کر ای عمر جوانی کہین تو آتی ہی

دل اگر صاف نہو پاک نہوگا انسان
یون تو ابلیس کو بھی شرط وضو آتی ہی

جانتا ہون کہ یہی دشمن جان ہی میرا
اوسکے خنجر سے مجھے خون کی بو آتی ہی

محفل یار مین ای داغ سوا حسرت کے
کب ہمین کیفیت جام و سبو آتی ہی

طلب ہی چاہنے والون سے امتحانون کی
بری بنی ہی خدا خیر کرلے جانون کی

خدا کرے ابھی ای باغبان گرے بجلی
ترے چمن کو لگے آگ آشیانون کی

تڑپ تڑپ کے کمبخت صبر کر نہ سکین
خرابیان ہین محبت مین نوجوانون کی

قدم قدم ہی تری چال کا نیا انداز
وگرنہ ایک روش ہی سب آسمانون کی

اٹھین تو کھیل تلون مزاجیان لیکن ۔۔۔ یہان تو روز ہی شامت مزاجدانون کی
کسی لحاظ سے نالہ نہین کیا ہم نے ۔۔۔ وگرنہ کون سی بنیاد آسمانون کی
عجب نہین ہی کہ ہنگامۂ قیامت کو ۔۔۔ ملے نہ قبر اگر ہم سے بے نشانون کی
سدھارتا نہین جنت کو کسلیے صیاد ۔۔۔ کہ باغ خلد مین کثرت ہی آشیانون کی

۲۶۲ ۔ یہ زہد آپکا اے داغ سب ہی مکر و فریب
ہزار کھیل ہے تسبیح لاکھ دانون کی ۔ ۹

دل مرا لے کے مری جان دغا تمنے تو کی ۔۔۔ تھی مجھے چشم وفا تم سے جفا تمنے تو کی
بے گناہون کو سزا دیتے ہو اللہ اللہ ۔۔۔ بے خطا کہتے ہو ہان ہان کہ خطا تمنے تو کی
کوئی بیچارہ بلا سے ہو پریشان خاطر ۔۔۔ رخ پر نور پہ وا زلف دوتا تمنے تو کی
ہمنے جو کی وہ بری کی یہ تو سچ ہی لیکن ۔۔۔ تم تو اچھے ہو چلو ہم سے وفا تمنے تو کی
غم دیا رنج دیا داغ دیا زہر دیا ۔۔۔ خوب بیماد محبت کی دوا تمنے تو کی
جانتے ہی نہین دشنام کا انجام ہی کیا ۔۔۔ بات اک پہلے پہل نام خدا تمنے تو کی
ہمنے جانا تھا کہ وہ پھول چڑھانے آئے ۔۔۔ قبر عاشق پہ قیامت ہی بپا تمنے تو کی
رشک دشمن نہ اوٹھا ہمسے ہمین تھے نادان ۔۔۔ دوستی ورنہ حقیقت مین ادا تمنے تو کی

۲۶۳ ۔ چار دن بھی کہین آرام نہ پایا اے داغ
بیوفاؤن پہ یونہین جان فدا تمنے تو کی ۔ ۱۴

جفا کی ان بتون سے یاد وفا کی ۔۔۔ دیا دل اب تو جو مرضی خدا کی
نئی شوخی ہی چشم فتنہ زا کی ۔۔۔ تغافل یون کیا گویا حیا کی
ہمارا درد دیکھا جاے کس سے ۔۔۔ ہمیشہ روح کھنچتی ہی دوا کی

شب اندوہ و غم کا پوچھنا کیا
بنا کی جو مرے دم پر بنا کی

تم اتنے ہوکہ دوگے ہم کو تقدیر
نہین کی تو بھی ہان ہم نے خطا کی

مٹاؤن داغ ہجران دل سے کیونکر
وہ پوچھین گے نشانی میری کیا کی

جواب قتل کیا قاتل نے سوچا
کہ اوس کو عید ہی روز جزا کی

کھلا اوسکی جفا کا کچھ نہ باعث
مگر اتنا کہ ہم سے کیون وفا کی

لگی ہی سینے سے دشمن کی تصویر
وہ کھولین کیا گرہ بند قبا کی

لڑے ہین غیر سے غصہ ہی مجھ پر
کوئی پوچھے تو مین نے کیا خطا کی

الٰہی وصل کی ہی رات ٹے ڈال
مجھے کوئی گھڑی روز جزا کی

رہی یان صلح پر بھی جنگ باہم
طبیعت اون سے مل کر لڑا کی

ابھی اقرار اس کا ہو چکا تھا
ادھر دیکھو تو پھر ہم سے حیا کی

۴۷

پھر اوس بت پر فدا ہین حضرت داغ
قسم کھائی تھی کعبے مین خدا کی

۱۳

منصفی دنیا سے ساری اوٹھ گئی
اے بتون ایمان داری اوٹھ گئی

دل سے وہ بے اختیاری اوٹھ گئی
اب تمنا ہی تمھاری اوٹھ گئی

وہ سوم مین میرے کب آئے کہ جب
بیٹھ کر مخلوق ساری اوٹھ گئی

واسے دشمن ہوگیا سارا جہان
ہائے رسم دوستداری اوٹھ گئی

بیطرح پھیلا ہی اون زلفون کا جال
اب امید رستگاری اوٹھ گئی

رہگئے لاکھون کلیجا تھام کر
آنکھ جس جانب تمھاری اوٹھ گئی

جب ہوا سجدے مین اوس بت کا خیال
خود بخود گردن ہماری اوٹھ گئی

آئے بن ٹھن کر مرے ماتم مین وہ
جب کہ رسم سوگواری اوٹھ گئی

عشق نے بیباک آخر کر دیا
اب وہ شرم آہ و زاری اوٹھ گئی

دور مین اوس چشم مست ناز کے
لذت پرہیزگاری اوٹھ گئی

ہی عجب اس نازکی پر بار ناز
تجھ سے یہ تلوار بھاری اوٹھ گئی

ہم کھنچے ایسے کہ آخر اون کو بھی
اب توقع ہی ہماری اوٹھ گئی

۲۷۵
کس سے رکھیے داغ چشم دوستی
اوٹھ گئی یارون سے یاری اوٹھ گئی
۱۷

اہی فلک دے ہمکو پورا غم تو کھانے کے لیے
وہ بھی حصہ کر دیا سارے زمانے کے لیے

باغ مین جاتے ہین وہ تو گل کھلانے کے لیے
سیدھیان سرو و صنوبر کی سنانے کے لیے

سرگذشت اپنی فسانہ ہی زمانے کے لیے
گم ہوئے تھے ہم جہان سے یاد آنے کے لیے

ماجراے دل ہی کیا یارب کہ جسکا شوق ہی
لب ہی مشتاق ہین پہر فسانے کے لیے

غنچہ دل کے عوض تازہ ہوے داغ جنون
کیا بہار آئی تھی دیوانہ بنانے کے لیے

پاس اپنے دل لگے رہنے دیجیے میرا بھی دل
اک خوشی کو چاہیے اک غم اوٹھانے کے لیے

بس ہاہی جیمین تو وہ نازنین نازک مزاج
اب کہان سے لائیے دل چوٹ کھانے کے لیے

بعد محشر کیا یہ بت بیکار ہی رہجائینگے
اک نہ اک فتنہ ہی لازم ہر زمانے کے لیے

زاہد صد سالہ آیا میکدہ مین بھول کر
لا شراب کہنہ ساقی اس پرانے کے لیے

قتل دشمن کا نہین مشکل بہت آسان ہی
چاہیے اک دوست مجھسا دل بڑھانے کے لیے

چار حرف آرزوے دل ہین یون تو مختصر
گر بڑھاؤن مین تو قصہ ہی بڑھانے کے لیے

تم سے بچکر اک وفا حصے مین اپنے آگئی
تمنے خوبی کونسی چھوڑی زمانے کے لیے

آگیا کچھ یاد دل بھر آیا آنسو گر پڑے — ہم نہ روئے تھے تمہارے مسکرانے کے لیے
کثرت غم سے مرے دلمین جگہ ملتی نہین — عیش رستہ ڈھونڈھتا پھرتا ہی آنے کے لیے
مرگئے تو مرگئے ہم عشق مین ناصح کو کیا — موت آنے کے لیے ہی جان جانے کے لیے
اونچی چتون سے عیان ہی چاہتا ہی اونکا دل — رشک لیلی ہم نہین مجنون بنانے کے لیے

داغ جنت کو سدھارا اک بت اوسی کوچے مین ہی
دور جا پاؤن اپنے کیون تھکانے کے لیے

بے مثل کیا اوس بت کافر کو خدا نے — سمجھے کہ نہ سمجھے کوئی مانے کہ نہ مانے
مایوس ہوئے ہم تو ہوے غیر بھی ناکام — معمور کیا باب قبول اپنی دعا نے
ای حشر کچھ انصاف بھی ہوگا کہ نہ ہوگا — بیفائدہ آیا ہی جو سوتون کو جگانے
اس باغ مین ہی رنگ شہادت ہی کی رونق — جو گل نے رکھا منہ پہ وہی دلمین حنا نے
جب دلمین تمہارے ہی نہین گھر تو کہان گھر — کیا پوچھتے ہو خانہ خرابون کے ٹھکانے
انداز کہے دیتے ہین کشتی کے تمہارے — لوٹا ہی اسی ناز نے مارا ہی ادا نے
مرتے ہین ترے کوچے مین پامال محبت — گھر دیکھ لیا گلشن جنت مین قضا نے
اوڑتے ترے ٹکڑے ہوے دامن کیطرح سے — ای چرخ تجھے چھوڑ دیا دست دعا نے

میخانہ ہی اور داغ ہی اور نشۂ مے ہی
سوتا ہی یہ رکھے خشت خم بادہ سرہانے

یہ شیشہ نہین وہ کہ جسمین پری ہی — فقط دلمین حسرت ہی حسرت بھری ہی
کہا تجکو سودا ہے زلف پری ہی — یہ اوٹھتی نہین ایسی تہمت دھری ہی
اشارے سے اون آنکھون کے جان بخش ٹھہرے — یہ اعجاز ہی یا کہ افسون گری ہی

نہ آگے گئی اس سے وہ چشم خودبین
مگر آئینہ جد اسکندری ہے

اوسے دیکھکر دلمین قائل ہے ناصح
مگر بات کیا ہی سخن پروری ہے

ہوسے طور بیطور الفت مین دل کے
قضا اک نہ اک روز آگے دھری ہے

گوارا نہین دل کی شرکت بھی ہم کو
محبت مین یان تک طبیعت بری ہے

کہان اسمین تیری سی محشر خرامی
لٹا پڑا ہوا تیر اک ایک دری ہے

صبا بن گئی چور باد سے چمن مین
کہ غنچے کی مٹھی جو زر سے بھری ہے

دلاسا بھی دیتے نہین عاشقون کو
یہ کیا دلدہی ہے یہ کیا دلبری ہے

۲۷۸
ملا داغ سے آج وہ ماہ پیکر
مبارک قران مہ و مشتری ہے
۱۱

سر وہ سر ہے کہ جو دلدار کے در تک پہونچے
دل وہ آئینہ ہے جو اوسکی نظر تک پہونچے

ناتوانی نے رکھا اوسے شب وعدہ جدا
ہم چلے شام سے رستہ تو سحر تک پہونچے

دلکو تھامون کہ ترے بزم مین آنسو پونچھون
ہاتھ جب دل سے اوٹھے دیدۂ تر تک پہونچے

شعبدے چال نے تیری تری آنکھونکو سکھاے
فتنے رفتار سے اوٹھ اوٹھ کے نظر تک پہونچے

دونون ہاتھون سے کیا ذبح مجھے قاتل نے
جب بھی کہتا ہے دکھے دو دو پہر تک پہونچے

اوسکے ہمراہ گیا ہے دل پر رنج و ملال
یا الٰہی وہ سلامت کہین گھر تک پہونچے

زلف آہستہ جھٹکیے مرا جی ڈرتا ہے
دیکھیے ہاتھ کا جھٹکا نہ کمر تک پہونچے

پس دیوار چمن رکھدے قفس ای صیاد
مین نہ پہونچون مرا نالہ گل تر تک پہونچے

کس طرح لیگا بلائین کوئی آسودۂ خاک
کچھ نہ پہونچے ترے گیسو جو کمر تک پہونچے

آلپٹ جام سے پینے سے کہ اے چرخ چال
کبھی ٹھنڈک بھی تو عاشق کے جگر تک پہونچے

شوق ہی دادِ خدا ذوق ہی امدادِ خدا
داغ کیونکر نہ سخن رشکِ ثریا پہنچے

۱۸ ۲۷۵

جاتا تھا کہ ہو موت ہی آرام جدائی — وان تیسری گور ہوئی شام جدائی
حسرت ہی کہ جو شخص ہے وصل کا مشتاق — دے نامہ بر آ کر اوسے پیغام جدائی
پاس اپنے جو سرمایۂ الفت ہی تو یہ ہی — اک درہم داغ جگر انعام جدائی
ہی عالم دوری میں بڑا لطف تصور — اسواسطے ہون بندۂ بیدام جدائی
ملجائے کوئی عاشق دیرینہ تو پوچھون — کس طرح بسر کرتے ہین ایام جدائی
معشوق تو کیا تجھسے حذر کرتے ہین عاشق — ای داغ ترا نام ہے پیغام جدائی

قطعہ

کل داغ سے پوچھا یہ کسی نے کہ بتا تو — کیا حال ہی ای بسمل صمصام جدائی
سرشار ہی کیون بادۂ اندوہ مین غافل — گردون نے پلایا تجھے کیا جام جدائی
آنکھون سے برستے ہین درِ اشک تمنا — سینہ ہی ترا مخزن آلام جدائی
کیون دل پہ ترا ہاتھ ہی کیون چشم ہی پُرنم — ہی تجھ سے جدا کون سا آرام جدائی
آغاز جدائی کو جدائی نہ سمجھ تو — ہوتا ہی وصال ایک دن انجام جدائی
ہان صبر ہی درکار کہ اوس عربدہ جو پر — حسرت نہ کھلی وصل کی ہنگام جدائی
یہ سنکے کہا ہائے نہ پوچھو یہ نہ پوچھو — کچھ اور کرو ذکر نہ لو نام جدائی
کیا صدمہ قلق کیا ہی کہا کا غم ہجران — ہی رنج کا مذکور نہ یان نام جدائی
احباب کہ تھے واقف اسرار محبت — جھنجلا سے کہ او مورد الزام جدائی
ہم پوچھکے احوال خطاوار ہی ٹھہرے — گویا کہ دیا ہم نے یہ پیغام جدائی

اک نالہ کیا مرغ گرفتار کی صورت	مطلع یہ پڑھا اوسنے تہِ دامِ جدائی

۳۸۰ — اللہ رے گردشِ ایامِ جدائی
کم صبحِ قیامت سے نہین شامِ جدائی — ۹

گھٹ گئے یون جو اہلِ دل شام و سحر بڑھتی ہے	جسطرح ہوکے قلم شاخ شجر بڑھتی ہے
قطع امید سے امید مگر بڑھتی ہے	کہ ادھر گھٹتی ہے الفت تو ادھر بڑھتی ہے
تول میزانِ نظر مین نظرِ دشمن و دوست	کسطرف کم ہے تری چاہ کدھر بڑھتی ہے
جلوۂ تابشِ خورشید سے گھٹتی ہے نگاہ	اوس مہِ حسن کے دیکھے سے نظر بڑھتی ہے
دیکھیے خوب گھٹا کر جو شبِ ہجران کو	روزِ محشر سے یہ دو چار پہر بڑھتی ہے
چشمِ قاتل کو اگر سنگ فسان ہے سرمہ	اور بھی برشِ شمشیرِ نظر بڑھتی ہے
یہ نہوگا کہ تجھے اسکے عوض دون یہ بھی	دل فقط نفسے کی قیمت ہے جگر بڑھتی ہے
اسقدر بھی جو نہوتی تو نہوتی ثابت	زلف کے تار سے کیا اوسکی کمر بڑھتی ہے

۳۸۱ — کوسے سفاک مین بیخوف چلا ہے دیکھو
عمر سے یہ داغ بھی کمبخت مگر بڑھتی ہے — ۱۱

صبر آنا تو محبت مین بہت مشکل ہے	موت بھی تو نہین اسکو یہ وہ کافر دل ہے
ہجر ہے آفت جان وصل بلائے دل ہے	آدمی کے لیے ہر طرح غرض مشکل ہے
شمع جب آئینہ حیران ہے عاشق ششدر	واہ کیا عالم تصویر تری محفل ہے
ہمنے جو راز کہ خلوت مین کہا تھا اوس سے	آج افشا وہ رقیبون مین سرِ محفل ہے
تجکو اے قیس ہے کیون ناقہ و محمل کی تلاش	دلمین لیلی ہے تری دل ہی ترا محمل ہے
حشر کے دن تو ملوگے یہ کیا مین نے سوال	سنکے چپکے دیر مین ظالم نے کہا مشکل ہے

جمع ہین کسقدر آشفتہ خدا خیر کرے
اوسکی ہر ہر شکن زلف مین اک دل ہی

وہ زمانہ ہی گیا آپ کی دلجوئی کا
کہ تلاشین ہمین زمانے مین کہین بھی دل ہی

صفحۂ دہر پہ یہ ہستئ موہوم مگر
حرف ہی تو ہی غلط نقش ہی تو باطل ہی

ای غم یار کوئی اپنا ٹھکانا کرلے
دل تو بردرد ہی تو درد کے کیون شامل ہی

۲۸۶
ہمکو قسمت نے دیا داغ تمنا ای داغ
وہ ہی ملتا ہی جس انعام کے جو قابل ہی
۱۵

ہون تو دیوانہ مگر خالی نہین تدبیر سے
مین نے باندھا ہی جنون کو حلقۂ زنجیر سے

مجرمان عشق کو کیا خوف ہی تعذیر سے
کٹ سکا کب رشتۂ الفت تری شمشیر سے

نبھکے کیون چلتا ہی خاک عاشق دلگیر سے
آدمی اکسیر کا بنتا ہی اس اکسیر سے

گر تری وحشت نہ وہ کچھ بھی ہلا مین ہاتھ پاؤن
شور محشر ہیچ اوٹھے نالۂ زنجیر سے

جب چھٹا وہ ان شست سے ناوک چلا پہلو سے دل
یہ شکار اور ترکر لپٹ جاتا ہی نوک تیر سے

سورۂ یوسف سنون کیا کان دھر کر واعظون
کان اوسنے بھر دیے مین لذت تقریر سے

ہر خطا وار آپکے احسان کا مارا گیا
عفو کرنا جرم کا بڑھکر ہوا تعذیر سے

ظلم ہی آزاد پر پابندی مقصود بھی
کتنا بچ بچکر گیا نالہ مرا تاثیر سے

سمجھے نامے کو مرے کاتب وہ فرط قہر مین
کچھ عجب انداز کی تقریر تھی تحریر سے

یہ نئی صورت کی پہنائین جنون نے بیڑیان
پڑ گئے تار گریبان پانون مین زنجیر سے

کیا کرین کچھ بس نہین تیرے لیے ای دور وصل
عمر تھوڑی ہی مانگ لیتے آسمان پیر سے

طبع نازک مین تلون اسقدر کاہے کو تھا
یہ اوڑایا رنگ میرے رنگ کی تغییر سے

ہوکے بسمل اس تن بیحس کو جنبش ہو گئی
آ گیا دم مجھمین گویا برش شمشیر سے

شکر ہی ای دل کہ اون کو غصہ آ کر رہ گیا
آلیا تھا موت نے پر بچ گئے تقدیر سے

٢٨٣

کسقدر ہی داغ مہر و لطف کا دنیا مین کال
مر گئے عشاق تو اس قحط عالمگیر سے

١٣

چارہ گر ہم ہوش مین آئین گے کیا تدبیر سے
عقل و دیوانی نہین بندھین جسنے زنجیر سے

بڑھ گئی وحشت زیادہ چارہ و تدبیر سے
اور دونے پانون اپنے کھل گئے زنجیر سے

جب لٹے مین وہ نگاہ عاشق دلگیر سے
چھبگئی ہین چھپانسی کھبگئے ہین تیر سے

فکر ہی لکھین گے کس پر نامۂ اعمال خلق
کونسا کاغذ بچا یان شوق کی تحریر سے

تو نے رکھا ہی کہان تک ہمکو ای جوش جنون
جائینگے کس گھر نکل کر خانۂ زنجیر سے

کچھ توقع کچھ یقین کچھ یاس کچھ وہم و گمان
انتظار یار کی ہی کیفیت تاخیر سے

ہی کلام لطف مین بھی اک طرح کی نوک جھوک
میٹھی چھریان چلتی ہین شیرینی تقریر سے

بیقراری کا برا ہو منفعل قاتل سے ہون
اک جگہ ٹھہرا نہین تو بچ گیا ہر تیر سے

پڑ گئی کیونکر الٰہی دلمین اوس بت کے گرہ
بچ رہا تھا کونسا عقدہ مری تدبیر سے

ہی قم عیسی صدا قاتل کی مجکو وقت ذبح
جان آجاتی ہی ہر دم نعرۂ تکبیر سے

ہر سخن مین گرچہ سو پہلو بچاتا ہون مگر
آرزوئین ٹپکی پڑتی ہین مری تقریر سے

گر رسائی چاہتی ہی اور تو اپنا عروج
ای دعا ملجا کسی اوچکی ہوئی تقدیر سے

٢٨٤

داغ جلنے کے لیے کافی ہی اوسکی شمع مین
کاٹ ڈالے کوئی پروانے کا سر گلگیر سے

٩

چھوڑا ہی ساتھیون کے لیے کاروان مجھے
لیجائے دیکھیے مری قسمت کہان مجھے

شب کو نہ آئے تم تو دل بدگمان مجھے
وان لیگیا کہ موت ہی جانا جہان مجھے

چکر مین مثل سنگ فلاخن ہون دیکھیے
پھینکے مرے نصیب کی گردش کہان مجھے

کیا درد دل کہون کہ سراپا ہون دردمند
آتی نہین ہی بات سواے فغان مجھے

پڑتی ہی اونکی آنکھ سرِ بزم جب کہین
جاتے ہین اک نگاہ پہ سو سو گمان مجھے

ہوتی نہ وہ گلی تو بہلتا نہ دل مرا
ملتا اگر زمین کے عوض آسمان مجھے

افسانے کہکے اوسکو سلاؤن تمام رات
ڈرکہی رکھلے کاش ترا پاسبان مجھے

دل خط مین رکھدیا بھی تو کیا فائدہ ہوا
قاصد کا ہی سوال کہدے تو زبان مجھے

۲۸۵ — ۹

اے داغ اوسکے ہاتھ سے گر ہون شہید مین
وہ موت بھی ہو زندگی جاودان مجھے

ہر گھڑی مجھکو قسم غیر کی دی جاتی ہی
وصل مین اونکی نئی چھیڑ چلی جاتی ہی

کبھی اصرار ہی مجھکو کبھی انکار وصال
بات تیری نہ اوٹھائی نہ دھری جاتی ہی

اللہ اللہ رے گران باری غم بعد فنا
کہ مری خاک سے آندھی بھی دبی جاتی ہی

حشر تک شکوۂ اغیار سے بچیگا ظالم
آج کی آج کوئی چھینکی جاتی ہی

چارہ گر رکھ نہ مرے زخم جگر پہ مرہم
کہ مری لذت ایذا طلبی جاتی ہی

راستی پر کبھی آنے کا نہین اوسکا مزاج
اب بھلا کوئی طبیعت کی کجی جاتی ہی

اک ترا نام کہ ہر دم ہی وظیفہ مجھکو
اک مری بات کہ برسو نہین سنی جاتی ہی

چھیڑ نا زلف پریشان کا بلا تھا اے دل
آئی شامت تری اب کوئی گھڑی جاتی ہی

۲۸۶ — ۱۵

مہر اچھا نہ خدا نے کبھی چاہا اے داغ
غم تو بڑھتا ہی مگر عمر گھٹی جاتی ہی

کیا بھیڑ میکدے کے ہے در پر لگی ہوئی
پیاسون سبیل ہے مرکوثر کی ہوئی

یہ بیکسی تو ہے اے دل مضطر لگی ہوئی
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

دل کہلا سکے کھلے مرا کہ ترے زلف کیطرح
مضبوط اک گرہ ہے گرہ پر لگی ہوئی

رکھے قدم سنبھل کے رہ عشق مین وہی
آگے بھی جس کو ہو کبھی ٹھوکر لگی ہوئی

یون کون جانے درد محبت کو مسیحا
وہ جانے جسکے چوٹ ہو دلپر لگی ہوئی

یارب ہو دل کی خیر کہ بیڈھب کچھ آجکل
ہے گھات مین نگاہ ستمگر لگی ہوئی

میرا ہی سا ہو حال تمھارا بھی ناصحون
جبتک تمھین بھی عشق کی ہو گر لگی ہوئی

گر زندگی خضر و مسیحا ہوئی تو کیا
ہے موت سب کے ساتھ مقرر لگی ہوئی

کوئی عدم سے آئے نہ اس قید خانہ مین
قید حیات ساتھ ہو گر لگی ہوئی

بیشک ہے کچھ لگاؤ جو کرتا ہے یہ گریز
زاہد سے دختر رز ہے مقرر لگی ہوئی

ناقوس بتکدے مین نہ کعبے مین ہے اذان
ہے یاد میرے دوست کی گھر گھر لگی ہوئی

وان گالیون پہ منھ ہے ہمیشہ کھلا ہوا
یان مہر خامشی مرے لب پر لگی ہوئی

جب مین نے آہ کی ہے قیامت اوٹھائی ہے
آواز پہ ہے شورش محشر لگی ہوئی

کیا دخل بیقراری دلسے جو اک طرف
کروٹ مری رہے لب بستر لگی ہوئی

ٹھہرے کبھی نہ اوس صف مژگان کے روبرو
ہو سامنے اگر صف محشر لگی ہوئی

تھوڑی سی نظر گذر کی ملے ہم کو ساقیا
ہے اپنی تاک جانب ساغر لگی ہوئی

ہین آشنا نہین بت نا آشنا سے داغ
تہمت یہ مفت کی ہے مرے سر لگی ہوئی

کہنے دیتی نہین کچھ مجھسے محبت تیری
لب پہ رہجاتی ہے آآکے شکایت تیری

اب ترا اے دل بیتاب خدا حافظ ہے
مرکے چھٹے ہم تو محبت مین حفاظت تیری

دیکھیے کرتی ہی رسوا ے زمانہ کیا کیا
مجکو یہ چاہ مری تجکو یہ صورت تیری

پوچھتے ہین وہ مری بات تو یون پوچھتے ہین
کہتے ہین کون ہی تو کیا ہی حقیقت تیری

یاد سب کچھ ہین مجھے ہجر کے صدمے ظالم
بھول جاتا ہون مگر دیکھکے صورت تیری

عدم آباد کو جاتے ہین بشر خالی ہاتھ
مجکو ہی ناز کہ لیجاؤن گا حسرت تیری

یار غمخوار مرے حال کو سب پوچھتے ہین
اور پھر پوچھکے سب کہتے ہین قسمت تیری

ہی رقیبون کی زبان پر بھی ستم کا شکوہ
تو بھی مجبور ہی جاتی نہین عادت تیری

۲۸۸ — ۹

کوچۂ یار مین بھی جی نہین لگتا ای داغ
دیکھیے جائے گی کس روز یہ وحشت تیری

وصل کی شب بھی وہی عادت پرہیز رہے
مہربانی بھی تمھاری ستم آمیز رہے

دام پھیلائے تری زلف دلاویز رہے
تیغ کھینچے ہوے مجھ پر نگہ تیز رہے

اک اشارے مین یہ تا ملک عدم جا پہنچا
توسن عمر کو کیا حاجت مہمیز رہے

وائے بربادی قسمت کہ گلی مین تیری
خاک ہو کر بھی رہے ہم تو ہوا تیز رہے

کون تھا گرم عنان آج کہ جو خاک مری
شوق پابوس مین گرد سم شبدیز رہے

کوئی دیوانہ رہا کوئی رہا سودائی
بو ترے زلف کی کیا کیا نہ جنون خیز رہے

نعمت خلد کو بھی منہ نہ لگایا اوسنے
تیرے بیمار کو جو عادت پرہیز رہے

گالیان دیتے ہو پھر عذر خطا کرتے ہو
اس سے بھی تیز ہوئی اوس سے بھی یہ تیز رہی

۲۸۹ — ۱۵

گو کہ تیزی ہی طبیعت مین تمھاری ای داغ
بات پر سامنے اوسکے نہ کبھی تیز رہی

کوئی کمی نہ کی تھی دل بیقرار نے
مجکو بچا لیا مرے پروردگار نے

پامال کر دیا فلکِ بدشعار نے
سیکھے ترے چلن روشِ روزگار نے

ایسے مزے سے لیے مرے پائے فگار نے
گھر دل میں کر لیا خلشِ نوکِ خار نے

سنتے تھے ایک عمر سے طوفان نوح کو
ہم کو دکھا دیا مژۂ اشکبار نے

سو حسرتیں ملین ہین مرے ساتھ خاک مین
مٹی بھی دی تو اونکو اسی خاکسار نے

مین نے تو جان دی تھی بہانے سے موت کے
بدنام کر دیا اوسے ہر سوگوار نے

مجھسے ہی یہ گلہ کسی وعدہ خلاف کو
جھوٹا بنا دیا ہی ترے اعتبار نے

دیکھی ہی ہمنے آج وہ ظرف وضو مین بند
جو پی کے چھوڑ دی تھی کسی بادہ خوار نے

وہ بات ہی نہین وہ ملاقات ہی نہین
نادان جب اوبھار دیا تجکو جار نے

کہتے ہین مجھسے وصل مین کیون تجکو یاد ہین
رو رو کے پیٹ پیٹ کے وہ دن گذار نے

سب بھیڑ چھٹ گئی مرے جاتے ہی حشر مین
میدان کر دیا نفسِ شعلہ بار نے

وہ اور مجکو خط مین لکھے شکوۂ رقیب
پٹی پڑھائی ہی یہ کسی ہوشیار نے

قسمین ہزار دو نہ بتائین گے ہم کبھی
مانگی ہی جو دعا دلِ امیدوار نے

غیرون کو آج بزم مین اوسکی رولا دیا
بے اختیار نالۂ بے اختیار نے

ای داغ ہائے داغ ہی عہدِ شباب کا
کیا داغ کھائے تیرے دلِ اغدار نے

محبت کا اثر جاتا کہان ہی
ہمارا درد سر جاتا کہان ہی

دلِ بیتاب سینے سے نکل کر
چلا ہی تو کدھر جاتا کہان ہی

عدم کہتے ہین اوس کوچے کو اے دل
ادھر آ بیخبر جاتا کہان ہی

کہون کس منھ سے مین تیرے دہن ہی
جو ہوتا تو کدھر جاتا کہان ہی

ترے جاتے ہی مرجاؤنگا ظالم
مجھے تو چھوڑ کر جاتا کہان ہی

کہان جاتا ہی قاصد اوسکے در تک
خدا جانے کہ مرجاتا کہان ہی

ہمارے ہاتھ سے دامن بچاکر
ارے بیداد گر جاتا کہان ہی

تری چوری ہی سب میری نظر مین
چرا کر تو نظر جاتا کہان ہی

۲۹۱ ی

اگرچہ پاشکستہ ہم ہین ای داغ
مگر قصد سفر جاتا کہان ہی

چلے ہو لیکے دل ہمراہ تم آنا یہان پھر بھی
کرم کرنا ہمارے حال پر ای مہربان پھر بھی

ابھی سمجھے نہین تم ماجرائے دل کی کیفیت
سنائینگے تمھین ہم ایکدن یہ داستان پھر بھی

عدو سے عیش ہی لیکن عدوے جان نہین تجھ سا
غنیمت ہی ہزارون دشمنو نہین آسمان پھر بھی

غش آیا ہاتھ کانپے تیغ کے ٹکڑے ہوے آخر
کہو تو سخت جانو کا کرینگے امتحان پھر بھی

مری شوق شہادت نے تھکایا بازوے قاتل
دہان زخم سے شور تھا اک الامان پھر بھی

نکل آیا ہی خط ہر چند تیرے روے گلگون پر
نکلتی ہی مگر اک بات تجھمین دلستان پھر بھی

چلا مین ہوکے خائف کوے جانان سے تو کہتے ہین
لگی کہنے قضا جاتا ہی تو آگے کہان پھر بھی

دیے مین امتحان کیا کیا کوئی انصاف سے دیکھے
رہا وہ بیمروت ہاے ہمسے بدگمان پھر بھی

۲۹۲ ی

تجھے ہی داغ کیا ارمان ایام گذشتہ کا
دوبارا جاکے آتی ہی کہین عمر روان پھر بھی

عشق کا لطف غم سے اوٹھتا ہی
غم جو اوٹھتا ہی ہم سے اوٹھتا ہی

فتنہ اونکے قدم سے اوٹھتا ہی
ہر قدم کس ستم سے اوٹھتا ہی

دیکھیے کیا فساد قاصد پر
میری طرز رقم سے اوٹھتا ہی

اوسکی کافر نگہ کے اوٹھتے ہی
شور دیر و حرم سے اوٹھتا ہی

ظلم پیہ اوٹھائے جاتے ہین
جبتک اک یار ہم سے اوٹھتا ہی

کس سے اوٹھتا ہی صدمۂ الفت
یہ ہمارے ہی دم سے اوٹھتا ہی

ہم پہ کیجیے جفا وفا آمیز
کہ ستم بھی کرم سے اوٹھتا ہی

گو قیامت اوٹھے مگر یہ دل
کوے بیت الصنم سے اوٹھتا ہی

٩٣ گر نہ ٹھکرائے وہ تو پھر اے داغ ٩
کون خواب عدم سے اوٹھتا ہی

گمان تند خو کیا جانے کیا ہی
ہماری آرزو کیا جانے کیا ہی

اسے کچھ جانتے ہین دوست تیرے
محبت کو عدو کیا جانے کیا ہی

ہمارے اور اونکے دل ہی دل مین
ہمیشہ گفتگو کیا جانے کیا ہی

ستم مین کیا تامل تجھکو لیکن
لحاظ ای کینہ جو کیا جانے کیا ہی

بھرون کیا اوسکے آگے مین دم سرد
اسے وہ شعلہ خو کیا جانے کیا ہی

روان آنکھون سے یہ خون جگر ہی
کہ ہی دل کا لہو کیا جانے کیا ہی

قمر ہی یا کہ ہی مہر درخشان
ترا روے نکو کیا جانے کیا ہی

کہون کیا تجھسے ناصح لذت عشق
اسے کمبخت تو کیا جانے کیا ہی

٢٩٤ جہان مین داغ نے دیکھا ہی کسکو ١٥
یہ یکتا چارسو کیا جانے کیا ہی

نکال اب تیر سینے سے کہ جان پر الم نکلے
جو یہ نکلے تو دل نکلے جو دل نکلے تو دم نکلے

تمنا وصل کی اک رات مین کیا اے صنم نکلے
قیامت تک یہ نکلے گر نہایت کم سے کم نکلے

خدا ہی حشر کے دن التجا تیری نہ مانونین
مرے منھ سے نہین نکلا ترے منھ سے قسم نکلے

مرے دل سے کوئی پوچھے شب فرقت کی بیتابی
یہی فریاد تھی لب پر کہ یارب جلد دم نکلے

ہوئے مغرور وہ جب آہ میری بے اثر دیکھی
کسی کا اسطرح یارب نہ دنیا مین بھرم نکلے

مبارک ہو یہ گھر غیرونکو تمکو پاسبانون کو
ہمارا کیا اجارا ہی نکالا تم نے ہم نکلے

نہ اٹھے مرکے بھی ایسے ترے کوچے مین ہم بیٹھے
محبت مین اگر نکلے تو ہم ثابت قدم نکلے

نہ گذرا بے خلش یاد مژہ مین ایک دم ہم کو
اگر ڈوبے نشتر غم دلسے جب خار الم نکلے

رہ الفت کو اک سیدھا سا رستہ ہمنے جانا تھا
مگر دیکھا تو اس رستے مین صدہا پیچ و خم نکلے

سمجھکر رحم دل تمکو دیا تھا ہمنے دل اپنا
مگر تم تو بلا نکلے غضب نکلے ستم نکلے

نہ نکلا دل ہی سینے سے نہ پیکان ہی جدا نکلا
اگر نکلے تو دونون آشنا ہوکر بہم نکلے

برا ہو اس محبت کا کہ اسنے جان سے کھویا
لگا دل اوس ستمگر سے اجل کا جس سے دم نکلے

دم پرسش جو دیکھا اوس بت سفاک کو مضطر
صف محشر سے دل پکڑے ہوئے گھبرا کے ہم نکلے

کہین کیا دلمین کیا آیا کہین کیا منھ سے کیا نکلا
کبھی جو جلتے پھرتے ہم تو بیت الصنم نکلے

۲۹۵

گئے ہین رنج و غم اے داغ بعد مرگ ساتھ اپنے
اگر نکلے تو یہ اپنے رفیقان عدم نکلے

۹

دیکھ سکتے نہین اوس بزم مین اغیار مجھے
لیچلی ہائے کہان حسرت دیدار مجھے

ایسی باتون سے تو بہتر ہی خموشی واعظ
کہ تری ضد سے نے کیا اور گنہگار مجھے

رحم آتا ہی دل زار تری حالت پر
کاش ہو جائے تری جان کا آزار مجھے

اپنے قاتل سے نہین خون کا دعوی مجکو
بلکہ خود جرم محبت پہ ہی اقرار مجھے

ہوگئی کثرت عصیان سے مری وہ نوبت
ہی یہ احسان ملائین جو گنہگار مجھے

مانگتا ہی مرے جینے کی دعا مین ظالم | جان کر جی سے خفا جان سے بیزار مجھے
بوسے مین تیری محبت نے ہزارون کاٹے | دل ملا ہی کہ ملا وادی پرخار مجھے
ہمنشین تجھسے وہ مین خاک کہون خلوت مین | آج جو اونسے کہا ہی سر بازار مجھے

۲۹۶ دل مرا لیکے وہ چھپاتے ہین لیتین ہی داغ
نظر آئی ہی پھری چشم خریدار مجھے ۹

بلا سے نامہ کو ثابت اگر نہین رکھتے | وہ تیرے منھ پہ لکھو نامہ بر نہین رکھتے
برائیان نہ تری یاد آئین اس باعث | ہم اپنے حال زبون پر نظر نہین رکھتے
گلی مین یار کے جانا ہی جان سے جانا | جو پاؤن رکھتے ہین وہ تن پہ سر نہین رکھتے
پسند آئی ہمین جب سے اونکی طرز خرام | قدم زمین پہ سر رہگذر نہین رکھتے
ہزار حیف ہوسے بیقرار جنکے لیے | وہ ہاتھ بھی دل بیتاب پر نہین رکھتے
جو ہوگی ہم پہ عنایت تو کیا غضب ہوگا | کہ کیا لگاوٹ محبت بشر نہین رکھتے
رہا اگر نہ مجھے ہوش عشق مین نہ رہا | تمہارا دل ہی کہان تم خبر نہین رکھتے
بشر ہین اہل ہوس بھی مگر یہ سوز کہان | جگر تو رکھتے ہین داغ جگر نہین رکھتے

۲۹۷ اوٹھائین اونکے ستم کسطرح سے ہم ای داغ
کہ دل مین تاب و توان اسقدر نہین رکھتے ۱۳

دیا اوس بوسۂ لب نے مجھے شکر کے مزے | کھا کے دشنام لیے قند مکرر کے مزے
لب شیرین سے دم ذبح جو تکبیر سنی | مجکو شربت ہوئے زہراب خنجر کے مزے
پھیر کر نشتر مژگان سے کہان جاتے ہو | دیکھتے جاؤ ہمارے دل مضطر کے مزے
دل ترا آئے کسی پر تو ہمین ہو انصاف | عشق دنیا مین چکھا دے تجھے محشر کے مزے

کچھ پیا خون جگر دل کا لہو کچھ چاٹا
چکھتی پھرتی ہین نگاہین تری گھر گھر کے مزے

دل کے سناٹون سے جنگل مین رہی ہی صبا
یاد آتے ہین جو غربت مین مجھے گھر کے مزے

جستجو زہر ہی گر حاصل مطلوب نہو
آب حیوان نے کیسے تلخ سکندر کے مزے

باغ مین چل کے دکھا دے روش مستانہ
کبک و طاؤس اڑا لین تری ٹھوکر کے مزے

زیست کے لطف جو کچھ خضر و مسیحا سے بچے
وہ لیے ہمنے ترے عشق مین مر مر کے مزے

جن کو ہی جان عزیز اون کو نہین لذت عشق
خضر کیا جانے تری کشش خنجر کے مزے

جلوہ طور تو بین کہہ نہین سکتا زاہد
پوچھ آنکھون سے مری اوس رخ انور کے مزے

کاش اک بار کہی چھٹین قید سے ہم نو اسیر
تجکو صیاد ستمگار پڑین پر کے مزے

۲۹۸ ۹

داغ اس بات پہ ہی تشنہ لب و تشنہ دہن
کہ ملین ساقی کوثر سے کوثر کے مزے

دوست خوش ہونے لگے دوست کے مرجانے سے
غم کا یہ کال پڑا ہی مرے غم کھانے سے

آہین ٹھنڈی نہ سنی ایسی تو ٹھنڈی سنی
بجھ گیا اور بھی ناصح مرے بھڑکانے سے

وعدہ وصل کی تکرار نے ہمکو مارا
فیصلہ خوب ہوا بات کے بڑھ جانے سے

خود فراموش کیا یاد نے تیری اچھا
رہ گئی اپنی مصیبت مجھے یاد آنے سے

یہ بھی دشمن ہی کے حصے مین سہی ای تقدیر
کام کیا اوسکے تصور کو یہان آنے سے

مجرم عشق کے ارمان نرالے دیکھے
جرم کا حوصلہ بڑھتا ہی سزا پانے سے

خون بہا کی ہی عبث فکر مرے قتل کے بعد
اب دعا کیجیے کیا فائدہ گھبرانے سے

پند گو دیکھ ذرا ہاتھ تو رکھکر دل پر
لگ گئی آگ زیادہ ترے سمجھانے سے

کیجیے فکر سخن خاک وہ دل ہی نرہا

٢٩٩ داغ فرصت ہی نہین وزکے غم کھانے سے ١٥

لگ چلی باد صبا کیا کسی مستانے سے | جھومتی آج چلی آتی ہی میخانے سے

چور ہو جاؤن اگر جاؤن نہ میخانے سے | عہد شیشے سے تو پیمان ہی پیمانے سے

روح کس مست کی پیاسی گئی میخانے سے | مے اوڑی جاتی ہی ساقی ترے پیمانے سے

فکر ہی دوست کو احوال سناؤن کیونکر | ٹکڑے ہوتا ہی کلیجا مرے افسانے سے

گر پڑا ہون نگہ مست سے چکر کھا کر | ساقیا پہلے اوٹھا تو مجھے پیمانے سے

وہی وحشت ہی وہی خار وہی ویرانہ | دشت کس بات مین اچھا مرے کاشانے سے

سختیان کھینچنے کی ہو گئی عادت دل کو | بت چلے آئین نہ کھنچکر کہین بتخانے سے

ڈر ہی تاثیر نکر جائے کسی کی فریاد | کان بھر لیجیے پہلے مرے افسانے سے

دل برباد مین آباد ہوے عشق و جنون | کوئی بستی نہین بہتر مرے ویرانے سے

شکل ثابت نظر آتی نہین عمامے کی | شیخ نے بدلی ہی پگڑی کسی مستانے سے

کر دیا صاف الگ دل نے ہمین الفت مین | ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین بیگانے سے

جانشین قیس کے سب وحشی صحرا ہو جائین | دشت آباد نہو گر ترے دیوانے سے

نگہ مست تری گر ہی پڑی دل پہ مرے | لغزش پا نہ سنبھالی گئی مستانے سے

اوسکی بیداد نے چھوڑی نہین عالم مین جگہ | نالے گھبرائے ہوئے پھرتے ہین ہوانے سے

٣٠٠

ایک چلو مین بہت داغ بہک اوٹھے تھے
آج سنتے ہین نکالے گئے میخانے سے

١١

آتش شوق کو کب دل سے جدا رکھا ہی | اس لگی کو تو کلیجے سے لگا رکھا ہی

دیکھ لینے کو تری سانس لگا رکھا ہی | ورنہ بیمار غم ہجر مین کیا رکھا ہی

نا امیدان وفا کا یونہین دل رکھتے ہین
آپ نے خاک مین جسطرح ملا رکھا ہی

کھائی ہی وعدۂ فردا پہ قسم کیا جھٹ پٹ
آج اس حرف تسلی سے لٹا رکھا ہی

اسقدر تو ہی ترا پردہ نشین پاس حجاب
کہ ترے درد کو بھی دلمین چھپا رکھا ہی

تجھے مکدر تو کدورت نے رکھا تھا یارب
صاف ہو اب تو صفائی نے مٹا رکھا ہی

قطعہ

دل گم گشتہ کے مذکور پہ ایسے بگڑے
کہ بڑی دیر سے منہ تمنے بنا رکھا ہی

شانہ ہی گل ہی کہ دل ہی مجھے معلوم نہین
دیکھ لو زلف گرہ گیر مین کیا رکھا ہی

قطعہ

ستم ایجاد کا انداز ستم تو دیکھو
امتحان عشق و ہوس کا یہ بنا رکھا ہی

ہر گھڑی عاشق مضطر سے وہ ملتی ہی شبیہ
نقشہ بگڑی ہوئی صورت کا بنا رکھا ہی

شکوۂ ہجر سے ای داغ اثر کی امید
آپ نے نام شکایت کا دعا رکھا ہی

رنج و قلق کہ صدمہ و ایذا اوٹھائیے
دلکو بٹھا کے سینے مین کیا کیا اوٹھائیے

کس کس کا داغ ای ستم آرا اوٹھائیے
دل کا اوٹھائیے کہ جگر کا اوٹھائیے

ہم بھی جگر کو تھام لین دلکو سنبھال لین
تھم تھم کے رخ سے زلف چلیپا اوٹھائیے

عادت نجائے گرچہ قیامت ہی کیون نہ آئے
ملنے کے بعد پھر کوئی جھگڑا اوٹھائیے

دام بلائے زلف سے باندھا ہی سلسلہ
دل چاہتا ہی پھر کوئی جھگڑا اوٹھائیے

یون خاک مین ملائیے اس شوق چشم کو
پلکون سے اوسکا نقش کف پا اوٹھائیے

ہم بھی بھرے اٹھے مین کہ ہی چھیڑنے کی دیر
بہتر ہمین نکالیے چھپا اوٹھائیے

ای ناتوانی دل بیمار الامان
طاقت نہین کہ دل سے تمنا اوٹھائیے

الفت کا داغ تک بھی نہ دیجے رقیب کو
دولت یہ وہ نہین جسے بیجا اوٹھائیے

انداز یہ کہ جان نہین چھوڑتے کے آپ
تاکید یہ کہ ناز ہمارا اوٹھائیے

ہرچند کوہ سے بھی گران تر ہی بار عشق
ہمت یہ کہہ رہی ہی کہ تنہا اوٹھائیے

۳۰۲ — ۷

وہ داغ دردمند جو کل تک مریض تھا
آج آکے آپ اوسکا جنازہ اوٹھائیے

غیر کو اوس بزم مین توقیر پھر پیدا ہوئی
دل کو میرے کاہش ای تقدیر پھر پیدا ہوئی

دیکھتے ہین وہ جو پھر پھر کر مری جانب مگر
آہ بے تاثیر مین تاثیر پھر پیدا ہوئی

جذبۂ دل مین مرے سستی نہین تو کس لیے
اونکے آنے مین یہان تاخیر پھر پیدا ہوئی

دیکھ تو قاتل مری شوق شہادت کی کشش
گم ہوئی تھی جو تری شمشیر پھر پیدا ہوئی

بعد مجنون دیکھکر وحشت مری کہتی ہی خلق
اک بلا یہ زیر چرخ پیر پھر پیدا ہوئی

ہوگئی تھی گم جو اک مدت سے دل کی آرزو
سنکے تیرے پیار کی تقریر پھر پیدا ہوئی

۳۰۳ — ۹

از سر نو ہوگا پروانہ اسیر عشق داغ
موج دود شمع سے زنجیر پھر پیدا ہوئی

کالیون مین ادا نکالی ہی
بات مین بات کیا نکالی ہی

دیکے دل فکر پیش و پس کیسی
ابتدا انتہا نکالی ہی

تمسے کیا شکوہ ہی گلا اوس سے
جسنے رسم وفا نکالی ہی

دردمندون کو قتل کرتے ہو
واہ اچھی دوا نکالی ہی

شب غم کا گذارنا کیا تھا
گھر سے اپنے بلا نکالی ہی

نام نکلا جہان مین پردہ نشین — یہ کہان کی حیا نکالی ہی
دل جو واپس طلب کیا تو کہا — یہ نئی التجا نکالی ہی
بات کیسی وہ ہو گئے ہین خفا — منہ سے جب اف ذرا نکالی ہی

۳۰۴ ۹

داغ معجز بیان ہی کیا کہنا
طرز سب سے جدا نکالی ہی

جس سے جان بر ہون وہ تدبیر جفا کونسی ہی — موت کی کوئی بتائے تو دوا کونسی ہی
تجکو مشکل دل بیتاب بتا کونسی ہی — ایسی چلتی ہوئی وہ تیغ ادا کونسی ہی
خاک ہو کر کسی کوچے مین ہمین جانا تھا — آج کیا جانے کدھر کی ہی ہوا کونسی ہی
کوچۂ یار سے دیتا ہی جو واعظ تفضیل — ایسی جنت مین نرالی وہ فضا کونسی ہی
گو برا ہون مگر اچھا ہون کہ چاہا تمکو — میری تقصیر ہی کیا میری خطا کونسی ہی
ناز کرتے ہین وہ ہر بار یہ کہہ کہہ کر — اسکو کہتے ہین ادا اور ادا کونسی ہی
اُف تک نہ کی ہمنے تہ تیغ جفا ای ظالم — اس سے بڑھکر رہ تسلیم و رضا کونسی ہی
موت ہی زندگئ ہجر اجل رشک رقیب — اور عشاق کے مرنے کو قضا کونسی ہی

۳۰۵ ۹

کیا کہون گا جو کہا اسنے کہ اچھا کہیے
بات ای داغ محبت کے سوا کونسی ہی

راز الفت کا نہ ہر اک ہمنشین سے پوچھیے — یہ ہمین کچھ جانتے ہین یہ ہمین سے پوچھیے
آپنے جو دیے ہین رنج سب کھل جائینگے — اس دل غمگین سے اس جان حزین سے پوچھیے
میری خاموشی کا باعث پوچھیے مجھسے کچھ — یہ حقیقت اپنی چشم سرمگین سے پوچھیے
داد کوئی دے سکے کیا اس خرام ناز کی — کیا زمین کے دم پہ بنتی ہی زمین سے پوچھیے

آپکا حال گذشتہ مین کہونگا ٹھیک ٹھیک — یاد ہی مجھکو یہ افسانہ کہین سے پوچھیے
گاہ کہتا ہون کہ کچھ دریافت کیجیے حال دل — گاہ کہتا ہون کہ کیا اوس نکتہ چین سے پوچھیے
اونسے پوچھی وصل کی صورت تو فرمانے لگے — پوچھیے اسکو تو صورت آفرین سے پوچھیے
نیک و بد ہمنے زمانے کا بتایا بھی تو کیا — آپ کا جن پر یقین ہی یہ اونھین سے پوچھیے

۱۱

جانتا ہی دل ہی دل عشق کا ای داغ لطف
یہ فروغ روسیاہی اس نگین سے پوچھیے

رنج صحت سے جو واقف دل شیدا ہو جاے — داغ ارمان سے بنے درد تمنا ہو جاے
زندہ دل خاک یہ ناکام تمنا ہو جاے — سخت مشکل ہی کہ مر کر کوئی پیدا ہو جاے
پھر نہ ہو تیری محبت مین پرآشنا ہو جاے — گر تری بدمزگی مجھکو گوارا ہو جاے
ہون وہ ناکام تمنا جو اجل چاہون مین — موت اگر میری بالین پہ مسیحا ہو جاے
تیرے انداز وہ کافر ہین بت ہوش ربا — آدمی کیا جو فرشتہ ہو تو شیدا ہو جاے
قابل رحم ہی اوس شخص کی رسوائی بھی — پردے پردے ہی مین کمبخت جو رسوا ہو جاے
ہاے کہتا وہ کسی بت کا دم نظارہ — آنکھ بھر کر ہمین دیکھے تو بس اندھا ہو جاے
ساتھ قاصد کے چلا ہی دل بیتاب اپنا — کہین ایسا تو نہو راہ مین جھگڑا ہو جاے
بزم مین آپ بھی ہین دوست بھی ہین دشمن بھی — امتحان آج جو ہونا ہی ہمارا ہو جاے
آسمان سے بھی شکایت نہ کرون مین کیا خوب — میرا چاہا تو نہو آپ کا چاہا ہو جاے

۹

دشمن جان نہ سہی آپ مسیحا ہی سہی
داغ رنجور کسی طرح سے اچھا ہو جاے

پھر خوب نہ یہ غیرت شمشاد کرین گے — بندون کو غلامی سے جو آزاد کرین گے

ایجاد ستم سے ہمین برباد کرین گے
گر تیس دن ایسے ہی وہ ایجاد کرین گے

بیٹھین گے نہ خاموش ہم ای چرخ ستمگار
تھک جائین گے نالون سے تو فریاد کرین گے

آباد رہین حضرت دل اسنے یقین ہی
یہ خوب ہی مٹی مری برباد کرین گے

مانا کہ عداوت ہی سہی غیر سے لیکن
اتنے بھی نہین آپ کہ بیداد کرین گے

نشتر رگ جان کا ہی تو کانٹا ہی جگر کا
کیا رہ کے تجھے ای دل ناشاد کرین گے

نالون سے مرے دیکھیے اب آئی قیامت
چھیڑا تھا کسے آپ بھی کیا یاد کرین گے

خاموش رہے وہ گلۂ غیر بھی سنکر
بیٹھے تو یہ جانا تھا کچھ ارشاد کرین گے

۱۱

گذری ہی شب وعدہ اس امید مین ای داغ
یاد آئین گے خود یا وہ مجھے یاد کرین گے

۱۲

وصل کی عیش مین سب ہجر کا غم بھول گئے
یاد رکھنا تھا ہمین جس کو وہ ہم بھول گئے

لکھدیا قہر وجفا مہر ووفا کے بدلے
مہربان آپ مگر طرز رقم بھول گئے

وعدۂ وصل قیامت مین بھی ہوگا نہ وفا
وان بھی کہیے گا ترے سر کی قسم بھول گئے

کتنے بیخوف وخطر ظلم وستم کرتے ہین
سچ تو یہ ہی کہ خدا کو یہ صنم بھول گئے

نہ تمنا ہے ستم یان نہ وہان مشق جفا
وہ ہمین بھول گئے اب اونھین ہم بھول گئے

کچھ عجب طور کشش بیخودی شوق مین راہ
دو قدم ٹھیک چلے چار قدم بھول گئے

لکھنے بیٹھے تھے اونھین حال پریشانی کا
حرف مطلب کو اوٹھاتے ہی قلم بھول گئے

میری قسمت سے پڑے کچھ غلطی در حساب
سب کہین کاتب اعمال رقم بھول گئے

مجھپہ احسان کیا وعدہ فراموشی نے
اسکی عادت سے وہ انداز ستم بھول گئے

لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینے مین
اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے

بسملِ تیغ فنا مین بھی عجب لذت ہی
زندگانی کے مزے اہلِ عدم بھول گئے

عشق کی راہ مین جب کافر و دیندار آگئے
سب کے سب داغ رہِ دیر و حرم بھول گئے

کل تک تو ہم زلف مین سو دل رہا کیے
بھول آئے پھینک وٹھے کہین آج کیا کیے

کچھ کم نہ تھی خرام سے گردش نگاہ کی
بیٹھے رہے وہ تو بھی تو فتنے اوٹھا کیے

تقدیر دیکھیے آپ نے عادت بگاڑ دی
دل مانتا نہین کہ رہون بے خطا کیے

مدت پیامبر کو بنایا ہی قصہ خوان
برسون ترا جواب ہم اوس سے سنا کیے

ہان جذبِ شوق لا اوسے بے پردہ کھینچکر
جاتا ہی کوئی منھ کو چھپائے حیا کیے

پہونچے کسی طرح سے نہ تا منزلِ مراد
بازو مین پر لگا کے ہم اکثر اوڑا کیے

رکھا تھا دل مین ہمنے کہ جانے نہ پائینگے
وہ خواب مین رقیب سے چھپ کر ملا کیے

بگڑے جو ذکرِ غیر پہ ہم اوسنے دھر لیا
کوئی جواب جب نہ بن آیا بنا کیے

ای داغ ہمنے ہاتھ دعا سے اوٹھا لیا
تقدیر کا ملے گا بغیر التجا کیے

ہم و دشمن بھی یک جا ہون تو الفت ہو ہی جاتی ہی
یہ ہی مل بیٹھنا ایسا محبت ہو ہی جاتی ہی

مصیبت گر کسی پر ہو مصیبت کا ہی خوگر ہو
اگر کیسا ہی مضطر ہو قناعت ہو ہی جاتی ہی

حیا گر منھ چھپاتی ہی ادا پردہ اوٹھاتی ہی
یہ شوخی کب بٹھاتی ہی قیامت ہو ہی جاتی ہی

پری وش کوئی ایسا ہو کہ اوسپر دم نکلتا ہو
جو ثابت عشق اعدا ہو تو نفرت ہو ہی جاتی ہی

تجھے کب صبر ای بدخو کہون کچھ گر کسی پہلو
ابھی قابو سے بے قابو طبیعت ہو ہی جاتی ہی

بھرا ہی رنج کا دفتر کے کیونکر دل مضطر
جفا سے یار کی اکثر شکایت ہو ہی جاتی ہی

کبھی ہو عمر بھر کس کی یہ ہی دل کی غلط فہمی
عداوت کیا نہین ہوتی عداوت ہو ہی جاتی ہی

ہوا کیا وصل سے حاصل حیا ہی درمیان حائل
ہمارے واسطے نازل مصیبت ہو ہی جاتی ہی

نہ کھ تو داغ کو نالان سمجھ تو وہ بھی ہی انسان ۹
کہ ان باتون سے ای نادان کدورت ہو ہی جاتی ہی ۱۳

وہ نگہ راہ پر نہین آتی — نظر آتی نظر نہین آتی
دلبرون پر طبیعت آتی ہی — اس طرح اس قدر نہین آتی
کوچۂ یار ہی مین بیٹھ رہی — او قیامت ادھر نہین آتی
حسن محرم رہا کہ عشق رہا — غیب کی کچھ خبر نہین آتی
کیا لگے اوس نگاہ شوخ کی چوٹ — آتے جاتے نظر نہین آتی
گو طبیعت ہو اوسکی ہرجائی — پر مری راہ پر نہین آتی
قتل پر اپنے باندھ دیتے ہم — ہاتھ اون کی کمر نہین آتی

دل کے لینے کی گھات ہی کچھ اور | یہ تجھے مفت پر نہین آتی
حال معلوم ہی قیامت کا | بات کہنے مین پر نہین آتی
آگے آتی تھی یاد بھی تیری | اب کبھی بھول کر نہین آتی
مرگ عاشق ہی کسقدر آسان | نوبت چارہ گر نہین آتی
حضرت دل اور اوسے حال کہین | موت کہکر مگر نہین آتی

۱۲ گل ہرے ہو گئے چمن مین داغ
تجھپہ رونق مگر نہین آتی ۱۱

یون مٹا جیسے کہ دہلی سے کمان دہلی | تھا مرا نام ونشان نام ونشان دہلی
لیگئے لوٹ کے اب شوکت و شان دہلی | پوربی پہلے اوڑاتے تھے زبان دہلی
دلّی والون کے لیے تا رہنے کی جنت | لے گئے سر پہ ملک تحفہ مکان دہلی
رشک شمشاد تھا ہر خوش قد وہر خوش رفتار | سرو آزاد تھا ہر ایک جوان دہلی
عارض صاف تھا ہر ایک مصفا بازار | چشم پر جلوہ تھی ایک ایک دکان دہلی
گرم ہنگامہ ہوے لالہ رخان پنجاب | گل کھلائے ہین نئے تو نے خزان دہلی
اس سے بڑھکر کوئی محشر مین نہین طول حساب | بس یہی ہوگا کہ ہم اور بیان دہلی
دیدیا فوج کو انعام مین حکام نے سب | گنج قارون سے فزون گنج نہان دہلی
یا خدا مسجد جامع کا رہے نام بلند | کعبے والے کہین وہ آئی اذان دہلی
آسمان پر سے بھی نوحے کی صدا آتی ہی | کیا فرشتے بھی ہوے مرثیہ خوان دہلی

۱۳ میر و غالب و آزردہ سے پھر لوگ کہان
داغ اب یہ ہین غنیمت ہمہ دان دہلی ۹

غضب ہی جسکو وہ کافر نگاہ مین رکھے
خدا نگاہ سے اوسکی پناہ مین رکھے

پڑا ہون مین تو مجھے رکھیے اپنی پیش نظر
برے کو چاہیے انسان نگاہ مین رکھے

پنھایا ہار گلے کا پھر اوسے طرہ
کہ پھول غیر کے تم نے کلاہ مین رکھے

جو شیخ دیکھ لے اک بار کیفیت میخانہ
تو بھول کر نہ قدم خانقاہ مین رکھے

اوسی سے تو دل بیتاب ٹھیک رہتا ہی
جو تجھکو باندھ کے زلف سیاہ مین رکھے

یہ فقر فاقہ کی خوبی نہین ہی ای زاہد
کہ تیس روزے اگر ایک ماہ مین رکھے

سر نیاز ہو اس راہ مین قدم رفتار
جبین سے پانون جمی جلوہ گاہ مین رکھے

تلاش دیر و حرم مین عبث نہ کیونکر ہو
ترا ظہور رہی جب اشتباہ مین رکھے

۱۴

خدا کے عشق مین ای داغ بت کی یاد رہے
ثواب ہم نے ملا کر گناہ مین رکھے

۱۳

شوخی مین اونکی چھیڑ ہی کچھ اضطراب کی
گھر کر گئی وفا کسی خانہ خراب کی

اوس روے بے نقاب کا جلوہ ہوا نقاب
نکلی ہی رنگ رنگ سی صورت حجاب کی

جنبش مین ہین سخن مین وہ لب نازک نفس کے ساتھ
جیسے ہلے نسیم سے پتی گلاب کی

غصے نے اور رنگ ترا شوخ کر دیا
اچھی بنی بگاڑ مین صورت عتاب کی

گو چپ ہی پہ جنبش لب کہہ رہی ہی صاف
قاصد کے منہ مین پھرتی ہی شوخی جواب کی

ہم اور آرزو مرے ملنے کی روز حشر
مین اور گفتگو ستم بیحساب کی

ای اشک ڈوب مر تری تاثیر دیکھیے
اولٹی ہنسی اوڑی مری چشم پر آب کی

در پردہ جوش حسن نے بے پردہ کر دیا
ٹوٹی گرہ تڑاق سے بند نقاب کی

ای دل کبھی کرے نہ کہین طول مدعا
لیتی ہی کل خبر مجھے روز حساب کی

پھرا تھا چرخ دلمین کدورت بھر ہوے
اب خاک چھان کر مری مٹی خراب کی

[illegible] سرکشی کی سزا ہی تو یا خدا
دوزخ مین ایک نہر بہا دے شراب کی

محشر مین توبہ توڑکے مین جیت جاؤنگا
زاہد سے مجھسے شرط ہوئی ہی ثواب کی

٣١٥ — ٩

ای داغ آہ کی تو غضب کون سا کیا
ایسی بری لگی دل خانہ خراب کی

کیا شب ہجر مرے سر پہ بلا لائی ہی
اپنے ہمراہ اجل کو بھی لگا لائی ہی

نہین معلوم کہ ہی منزل مقصود کہان
عرش تک کی تو خبر آہ رسا لائی ہی

ہم گرفتار ہین خود شوق گرفتاری مین
ہمکو کیا پیچ مین وہ زلف دوتا لائی ہی

کون مرنے کو ترے کوچے مین خود آتا ہی
پر یہ بیتابی دل ہی کہ اڑا لائی ہی

کوچۂ یار مین یہ حسرت دیدار مجھے
روز لیجا کے نئی سیر دکھا لائی ہی

پاسبان کو در جانان سے اڑا کر لیجاے
خاک لائی ہی اگر خاک صبا لائی ہی

بت کیا کرتے ہین پامال وہی مرتے کو
اپنے ہاتھون پہ جسے خلق خدا لائی ہی

جب کہین جاتے مین ہوکے خفا جاتا ہون
منتون سے مجھے تقدیر منا لائی ہی

٣١٦ — ٩

مجکو ای داغ کئی دن سے وہ یہ کہتے ہین
تجکو کمبخت یہان تیری قضا لائی ہی

بیدرد ہین جو درد کسی کا نہین رکھتے
ایسے بھی ہین یارب کہ تمنا نہین رکھتے

غیرت یہی کہتی ہی کہ ہو عشق مین شرکت
ہم حضرت دل کا بھی سہارا نہین رکھتے

تم زندہ ہمین چھوڑکے گھر جاؤ نہ شب کو
مرنے کو بھی انسان کے تنہا نہین رکھتے

پروانہ و بلبل کو تو سب کہتے ہین عاشق
کیا قہر ہی تم نام ہمارا نہین رکھتے

سچ ہے کہ یونہین ڈوب گئین اپنی وفائین | ہم تم پہ کسی طرح کا دعوا نہین رکھتے
بیباک ہو سفاک ہو جو آج ہو تم ہو | بندے ہو مگر خوف خدا کا نہین رکھتے
اچھا ہو تو کیا جانے کرے کیا یہ برائی | ہم جانکے دل کو کبھی اچھا نہین رکھتے
جب لطف و کرم پر تمھے امید بندھی تھی | اخلاص وہ غیرون سے بھی ایسا نہین رکھتے

۱۷

اے داغ یہ کس کام کی مستی و جوانی
تم اسمین جو اندیشۂ فردا نہین رکھتے

تو قیامت کی چال کرتا ہے | سب سے پہلے پایمال کرتا ہے
تجھسے جو عرض حال کرتا ہے | سچ تو یہ ہے کمال کرتا ہے
اوسکے انداز دیکھے کیا ہون | ناز جس کا خیال کرتا ہے
دلکو اس عاجزی سے دیتا ہون | کوئی جانے سوال کرتا ہے
تیغ کرتی ہے خون اے قاتل | مفت تو ہاتھ لال کرتا ہے
نہین گھٹتا یہ داغ دل یارب | بدر کو تو ہلال کرتا ہے
یہ ستم کب نصیب ہوتے ہین | مجکو ظالم نہال کرتا ہے
درد دلدار تک نہین جاتا | نامہ بر انتقال کرتا ہے

۱۸

داغ سے اور مدعی اوس کے
وہ تمھارا خیال کرتا ہے

۱۲

تجھسا کبھی زمانے مین کوئی سوختہ جان ہے | ہے برق جہان جو نفس شعلہ فشان ہے
زاہد بخدا کس کو یہان عشق بتان ہے | پر ضد سے ترے اب جو نہین تھی تو ہان ہے
کیا بزم ستمگار مین اندیشۂ جان ہے | قاصد نگہ یاس سے ہر سو نگران ہے

سنتے ہین خوشی بھی ہی زمانے مین کوئی چیز
ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین کدھر ہی کہان ہی

کس شکل چھپاؤن تجھے ای راز محبت
جو دل مین نہان ہی وہی نظرون سے عیان ہی

رکتے ہی دم ذبح کہین عرض وفا پر
یہ آپ کا خنجر تو نہین میری زبان ہی

دے مجکو خم بادہ مرے قد کے برابر
ای پیر مغان زن مین کم رطل گران ہی

دل مین نے دیا تھا جسے دلدار سمجھکر
کیون تم وہی معشوق ہو یا مجکو گمان ہی

قاتل ترے خنجر مین نہین مورچہ صلا
اک اک نگہ تیز کا بسمل سکے نشان ہی

واعظ وہ فضا کیا ہی زمانے سے نرالی
فردوس بھی اک باغ ہی جنت بھی مکان ہی

شوخی بھی ہی لازم نگہ ناز و ادا مین
یہ تیر کا پیکان ہی یہ برچھی کی سنان ہی

۳۱۹ — کیا پوچھتے ہو داغ کا تم ہم سے ٹھکانا
آوارہ و سرگشتہ ہی کیا جانے کہان ہی — ۱۲

سودا ہی جو دل دیکے خریدار سے اولجھے
سلجھے ہوئے ہمسے نہ کبھی یار سے اولجھے

آنکھون سے لڑے گیسوئے خمدار سے اولجھے
یہ حضرت دل روز ہی دو چار سے اولجھے

ہونے نہ دیا رشک نے اظہار تمنا
ہر بات مین ہم اپنی ہی گفتار سے اولجھے

اولجھاؤ سے اولجھاؤ ہی اس عشق مین یارب
دلدار سے اٹکے تھے کہ اغیار سے اولجھے

کیا سر ہو شانے سے لڑے گر دل صد چاک
ایک ایک گرفتار گرفتار سے اولجھے

اٹکے تو کسی چشم فسون ساز سے اٹکے
اولجھے تو کسی طرۂ طرار سے اولجھے

کیون آنکھ لڑے کیون ہوا اس دل کی حقیقت
آفت مین پھنسے مجھسے رکے یار سے اولجھے

آنے نہ دیا اونکو تو شوخی نے مرے ساتھ
ہر گام پہ وہ تیزی رفتار سے اولجھے

قاتل جو ذرا آنکھ چرا جاؤن تو پھر ون
تار رگ گردن تری تلوار سے اولجھے

محشر مین سزا عشق کی مجرم کو کہان ہے | معلوم ہو جو تیرے گنہگار سے اوچھے
چوری سے بھی پوچھے نہ ترے گھر مین کبھی ہم | برسون یونہین غار سر دیوار سے اوچھے

۳۲ — ۹

کھلتے نہین تم داغ الجھتی ہے طبیعت
ایسے کسی عیار سے مکار سے اوچھے

یہ بات کیا دم رفتار ہوتی آتی ہے | کہ اپنے سایے سے تکرار ہوتی آتی ہے
شب وصال قیامت تھی جب کسی نے کہا | وہ دیکھ صبح نمودار ہوتی آتی ہے
کچھ اور تو مرے ہمراہ بس نہین چلتا | نگاہ جانب اغیار ہوتی آتی ہے
تمھارے کوچے مین کیا تازہ گل کھلا کوئی | صبا جب آتی ہے گلزار ہوتی آتی ہے
کسی غضب کی ہے آمد تری خدا کی پناہ | نگاہ ناز سے تلوار ہوتی آتی ہے
ازل کے دن سے ہی مٹی خراب عاشق کی | یہ مشت خاک یونہین خوار ہوتی آتی ہے
الٰہی خیر ہو وہ خشمناک آتے ہین | کچھ اپنے آپ ہی گفتار ہوتی آتی ہے
چرا کے بھاگ گئے دل پھر آپ پوچھتے ہین | یہ دھوم کیا سر بازار ہوتی آتی ہے

۳۲ — ۹

تمھین نے داغ نرالے نہین دکھائے ستم
یونہین سلوک سے مرے یار ہوتی آتی ہے

نگہ ناز جو غصے سے کبھی پھرتی ہے | دل پہ تلوار کلیجے پہ چھری پھرتی ہے
موت آتی ہے قیامت کو یہانتک آتے | پیچھے پیچھے کسی دشمن کے گلی پھرتی ہے
آگئے اترائے ہوئے کسکی گلی سے یارب | کہ نسیم سحری ہم سے اوڑی پھرتی ہے
نہ دیا خواہش آرام نے آرام کہین | مجکو پیچھے مری راحت طلبی پھرتی ہے
غیر سے رنج کی مجکو نہ خوشی کیونکر ہو | آپ کیا پھرتے ہین تقدیر مری پھرتی ہے

ہے مرے قتل سے قاتل کی خوشی کو بھی خوشی
وہ جبین کرتی ہوئی ہونٹوں میں ہنسی پھرتی ہے

جی دھڑکتا کہ میں تجھسے کہوں یا نہ کہوں
بات اک لب میں مرے رشک سی پھرتی ہے

ہوگیا رشک تپ داغ جگر سے ایسا
آہ سوزان مرے سینے میں جلی پھرتی ہے

۲۱

داغ آوارہ کا تابوت میں لاشہ نہ رہا
ڈھونڈھتی خلق بیابان میں پڑی پھرتی ہے

۱۲

جہان لگ گئی کارگر ہوگئی
مری آہ تیری نظر ہوگئی

ہمین مرگئے صدمۂ رشک سے
بڑی خیر ای فتنہ گر ہوگئی

بنا حلقۂ زلف آغوش شوق
گرفتار او بھی کمر ہوگئی

ملے ٹھوکرون ہی مین اہل نیاز
ہماری جبین سنگ در ہوگئی

نہ آئے محبت کے کوچے مین خضر
خدا جانے کیونکر بسر ہوگئی

ستم ہوگیا راز دل کھل گیا
چھپاتے چھپاتے خبر ہوگئی

کسی کی نہ تھی شوق نے قتل مین
اودھر ہی سے کچھ رہگذر ہوگئی

فرشتے ہون مخبر تو کیا کیجیے
یہان بات کی وان خبر ہوگئی

وہان جھوٹے وعدے پہ لب ہلگیا
توقع یہان کس قدر ہوگئی

دکھا دینگے ای دل تجھے روز حشر
کہ ساری خدائی اودھر ہوگئی

کبھی یاس ہوتی نہ اپنی امید
تغافل سے تیری مگر ہوگئی

۲۲

یہان صبح پیری سے پہلے ہی داغ
جوانی چراغ سحر ہوگئی

۱۳

قول تیرا شوق میرا چاہیے
جھوٹ سچ کیو واسطے کیا چاہیے

ای فلک سامان محشر ہی سہی
اپنی آنکھون کو تماشا چاہیے

ہو سکے کیا اپنی وحشت کا علاج
تیرے کوچے مین بھی صحرا چاہیے

دل مین قاتل کے رکاوٹ ہو تو ہو
خنجر اپنے دم سے اچھا چاہیے

گو تری نظرون سے کل گر ہی پڑین
آج تو کوئی سہارا چاہیے

کیجیے تیغ تبسم سے ہلاک
جور بھی اچھون کا اچھا چاہیے

ہر طرف ہے ترے بیمارون کا شور
ہر گلی مین اک مسیحا چاہیے

کیون نہ چھائے میکشون کے سر پہ ابر
کچھ گنہ گارون کا پردا چاہیے

تیرے جلوے کا تو کیا کہنا مگر
دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

کاش دیکر کچھ گرہ سے ہو نجات
تجھکو زاہد دین و دنیا چاہیے

دل کے جانب سے تغافل کیون ہوا
قرضدارون پر تقاضا چاہیے

وعدۂ فردا پہ بھی جمتے نہین
کہتے ہین وہ وقت دیکھا چاہیے

۲۱

کیون نہین دیتے تسلی داغ کو
اوس سے لیجے گر تمنا چاہیے

۳۲۲

نگہ شوق بے اثر نہوئی
تمکو پردے مین کیا نظر نہوئی

ہم نے تقلید خضر کی لیکن
چلتے پھرتے بھی تو بسر نہوئی

تارے گنتے ہو شام سے شب وصل
کیا کروگے اگر سحر نہوئی

دل ویران مین غم رہا قائم
کبھی یہ شے ادھر ادھر نہوئی

ماتم غیر بن تمھین دیکھا
ورنہ یہ عید کسکے گھر نہوئی

شب فرقت کے جاگنے والے
ایسے سوئے کہ پھر خبر نہوئی

ولے بیگانگی طبیعت کی
گرا دو دھر سے کبھی ادھر نہوئی

اس نزاکت سے قول اوسنے دیا
ہاتھ کی ہاتھ کو خبر نہوئی

وعدہ اوسنے کیا وفا نہ کیا
دل کو تسکین ہوئی مگر نہوئی

حال وہ کیا جو حشر مین نہ کہا
بات وہ کیا جو وقت پر نہوئی

کسکے جلوے نے کردیا محجوب
آنکھ کے سامنے نظر نہوئی

کبھی اونسے امید الفت ہی
کبھی یہ فکر ہی اگر نہوئی

عشق مین ذوق اپنا اپنا ہی
دل مین کیفیت جگر نہوئی

ہی بہت طول مدعا افسوس
ساری دنیا پیامبر نہوئی

نہین معلوم کسکے دلمین رہے
کبھی ظاہر تری کمر نہوئی

غیر محفوظ ہی ہر آفت سے
شدنی بھی تو عمر بھر نہوئی

نہین سرکار عشق پر الزام
مین برا تھا مری بسر نہوئی

خاک میخانہ تھی اسی قابل
یہ زمین آسمان پر نہوئی

دل سے باتین بہت ہین شب غم
بات کرنے مین بھی سحر نہوئی

دل جلے دفن ہوگئے جس مین
ابر سے وہ زمین تر نہوئی

۳۲۵ کیا تلون مزاج ہی اے داغ
چار دن بھی کہین بسر نہوئی ۱۵

مجھے اے اہل کعبہ یاد کیا میخانہ آتا ہی
ادھر دیوانہ جاتا ہی ادھر مستانہ آتا ہی

نہ دلمین غیر آتا ہی نہ صاحب خانہ آتا ہی
نظر چارون طرف ویرانہ ہی ویرانہ آتا ہی

تڑپتا لوٹتا اور رٹتا جو بیتابانہ آتا ہی
یہ مرغ نامہ بر آتا ہی یا پروانہ آتا ہی

مرے مژگان سے آنسو پونچھتا ہی کس لیے ناصح
ٹپک پڑتا ہی خود جو اس شجر مین دانہ آتا ہی

یہ آفت ہی کہ آفت ہی نگہ کچھ ہی ادا کچھ ہی
الٰہی خیر مجھسے آشنا بیگانہ آتا ہی

وہ نازک ہین تو کیا اپنے سے خنجر پھر نہین سکتا
تجھے کچھ ننگ بھی ای ہمت مردانہ آتا ہی

ترا کوچہ ہی وہ دار الشفا بیمار وحشت کو
پری آتی ہی بن جاتا ہی جو دیوانہ آتا ہی

دم تقریر نالے حلق مین چھریان چبھوتے ہین
زبان تک ٹکڑے ہو ہو کر مرا افسانہ آتا ہی

رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہین
ادھر جاتا ہی دیکھین یا ادھر پروانہ آتا ہی

جگر تک آتے آتے سو جگہ گرتا ہوا آیا
ترا تیر نظر آتا ہی یا مستانہ آتا ہی

کبھی چلنا کبھی رکنا کبھی ملنا کبھی چھپنا
ترے خنجر کو ہر انداز معشوقانہ آتا ہی

دغا شوخی شرارت بیحیائی فتنہ پردازی
تجھے کچھ اور بھی ای نرگس مستانہ آتا ہی

سکندر آئینے سے جام جم سے خوش نہوتا تھا
کوئی سکتین کو دیکھے ہاتھ جب پیمانہ آتا ہی

بھرے کچھ آنکھ مین آنسو پڑے کچھ حلق مین چھالے
قفس مین یہ میسر مجکو آب و دانہ آتا ہی

۲۶ ۹

وہی جھگڑا ہی فرقت کا وہی قصہ ہی الفت کا
تجھے ای داغ کوئی اور بھی افسانہ آتا ہی

کسطرح ظاہر کرون حسرت جو مکنون دلمین ہی
جسطرح غنچے مین بو ہی آرزو یون دلمین ہی

دعوت مژگان کرون مہمانی پیکان کرون
آہ مین کیا کیا کرون اک قطرۂ خون دلمین ہی

یا تو ایسی گلنت یا ہمسے وحشت اسقدر
یا جنون سر مین ہوا یا کوئی مجنون دلمین ہی

دیکھتے رہجاؤگے گر کوئی لٹکا چل گیا
جو تمھاری آنکھ مین ہی یان وہ افسون دلمین ہی

کیا کرینگے اہل محشر میرے داغونکا شمار
عشق کی دولت سے گویا گنج قارون دلمین ہی

آرزوے عیش سے کیا ہو جو قسمت مین نہو
جو نہین ہی تجھمین وہ ای بخت واژون دلمین ہی

اس محبت کا برا ہو ایک کو رحمت نہین — دل مکدر سینے مین ہی بیان محزون دلمین ہی
کس مصیبت مین پڑا ہون مین دم تحریر شوق — وہ سما سکتا نہین خط مین جو مضمون دلمین ہی

۲۲۷ — ۱۱

ہان مدد ای جوش وحشت چلکے کرتا ہی داغ
خار صحرا پانو مین ہی شوق ہامون دلمین ہی

پھر تو لی زلف نے کچھ شب سے سیاہی تیری — بٹ گئی بخت سیہ خوب تباہی تیری
دم اظہار محبت ٹھہر ای نالۂ دل — الٹی ہو جائے نہ کمبخت گواہی تیری
یون تو ای ابر پتا بھی نہین ملتا تیرا — توبہ کرتی ہی چھلکتی ہی سیاہی تیری
جب کہی دار پہ منصور نے اپنی ہی کہی — مین نے تا روز جزا بات نباہی تیری
عمر بھر تو نے بھلائی کبھی چاہی میری — جیتے جی مین نے برائی کبھی چاہی تیری
دونون ہاتھون سے جگر تھام لیا صبح سے — مین نے فریاد جو کی داد جو چاہی تیری
ڈرتے ڈرتے وہ مرا حال طبیعت کہنا — پردے پردے مین وہ دزدیدہ نگاہی تیری
ناصحا کہدے محبت مین خدا لگتی کچھ — مدعی لاکھ پکارا ہی گواہی تیری
نظر آئی نہ مجھے بعد فنا شکل عذاب — اتنی گہری تو ہوئی ہی قبر سیاہی تیری
سچ تو یہ ہی کہ برا حال برا ہوتا ہی — غیر نے مجھسے کہا ہاے تباہی تیری

۲۲۸ — ۹

ہمنے ای داغ سفارش مین کمی کونسی کی
پہ برائی تری تقدیر نے چاہی تیری

صبر کیا لائے مجھے سانس بمشکل آئے — تو تو انسان ہی پتھر پہ اگر دل آئے
اسقدر تھی نگہ شوق کو قاتل کی تلاش — جب نظر مجکو فرشتے دم بسمل آئے
وہ جان بچانے کا زمانہ نہ رہا — اب تو اس بات کا رونا ہی کہین دل آئے

خواب مین بھی کبھی تنہا نہین دیکھا مجکو
دلمین بھی آئے تو اغیار کے شامل آئے

غیر معشوق ہو تجھسا بھی تو الفت کرون
ایسا آتا ہی تو مجھ پہ ہی مراد دل آئے

اس نزاکت پہ گئے غیر کے گھر چین سے تم
ہم اگر آپ مین آئے تو بمشکل آئے

مل گئے راہ مین مجکو یہ بڑی خیر ہوئی
لوگ جو دیکھے شب کو تری محفل آئے

کیا کہین کس سے کہین جاکے وہان کیا گذری
یار کہتے مین مبارک ہو تمہین مل آئے

۳۲۹ — ۹

جسکو ہو داغ بہت حسن و شجاعت پہ غرور
میرے نواب بہادر کے مقابل آئے

سنبھالکر کوئی لیجائے اوسکے پاس مجھے
بٹھائے دیتی ہی اک قدم پہ یاس مجھے

بٹھاکے بزم مین اپنی سبک نکر اتنا
نہ لے اوڑین کہین ظالم مرے حواس مجھے

وہ چشم مست جو گلشن مین گل سے لڑتی ہی
اشارہ کرتی ہی بلبل کہ اک گلاس مجھے

وہ شکوہ نشے مین جھجکے جو عکس کا گل سے
بلا بلا کے بٹھاتے تھے اپنے پاس مجھے

غضب مین آگئے جب کے رہنے والے بھی
اداس ہوگئے سب دیکھکر اداس مجھے

رقیب سے سر محفل کلام ہوتے ہین
سمجھ لیا ہی ستمگر نے بدحواس مجھے

دیا ہی زہر مری چارہ گر نے تنگ آکر
دوا تو خوب ملی ہی جو آئے راس مجھے

بنا دیا غم فرقت نے سنگدل ایسا
کہ موت سے نہین آئی کبھی ہراس مجھے

۳۳۰ — ۹

صنم پرست کو اے داغ شیخ کیا سمجھے
جو برہمن ہو وہ جانے خدا شناس مجھے

کون غمخوار الٰہی شب غم ہوتا ہی
اب تو پہلو مین مرے درد بھی کم ہوتا ہی

کیفیت خاص ہی گویا مرے مجبوری کی
حال جو یار کا ہنگام ستم ہوتا ہی

کس قسم سے مل جاتی ہین آنکھین دیکھو ۔۔۔ کس سر سے مری موت کا غم ہوتا ہی
رشک ہی اپنے خط شوق پہ مجھکو کہ وہان ۔۔۔ وہ ہی مضمون مرے دشمن کو رقم ہوتا ہی
غیر کا دل کہین تلوون کے تلے تم نے ملا ۔۔۔ فتنہ ہر ایک ترا نقش قدم ہوتا ہی
حشر مین پوچھتے پھرتے ہین وہ ایک ایک سے یہ ۔۔۔ یان کہین بھی کسی عاشق پہ ستم ہوتا ہی
یاد آجاتے ہین جب زخم محبت کے مزے ۔۔۔ شربت خضر بھی حق مین مرے سم ہوتا ہی
خانۂ غیر کی آرایش و زیبایش کیا ۔۔۔ سوچ لیجے کہین دوزخ بھی ارم ہوتا ہی

۱۳۳ ۔۔۔ ۹

رہ گیا چھیڑ کے مین قصۂ غم جب یہ سنا
داغ اس سر کی قسم مجھکو الم ہوتا ہی

چوٹ دل کی وہین ابھر آئی ۔۔۔ جب ہنسی آئی آنکھ بھر آئی
جا شب ہجر وہ سحر آئی ۔۔۔ تو ہی جانے کی پھر اگر آئی
آئینہ کیون ہوا جمال ترا ۔۔۔ اپنی صورت تجھے نظر آئی
صبح سے تمکو آرہی ہی ہنسی ۔۔۔ خواب مین کس کی چشم تر آئی
تھی شب وصل کسقدر کوتاہ ۔۔۔ شام گذری کہ بس سحر آئی
اب کہان تک سناؤن قصۂ غیر ۔۔۔ میری آنکھون مین نیند بھر آئی
تم سے تو واسطہ ہی کچھ نرہا ۔۔۔ اب طبیعت رقیب پر آئی
میرے مرقد پہ مجھسے کہتے ہین ۔۔۔ کیون تجھے نیند اسقدر آئی

۱۳۴ ۔۔۔ ۷

صدمہ پونہچا جگر کا دل تک داغ
ایک کی چوٹ ایک پر آئی

مطلب کی تم سنو تو ذرا کوئی کچھ کہے ۔۔۔ جب بات سے خفا ہو تو کیا کوئی کچھ کہے

سوچا جواب کیا مرے حاضر جواب نے
تاکید ہی کہ روز جزا کوئی کچھ کہے

ہم آپ چھیڑ چھیڑ کے کھاتے ہین گالیان
کانون کو پڑ گیا ہی مزا کوئی کچھ کہے

بندے ہین ہم تو عشق کے ای شیخ و برہمن
پروا نہین ہمین بخدا کوئی کچھ کہے

کمبخت نامراد تو مدت سے ہی خطاب
جی چاہتا ہی اس سے سوا کوئی کچھ کہے

ناصح کے کہے سنے پہ ہمارا نہین عمل
جو جی مین آگیا وہ کیا کوئی کچھ کہے

۳۲

ای داغ اوسکی بزم مین ہم گل کھلا گئے
اس کا ہی انتظار ذرا کوئی کچھ کہے

ے ۱

مرے کوچے مین وہ کن شوخیون سے جابجا ٹھہرے
بڑھے بڑھکر تھمے دم بھر چلے چلکر ذرا ٹھہرے

تغافل کی ٹھہرے آج قاتل فیصلا ٹھہرے
نہین تلوار تو فقرہ کوئی چلتا ہوا ٹھہرے

تسلی دلکو جو دیتے ہین کیسے لوگ ہین یارب
جگر ہی جب نہ ٹھہرے تو جگر پر ہاتھ کیا ٹھہرے

مسیح و خضر گو کیا ہین دونون ہم تو جب جانین
جو دل گرتا ہوا سنبھلے جو دم جاتا ہوا ٹھہرے

اوڑا جاتا ہی مطلب کیا لکھون خط مین ای قاصد
پریشانی ٹھہرنے دے تو مضمون مدعا ٹھہرے

بہار بیخزان دیکھی ہی کب تونے دکھادین ہم
جو اوسکی طبع مین ای باغبان رنگ وفا ٹھہرے

گلہ جور و ستم کا حشر مین پھر عشق کا دعوے
مرا دشمن ہے تیرے آگے جو کوئی بیحیا ٹھہرے

مری افتادگی نے آسمان پر مجکو پہونچایا
زمین پر وہ نہ ٹھہرے جو تمھاری خاک پا ٹھہرے

وہی انسان پورا ہی اوسیکے ہم تو قائل ہین
بھلون مین جو بھلا ٹھہرے برون مین جو برا ٹھہرے

مزا چکھا نہین دنیا کا زاہد تمنے دنیا مین
کبھی تو بادہ نوشی کے بھی ای مرد خدا ٹھہرے

صبا تجکو تو غنچے چٹکیون ہی مین اوڑا دیتے
جو نکہت غنچہ دہن ہو آوارہ تو ٹھہرلے کیا ٹھہرے

ابھی سامان آہ و نالہ و فریاد سنتے ہو
قدم آگے نہ رکھے عرش اعلی پر دعا ٹھہرے

تری آنکھین مین اپنے تاک لین نے اب ٹھہرنیکو — ٹھہرتی ہی اگر تو چشم دشمن مین حیا ٹھہرے
متاع شوق بھی ہی مایۂ الفت بھی رکھتے ہین — اگر لیجے تو لیجے سودا ہمارا آپ کا ٹھہرے
شب وعدہ جب اون سے شکوۂ تاخیر کرتا ہون — تو کہتے ہین کہ ہم انسان کیا ٹھہرے ہوا ٹھہرے
رہا روز جزا کے بعد کا غم تجکو محشر مین — کہ دنکو تو یہ ٹھہرے رات کو کیا جانے کیا ٹھہرے

۲۳۴
قسم ہی اوسکی یہ مرضی نہین ای داور محشر
کہ مجرم داغ ٹھہرے اور دشمن بیخطا ٹھہرے
۱۱

شوق دیدار و فکر سر بھی ہی — اب ادھر بھی ہی دل ادھر بھی ہی
تجکو عشاق پر نظر بھی ہی — مرنے جینے کی کچھ خبر بھی ہی
قتل کر چارہ گر جو صحت ہو — سر اگر ہی تو درد سر بھی ہی
چشم شفاک اسطرف بھی نگاہ — دلکے پہلو ہی مین جگر بھی ہی
کیا کرون برق ہی جو نالۂ آہ — تجھ مین کمبخت کچھ اثر بھی ہی
اوسکے انداز سن لیے قاصد — عشوہ گر ہی تو فتنہ گر بھی ہی
لکھکے خط پوچھتا ہی پھر اکثر — کوئی دنیا مین نامہ بر بھی ہی
کیسے گھبرا گئے وہ جو مین نے کہا — لٹ گیا دل مرا خبر بھی ہی
دولت وصل بیوصال کہان — نفع کے ساتھ ہی ضرر بھی ہی
دل ہمارا طریق الفت مین — راہزن بھی ہی راہبر بھی ہی

۲۳۵
تو ہی ای داغ اور کوچۂ یار
خانہ آباد تیرا گھر بھی ہی
۱۰

کون شبنم کے چھیٹون پہ عبث شاد رہے — کچھ کمی یان بھی نہین میکدہ آباد رہے

طبع آزاد اگر ہو وقت آزاد کے ساتھ
ایک ہی پاؤن سے گلگشت مین شمشاد رہے

عکس رخسار سے بنجائے مصور تصویر
دیکھ لے تجھکو تو بہزاد نہ بہزاد رہے

اسکے پھندے مین پھنسے دیکھیے کیونکر تمکین
جو نہ آزاد رہ سکے اور نہ آزاد رہے

کوئی پہلو تو رہے کہکے پلٹ جانے کا
آنکھ سے وہ نہ رہے لب سے جو ارشاد رہے

ہون وہ ناکام تمنا جو اثر ہاتھ بھی آئے
مجھسے دامن مین چھپاکر مری فریاد رہے

ہو وسے شہرت نہ تھمی مجھسے طبیعت رکی
جا بنوالے نہ کبھی اے دل ناشاد رہے

خلد مین بھی نہ لگا دل ترے دیوانون کا
یان رہے وان رہے ویران ہی برباد رہے

رنج وہ رنج ہی جسمین نہ بتون کو بھولین
عیش وہ عیش ہی جسمین نہ خدا یاد رہے

۴۳

داغ آزاد منش وہ ہی کہ اے بندہ نواز
آپ کا بندہ رہے اور پھر آزاد رہے

۱۳

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے
نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

کوئی گھڑی چین سے تو اے ستم ایجاد رہے
تیرے سینے مین جو میرا دل ناشاد رہے

وعدۂ حشر پہ کیا صبر ہو تم کہدو گے
ایسے ہنگامہ جانکاہ مین کیا یاد رہے

کوئی مشتاق شہادت نہ کہین سر ہو جائے
بس بہت حق مین ہر اک شخص کے جلاد رہے

کھو دیا عیش قفس اپنی وفاداری نے
لطف صیاد سے ہم رات دن آزاد رہے

دیکھ لے سیر حرم حضرت زاہد رخصت
آپ کا کعبہ مرا بتکدہ آباد رہے

یہ رہا عرش تو اے حوصلۂ دل دیکھا
مین کہتا تھا کہ سینے ہی مین فریاد رہے

خاک آیا جو مرے منہ کو کلیجا آیا
کوئی دن کاش یہ تہ لب فریاد رہے

باہم اک وعدۂ فردا یہ نوشتہ ہو جائے
کہ مری سہو کی عادت ہے تجھے یاد رہے

اس دل تنگ مین کس کس کو جگہ دون یا رب
غم رہے دم رہے فریاد رہے یاد رہے

دل غم عشق سے دن رات گھلا جاتا ہی
کہین محروم نہ ظالم تری بیداد رہے

تنگ آیا تو مرے منھ سے شکایت نکلی
لب پر آئی ہوئی کیونکر ستم ایجاد رہے

۲۳۵

تم نے اے داغ محبت سے کیا ہی انکار
یہ سخن یاد رہے یاد رہے یاد رہے

۱۱

منا لیتے ہین ہر مظلوم کو وہ عذرخواہی سے
گنہگارون کو نفرت ہو گئی ہی بیگناہی سے

جفا کے بعد وہ اچھے ڈرے قہر الٰہی سے
مجھے کہتے ہین جلدی توبہ کیجیے دادخواہی سے

نہ دکھین کچھ جو قاتل سے لاشین ناتوانون کی
فلک تنکے ہی چنوا لے نسیم صبحگاہی سے

شہادت دشمنون کی سنکے ہی شوق شہادت کو
مرا محضر بنائین دوست اپنے ہی گواہی سے

سیہ کاری سے میری کاتب اعمال حیران ہی
کہ اسکا نامۂ اعمال لکھین کس سیاہی سے

نہ دھو آب وضو سے داغ پیشانی کو اے زاہد
اسے ناداں یہ دھبا مٹے گا روسیاہی سے

گران بار محبت دفن ہین زیر زمین اکثر
الٰہی کس طرح یہ بوجھ اٹھا پشت ماہی سے

سراسیمہ پریشان مضطرب آشفتہ و حیران
مرا قاصد تو آیا لیکن آیا کس تباہی سے

شہ درویش مجھ نے لطف پایا دین و دنیا کا
یہ دولت لی گدائی سے وہ دولت بادشاہی سے

بنی ہی سرمۂ چشم ملایک دیکھنا رتبہ
اور بھی ہی گرد راہ عشق مین جو پائی راہی سے

۲۳۶

مبارک دوستون کو اب ہین بیٹھین گہم عشرت مین
جناب داغ اچھے ہو گئے فضل الٰہی سے

۸

ترے وعدے کو بت حیلہ جو نہ قرار ہی نہ قیام ہی
کبھی شام ہی کبھی صبح ہی کبھی صبح ہی کبھی شام ہی

مراد کرا دون سے جو آ گیا کہ جہان مین ایک ہی باوفا
تو کہا کہ مین نہین جانتا مراد ور ہی سے سلام ہی

رہین کوئی دم جو لڑائیان یونہین اون نگاہون سے درمیان
تو ہمارے دل کا بھی مہربان کوئی پل مین قصہ تمام ہی

کبھی دیکھ تو سر رہگذر کہ ترے ستم سے کتنے ہین خاک پر
نہ چل ایسی چال تو فتنہ گر کوئی یہ بھی طرز خرام ہی

اوسے آج دیکھ کے جلوہ گر مجھے آئی قدرت حق نظر
کہ یہ شمس ہی کہ یہ ہی قمر کہ وہ حور وش لب بام ہی

وہ ستم سے ہاتھ اوٹھائے کیون وہ کسی کا دل نہ دکھائے کیون
کوئی اسمین مر ہی نہ جائے کیون اوسے اپنے کام سے کام ہی

ہو مین محو مین کہ نہین خبر وہ کدھر ہین اور مین ہم کدھر
نہ ہی نامہ بر نہ پیامبر نہ سلام ہی نہ پیام ہی

دل دردمین کا جسکو نہ یاس ہو یہی نامراد ہی دیکھ لو ۵
جسے داغ کہتے ہین ای بتو وہ اسی روسیاہ کا نام ہی ۳۳۹

خوب اب دیکھ لیے طور تمہارے ہمنے
دن مصیبت کے گذارے ہین سو گذارے ہمنے

ہے برہم ہی تری زلف پریشان کیطرح
کام بگڑے ہوے ہر چند سنوارے ہمنے

جان و دل آپ پہ واللہ نہین ہمکو عزیز
جان و دل آپکے صدقے مین اوتارے ہمنے

پاس غیرون کو بٹھا کر یہ دکھایا تمنے
سر پہ دیکھے نہ تجھے چلتے ہوے آرے ہمنے

چوٹ کیا کیا نہ لگی دل پہ ہمارے لیکن
درد پر درد محبت کے سہارے ہمنے

تنگی گوشۂ زندان کے جو ہم خوگر تھے
گور مین بھی نہ کبھی پانون پسارے ہمنے

پھر تو پایا ہی محبت کی مصیبت مین مزا
عیش و آرام کیے ترک جو سارے ہمنے

مطلب ہی داغ نہین دیر و حرم سے ہمکو
بستر اپنا تو کیا سب سے کنارے ہمنے

بھلا ہو پیر مغان کا ادھر نگاہ ملے
فقیر ہین کوئی چلو خدا کی راہ ملے

کہان تھے رات کو ہمسے ذرا نگاہ ملے
تلاش مین ہو کہ جھوٹا کوئی گواہ ملے

قریب میکدہ مجکو جو خانقاہ ملے
گلے ثواب سے کیا مرا گناہ ملے

وہ روز حشر ہی دنیا نہین کہ راہ ملے
کہان چھپوگے جو دو چار داد خواہ ملے

مری خرابی مین آگر وہ جو کرچی بھولے
کہ پھر نہ خانہ خرابی کو گھر کی راہ ملے

ترا دل آئے کسی پر تو عرش ہلجائے
اثر تلاش مین ہی اسطرح کی آہ ملے

تمھارے کوچے مین ہر روز وہ قیامت ہی
کہ سایہ ڈھونڈھ رہا ہی کہین پناہ ملے

ترا غرور سمایا ہی اسقدر دل مین
نگاہ بھی نہ ملاؤن جو بادشاہ ملے

سر برہنہ مجنون پہ آشیان ہی تاج
نہ رکھے سر پہ جو فغفور کی کلاہ ملے

فلک کیطرح جفائین نہ سیکھیے ہر روز
اسیکی قدر ہی نعمت جو گاہ گاہ ملے

تمھارے حسن سے کیا رتبہ ماہ کنعان کو
وہی تو چاہ ہے جسے ڈوبنے کو چاہ ملے

سب اہل حشر جب اپنے کیے کو پاینگے
بڑا مزہ ہو جو مجکو مرا گناہ ملے

کرون مین عرض اگر جانکی امان پاؤن
کہون پتے کی اگر قہر سے پناہ ملے

یہ ہی مزے کی لڑائی یہ ہی مزے کا ملاپ
کہ تجھسے آنکھ لڑی اور پھر نگاہ ملے

ہوا ہی دود جگر سے یہ گھر مرا تاریک
کہ موت ڈھونڈھتی پھرتی ہی کوئی راہ ملے

خدا اسکو صبر تاثیر کا بتا یارب
جلا دیا ہی جنے مجھے خاک مین یہ آہ ملے

بلا سے دعوۂ الفت نہ پیش کرتے ہم
ملے ہوئے ہین جو دشمن سے وہ گواہ ملے

ٹھہر نہ آہ مری جان لے کے چلتی ہو
سفر کرے جو مسافر کو زادِ راہ ملے

مثل سُنی ہی کہ ملتے سے کوئی ملتا ہی
ملو تو آنکھ ملے دل ملے نگاہ ملے

قمر کو جامۂ شب تو بصر کو پردۂ چشم
کئی لباس ترے نور کو سیاہ ملے

اثر کہان سے ملے جب یہ پھوٹ ہو باہم
الگ الگ رہے دونون حرفِ آہ ملے

لگا کے پانون مین اوسکے اوڑاؤن قاصد کو
اگر مجھے ترے توسن کی گردِ راہ ملے

اس انقلاب مین ڈھونڈھون جو مشک اور کافور
تو یہ سفید ملے اور وہ سیاہ ملے

۱۷

تو بخشش عصیان اوسے سنا دینا
جو شرمسار کہین داغ روسیاہ ملے

۱۸

ہی پریشانی دل حسن بھی کچھ غم مین رہے
زلف برہم کی ادا خاطرِ برہم مین رہے

رشک نے آگ لگا دی تپش و غم مین رہے
بزمِ دشمن مین رہے ہم کہ جہنم مین رہے

چھین لین حشر کے دن تم سے نہ حورین مجھکو
اونکو حسرت ہی کہ یہ ہمکو ملے ہم مین رہے

مرگِ دشمن کی دعا مانگ کے پچھتایا ہون
کہین ایسا نہو وہ غیر کے ماتم مین رہے

عاشق و شیفتہ و والہ و شیدا وہ ہی
رات دن لاکھ خوشی سے جو ترے غم مین رہے

واعظا ارمان کرون کیا یہ بہت مشکل ہی
آدمی بن کے کوئی جنت آدم مین رہے

غیر کا غم اوسے اشکو نہین ڈوبے رکھے
جو نہ اکسے گھڑی بھر کبھی شبنم مین رہے

عقدۂ بندِ قبا کھول دے ظالم شبِ وصل
یہ گرہ کاش ترے گیسوئے پرخم مین رہے

وعدۂ وصل پہ ہر اک کو لگا دے رکھے
کہ رہا نہ اسی ٹھٹکے ہین اسی دم مین رہے

حور کیواسطے پریان نہ چھٹین گی زاہد
اوسکی امید کہ جو دوسرے عالم مین رہے

جمع ہو تیر کی داغ جگر ہی چھپٹ کر
کچھ سیاہی تو مرے دیدۂ پرنم مین رہے

نغمۂ عیش سے یاد آ گئے نالے ہمکو
بزم شادی مین رہے تو بھی تو ماتم مین رہے

گردش چشم بلا شوخی رفتار غضب
ایسے چلتے ہوئے فتنے اسی عالم مین رہے

تیری اوتری ہوئی مہندی جو اوٹھا لے گی
ید بیضا کا نشان پنجۂ مریم مین رہے

مجھسے میخوش کو بلوا دیہ میرا ذمہ
بوند پانی کی اگر کوثر و زمزم مین رہے

ترے چھینٹون سے فلک تازہ رہا کئے پھول
آگ لگجائے گل داغ جو شبنم مین رہے

دلمین مہمان دل آزار بہت سے ہین
کوئی ایسا نہین جو دل کیطرح ہم مین رہے

۱۴۳

مجرم عشق کو کیا حکم ہوا اے داور حشر
داغ جنت مین رہے یا کہ جہنم مین رہے

۲۱

ہر بات ہی شوخ فتنہ گر کی
شوخی سے مزاج مین نظر کی

تاثیر ہوئی ہی کس نظر کی
وہ آنکھ نہین ہی نامہ بر کی

بیچین ہی جان ہر بشر کی
چٹکی ہی غضب تری نظر کی

آتا نہ شب وصال ای مرگ
مہمان ہی عمر رات بھر کی

مقبول نہ ہو دعاے عاشق
ہر دم ہی یہی دعا اثر کی

رویا ہی مجھی کو خواب مین بھی
جب آنکھ لگی ہی نوحہ گر کی

خاطر سے ترے عدو کے خاطر
گو اپنے خلاف تھی مگر کی

زانو پہ ترے رہا تھا جب سے
لیتا ہون بلائین اپنے سر کی

کیون آئی صبا تری گلی مین
پھر سنے والی ہزار گھر کی

کچھ کہتی ہے اپنی بدگمانی
سن لی ہے اونھونے نامہ بر کی

سب اوسکی نظر کو دیکھتے ہین
تعریف کرین مرے جگر کی

امید سزا مین رات دن مین
گنتا ہون خطائین عمر بھر کی

اب میری عوض اوسے سنبھالو
ملتی نہین نبض چارہ گر کی

رہتی ہے برنگ شمع مردہ
وہ آہ کہ جان تھی اثر کی

کیا بات ہے خیر ہو الٰہی
رکتی ہے زبان نامہ بر کی

تلوار مجھی کو ہے مری آہ
وہ بھی ظالم ترے کمر کی

کچھ صبر کیے سے بن نہ آیا
یون بھی تو بہت دنون بسر کی

کیون رحم نہ آئے بیکسی پر
جب شمع سے گئی ہی کدھر کی

اے شمع ہمارا ساتھ دینا
تکلیف ہے اور دو پہر کی

انسان و ملک مین سب دعا گو
پھر بھی تو کبھی نہین اثر کی

اے داغ وہ لطف کیا کرین گے
احسان کیا جفا اگر کی

٣٤٣

شوق مین ایک فتنہ قامت کے
ہم گلے مل گئے قیامت کے

دلمین مضمون یاس و حسرت کے
بن گئے نقش لوح تربت کے

کبھی احسان ہے جو شکوے ہون
دوست تیرے قیامت کے

کسنے کوسا مجھے کہ بہر دعا
ہاتھ اوٹھے ہوئے ہین خلقت کے

بتکدہ لوٹ کر دینے کعبہ
کارخانے ہین اوسکی قدرت کے

کچھ عدو کو تو کچھ فلک کو ملے
حصے ہو جائین میری قسمت کے

یاد رہجاے گی جفا تیری | دن گذر جائین گے مصیبت کے
اوسنے پوچھا مزاج کیسا ہی | رنگ اب دیکھنا طبیعت کے
اک ترے دل پہ اختیار نہین | سب ہین قبضے مین دست قدرت کے
رشک ہی دیکھیے ستم تیرے | بعد میرے ہون کسکی قسمت کے
وہ ترا کے تھم گئے چل کر | لو قدم گر گئے قیامت کے
اونکو لطف عدم کہان جو غریب | ہو رہے بعد مرگ تربت کے
کان رکھکر اگر وہ سن لیتے | بوسے لیتا لب شکایت کے
ہم ترے جور سب اوٹھائین گے | اے ستمگر علاوہ فرقت کے
دل ترا چھین کر عدو کو دیا | ہتکھنڈے ہین یہ دست قدرت کے
آئینہ دیکھکر یہ پھر سے کہے | دو نہین ہوتے ایک صورت کے
آئی تیشے سے یہ صدا پیہم | کوہکن کام ہین یہ فرصت کے
اپنے بدلے رقیب کو بھیجا | یہ نئے ڈھنگ ہین عیادت کے

۳۴۴ داغ سا دوسرا نہ دیکھوگے
گل ہزارون ہین ایک صورت کے ۱۸

وہ قیامت توڑتے ہین پوچھکر کیا حال ہی | پرسش دل بھی الٰہی پرسش اعمال ہی
بد نصیبی کو نکلنا اس سے اک اشکال ہی | میرے ماتھے کی لکیرین کس بلا کا جال ہی
راہ مین لیتا ہی تیرے تیر کو میرا جگر | پیشوائی نام اسکا ہی یہ استقبال ہی
جم گئی ہی آنکھ کی پتلی کسی مشتاق کی | مین یہ مانونگا کہ عارض پر تمھارے خال ہی
داغ عصیان جذب کر لیتا ہی اشک شرم کو | دامن تر ہی مرا منھ پر مرے رومال ہی

خون دل رگ رگ سے پانی کیطرح بہنے لگا — سرخ آنسو کیا پسینا تک ہمارا لال ہی
تجکو ای ناصح خبر کیا عشق کے انجام کی — کوئی کاہن ہی منجم ہی کہ تو رمال ہی
تنگ آئے ہین دل بیمار سے بیماردار — مجھسے بدتر پوچھنے والونکا میرے حال ہی
پس گئے ہین یون تو لاکھون گردش افلاک سے — جس پہ عاشق ہی قیامت ڈھ پڑا پامال ہی
ہین سراپا درد ہون اللہ ہی اس کا گواہ — شکل انگشت شہادت تن پہ ہر اک بال ہی
ایک مین سو مدعی اک تم ہزارون جان نثار — عشق کا یہ حال دیکھا حسن کا وہ حال ہی
حضرت ناصح چلے مین نے دیے پیغام اوسے — دل بغل مین اور خالی ہاتھ پر رومال ہی
نامہ بر اونکا تو وعدہ اور تیرا اعتبار — مکر ہی فقرہ ہی عیاری ہی دم ہی چال ہی
مین نے اون سے عرض کی آنا جنازے پر ضرور — پہلے تو بولے وہ اچھا پھر کہا اشکال ہی
وہ یہ سنتے ہی رہے اور لیگئے دل چھین کر — ہم یہ کہتے ہی رہے دیکھو پرایا مال ہی
بولتے ہو موت کے معنے پہ تم لفظ وصال — اور کبھی تو اک محل پر اسکا استعمال ہی
غیر تیرے فیض سے محسود عالم ہو گیا — جسنے دیکھا بول اوٹھا کیا اقبال ہی

۳۴۵
فرض ہی کیا یہ کہ مرکے پہ ہوتا ہو عذاب
بلکہ ہستی سے عدم مین داغ تو خوشحال ہی
۱۷

کیا تھا جرم وفا لذت سزا کے لیئے — ستم کے لطف اوٹھائے مزے جفا کے لیے
خدا کرے نہ کسی کا امیدوار وصال — دعائین مانگتے ہین ترک مدعا کے لیے
جو یہ لباس ہو تجھسا ہی جامہ زیب بھی ہو — بنا نہ دامن محشر تری قبا کے لیے
مری خبر کو وہ آئین تو جلد آئین کہین — فرشتے کہتے ہین کیا حکم ہی قضا کے لیے
بڑا مزہ ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ — وہ منتون سے کہے چپ رہے ہو خدا کے لیے

غرض جہان سے کیا اے فلک مرے ہوتے
غریب خانہ ہے موجود ہر بلا کے لیے

اثر تو لوٹ لیا بات سے نے تیری
رہا نہ کچھ بھی مری عرض مدعا کے لیے

زبان جلائی کیے قطع ہاتھ پہونچون سے
یہ بندوبست ہوئے ہین مری دعا کے لیے

مرے مزار کو تو وہ کیا ہے تیرون سے
بہانہ یہ ہے کہ روزن کیے ہوا کے لیے

رقیب سے بھی تو پردون مین بات کرتے ہین
یہ فکر ہے اونھین افزایش جفا کے لیے

شریر آنکھ نگہ بیقرار چتون شوخ
تم اپنی شکل تو پیدا کرو حیا کے لیے

صفت کا رتبہ یہان ذات سے سوا دیکھا
دعا ہے تجھسے زیادہ تری وفا کے لیے

ملے تو حشر مین لیلون زبان ناصح کی
عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لیے

کسی زمانے مین گستاخ ہم بھی تھے اتنو
زبان ہے بہر ستایش دل التجا کے لیے

نہین ضرور کہ اوسکی کوئی خطا ہی کرے
بہانہ چاہیے کیا ظلم نارو اکے لیے

نیا ستم ہے ستمگر نے قتل پر میرے
کیا ہے جمع رقیبون کو مرحبا کے لیے

۲۴۳

ترے سکے سے ہم اے داغ چھوڑ دین گے عشق
خدا کے واسطے دیتا ہے کیون خدا کے لیے

۱۱

گر ایک بھی ہزار مین وہان جائینگے
ہم اے پیامبر ترے قربان جائینگے

سمجھے گا قتل یکو تو قربان جائینگے
پر سر کے ساتھ آپکے احسان جائینگے

مجنون کا حال سنکے پریشان ہو گئے
میری اگر سنوگے تو اوسان جائینگے

کافر ہو گر رقیب تو وہ حور وش سے چھٹے
جنت مین تو تمام مسلمان جائینگے

روز جزا کا خوف دلایا تو یہ کہا
ان دھمکیون کو آپکی ہم مان جائینگے

پروا نہین وہ غیر کے گھر جائین غم یہ ہے
ہمراہ اونکے سب مرے ارمان جائینگے

ہرچند آج کل سے زیادہ ہی سادگی
تیور یہ کہہ رہے ہین کہ مہمان جائینگے

جائین لباس غیر مین ہم بن کے دادخواہ
پر کیا کرین وہ حشر مین پہچان جائینگے

تھا وہ کیا خیال مین میرے نہ آئینگے
دیکھون کہانتک اونکے نگہبان جائینگے

مین لاکھ پہلوؤن سے کرون عرض مدعا
پہچاننے کی بات وہ پہچان جائینگے

۳۴۷

ای داغ ابتدائے محبت مین کیا گلہ
وہ جانتے نہین مین تمھین جان جائینگے

۲۱

پوچھتا جا مرے مرقد پہ گذرنیوالے
کیا گذرتی ہی تری جان پہ مرنیوالے

مرحبا ای دل و دین لیکے مکرنیوالے
ہاتھ کانون پہ مرے نام سے دھرنیوالے

منزل عیش نہین ہی یہ سرائے فانی
رات کی رات ٹھہر جائین ٹھہرنیوالے

کثرت داغ محبت سے کھلا ہی گلزار
سیر کرتے ہین مرے دلمین گذرنیوالے

داغ دل داغ جگر نقش جفا نقش وفا
نہ مٹائے سے مٹین گے یہ ابھرنیوالے

ناتوان وہ ہون کہ ہر نقش مین بھرتے ہین لہو
رنگ ہر پیکر تصویر مین بھرنیوالے

غنچۂ گل مین دھرا کیا ہی بتا ای بلبل
جمع ہین چند ورق وہ بھی بکھرنیوالے

رند میخوار ہی پیتے ہین پلا کر ورنہ
اپنی دوزخ کو بھرا کرتے ہین بھرنیوالے

یہی اقرار یہی قول یہی وعدہ تھا
او دغاباز فسون ساز مکرنیوالے

مدفن اہل وفا پر یہ دعا کی اوسنے
حشر کے دن بھی نہ پیدا ہون یہ مرنیوالے

آہ وافغان سے گئے صبر وتحمل پہلے
چلنے والون سے بھی آگے ہین ٹھہرنیوالے

چارہ گر لاکھ کا منھ خاک سے بھرنا ہی محال
مشک زخمون مین مرے بھرتے ہین بھرنیوالے

کھولتا کوئی تو چہرے سے ترے دلکی گرہ
ہمنے دیکھے ہی نہین گانٹھ کترنیوالے

بدگمان ہون نظر آئی نہو وہ زلف سیاہ — وہم مین ڈالتے ہین خواب مین ڈرنیوالے
آپ محشر مین نہین قول کے سچے کیا خوب — اونگلیان اوٹھین گی وہ آئے مکرنیوالے
نہ ملی روز قیامت بھی حیات جاوید — ہمنے دیکھے بہت اوس شوخ پہ نیوالے
گالیان غیر کو دیتا ہون سنو تم خاموش — مین بھی دیکھون تو بڑی بات مکرنیوالے
عمر بھر عالم ہستی مین جو معدوم رہے — حضرت خضر سے دیکھے نہین مرنیوالے
دختر رز ہی بہت تیز مزاج اے زاہد — تیرا کیا منھ ہے اسے بھرتے ہین بھرنیوالے
عمر بھر حسن خداداد رہا کرتا ہی — دو گھڑی بعد بگڑتے ہین سنورنیوالے

۳۴۸
داغ کہتے ہین جنھین دیکھیے وہ بیٹھے ہین
آپ کی جان سے دور آپ پہ مرنیوالے
۱۸

دیکھتا جا ادھر اودھر سے ڈرنیوالے — نیچی نظرین کیے محشر مین گذرنیوالے
راہ دیکھین گے نہ دنیا سے گذرنیوالے — ہم تو جاتے ہین ٹھہر جائین ٹھہرنیوالے
قلزم عشق سے اے خضر ہمین خوف نہین — بیٹھ کر تہ مین اوبھرتے ہین اوبھرنیوالے
اس گذرگاہ سے پہونچین تو کہین منزل تک — جیسی گذری کی گذارینگے گذرنیوالے
منھ نہ پھیرا جگر و دل نے صف مژگان سے — سچ تو یہ دو ہی بڑے اترے ہین مرنیوالے
ہو کے لبریز نہ چھلکے گا مرا ساغر دل — میکدے سے سو ہون اگر لاکھ ہون بھرنیوالے
ایک تو حسن بلا اوس پہ بناوٹ آفت — گھر بگاڑین گے ہزارون کے سنورنیوالے
کیا جہان گذرا نہین بھی لگی ہی گذری — معل لیجاتے ہین غم یان سے گذرنیوالے
قتل ہونگے ترے ہاتھون سے خوشی اسکی ہے — آج اترائے ہوے پھرتے ہین مرنیوالے
تیرے گیسوے پریشان نکرین سودائی — سر نہ ہو جائین کسی کے یہ بکھرنیوالے

آہ کے ساتھ فلک سے یہ صدائین آئین
جل گئے سایۂ طوبیٰ مین ٹھہرنیوالے

حشر مین لطف جب اونسے ہون دو دو باتین
وہ کہین کون ہو تم ہم کہین مرنیوالے

کشتی نوح سے بھی کو ڈبودون طوفان مین
دین سہارا جو مجھے پار اوترنیوالے

خوشنوائی نے رکھا ہمکو اسیری صیاد
ہمسے اچھے ہین صدقے مین اوترنیوالے

کیا ترے کاکل شبگونکی بلائین لین گے
بوالہوس تیرگی بخت سے ڈرنیوالے

ہے وہی قہر وہی جبر وہی کبر و غرور
بت خدا ہین مگر انصاف نکرنیوالے

غسل میت کی شہیدونکو ترے کیا حاجت
بے نہائے بھی نکھرتے ہین نکھرنیوالے

۳۴۹ حضرت داغ جہان بیٹھ گئے بیٹھ گئے
اور ہونگے تری محفل سے اوبھرنیوالے ۱۱

دل دے تو اس مزاج کا پروردگار دے
جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گذار دے

کس طرح چین مجکو دل بیقرار دے
تم اختیار دو نہ خدا اختیار دے

اوترے جو تن سے سر تو یہ ہے سرفرازیان
ایسا نہو کہ وہ تجھے دل سے اوتار دے

دل اوس نگاہ ناز سے ہمنے لڑا دیا
آگے نصیب ہے جسے پروردگار دے

سنتے ہو داستان مری جانتے ہو جھوٹ
ہو بات کا مزہ تو خدا اعتبار دے

دل چاہتا ہے مفت ملے نقد داغ عشق
اس بدچلن کو کوئی نکوڑی اودھار دے

لیجاؤن جب بہشت مین اوس حوروش کو مین
پہلے فرشتہ دور سے پردہ پکار دے

جنت بغیر حور کے درکار ہی نمجھے
دنیا مین دیکھ لون جو خدا مستعار دے

فرقت مین آب و دانہ ہمین یون حرام ہی
جسطرح منہ کو قفل کوئی روزہ دار دے

جز بیکسی نہین ہی شب ہجر ہمنشین
کس سے کہون کہ کوئی اجل کو پکار دے

۲۵۰

کیون ناز اوٹھاؤن داغ کسی پر جفا کے مین
مجکو اگر مزہ ستم روزگار دے

۲۲

ترک غم مجھے نہین چاہتی غیرت میری
غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری
دل یہ کہتا ہی بنے گی یہین تربت میری
اک زمین ہی مرے سینے مین کدورت میری
مرگیا مین تو نہ جانون کہ بلا سے چھوٹے
بندہ پرور یہ محبت ہی محبت میری
دل مین شی ہی کہ غبارے سے مین کہتا ہون
تمھین لینہ نکالو کوئی صورت میری
مین نہ کہتا تھا کہ لے لیجیے دل گھلتا ہی
دیکھیے آپ کی غفلت ہی کہ غفلت میری
دھوم ہی زیر زمین کشتۂ ناز آیا ہی
ہوگئی عید شہیدون کو زیارت میری
اپنے سایے سے یہ کہتا ہون کہ تو ہی مونس ہو دل
کچھ تو بہلے غم ہجران مین طبیعت میری
مرتے پہلے وہ زبان کاٹ لیا کرتے ہین
کہ خدا سے نہ کرے کوئی شکایت میری
کیا کہون گا اگر اوس بت نے کہا محشر مین
داور حشر ترے ہاتھ ہی عزت میری
خوب تقدیر کی خوبی نے کیا ہی برباد
جابجا مجکو لیے پھرتی ہی شہرت میری
جب کسی چال کا انداز صبا مین دیکھا
بس گئی خاک مری مشکئی تربت میری
ناتوان دیکھ کے افسوس نہ آیا مجھ پر
وہ خفا ہین کہ اوڑائی ہی نزاکت میری
شوق کہتا ہی ابھی عرض تمنا کیجے
دل یہ کہتا ہی کہ پڑتی نہین ہمت میری
حشر مین تجھسا جفاکار خدا سا منصف
دل سا انصاف طلب اور شہادت میری
کیا جدائی کا اثر ہی کہ شب تنہائی
میری تصویر سے ملتی نہین صورت میری
جب کوئی فتنہ زمانے مین نیا اوٹھتا ہی
وہ اشارے سے بتا دیتے ہین تربت میری
اوسکے کوچے سے جنازہ نہ اوٹھائین احباب
مین نہ نکلونگا نہ نکلے گی جو حسرت میری

شوق کی چھیڑ نہ وہ آج تمنا کی خلش
بھر گئی کیا دل اغیار مین حسرت میری

بخشے جائین گے سیہ کار بہت روز جزا
کہین جنت مین نہ پونچے شب فرقت میری

جس طرح تو مری آغوش سے نکلا ای شوخ
یون ہی ہاتھون سے نکلتی ہی طبیعت میری

قرض ملجائے گی وہ قسم رمضان مین مجکو
حضرت شیخ جو کرلین گے ضمانت میری

٢٥ کہین دنیا مین نہین اسکا ٹھکانا ای داغ
چھوڑ کر مجکو کہان جاے مصیبت میری ٢١

رحم آیا جو اوسے دیکھکے حالت میری
غم یہ کہتا ہی کہ اب دیکھیے فرحت میری

دوست کیون عشق مین کرتے ہین شکایت میری
مجھسے کیا زور کسی کا ہی طبیعت میری

کون جانے گا ترا چاہنے والا مجکو
حشر کے روز بدل جائیگی صورت میری

بے حیا ہوتے ہین مہمان کہین ایسے بھی
کہ نکالے سے نکلتی نہین حسرت میری

کیا فلک ٹوٹ پڑا بعد فنا بھی مجھپر
بیٹھی جاتی ہی دبی جاتی ہی تربت میری

عمر بھر آئینہ اس غم مین رہا چشم پر آب
کہ نہ سکتے مین دکھا دی اسے صورت میری

آؤ میدان مین گر غیر کی الفت ہی تمھین
چھپ کے کیون سیکھتے ہو طرز محبت میری

جور وہ جور تغافل وہ تغافل اونکا
دل یہ دل اور طبیعت یہ طبیعت میری

مجکو وہ خامہ وہ قرطاس جو کچھ لکھ جاؤن
لکھ چکے کاتب اعمال حقیقت میری

صبح سے آج وہ تیور ہی نہین ہین اونکے
آئینہ دیکھکے دیکھی ہی جو صورت میری

پھر لیے تیر و کمان کوئی چلا آتا ہی
خود چھپے یا کہ چھپائے مجھے تربت میری

یون تو برسون نہ پلاؤن نہ پیون ای زاہد
توبہ کرتے ہی بدل جاتی ہی نیت میری

دور بیٹھا ہون چھپائے ہوئے تو دل خاموش
مجلس وعظ مین دیکھے کوئی خلوت میری

تم نہین غیر سہی غیر نہین جسرخ سہی
اک نہ اک فتنہ لگا رکھتی ہی قسمت میری

بن گئی جی پہ کچھ ایسی کہ الٰہی توبہ
سانس لینے سے بگڑتی ہی طبیعت میری

پیر گردون ہی مگر پیر مغان ای ساقی
نہ سفارش تری مقبول نہ منت میری

وہ دبے پانون چلین حشر کے ڈر سے توبہ
فلک ہی چال اور ڈالے نہ قیامت میری

تا دم مرگ محبت مین دعائین دون گا
واہ کیا شی ہی سلامت رہے قسمت میری

کون سا لب ہی کہ جس پر نہین شکوہ تیرا
کون سا دل ہی کہ جسمین نہین حسرت میری

اپنی تصویر پہ نازان ہو تمہارا کیا ہی
آنکھ نرگس کی دہن غنچے کا حیرت میری

۳۵۲
موت آئی ہو لئی جائے یہ آئی نہ رکے
الامان داغ قیامت ہی طبیعت میری
۱۳

آب بقا نے گرچہ بہت روک تھام کی
پیری چلی نہ خضر علیہ السلام کی

ساقی نہ رسم ترک ہو شرب مدام کی
پہلے چھڑک زمین پہ قاضی کے نام کی

کیا جانے خط مین کیا ہی کہ قاصد کا ہی یہ حال
پوچھی جو صبح کی تو کہی اوسنے شام کی

جس خط پہ یہ لگائی اوسیکا ملا جواب
اک مہر میرے پاس ہی دشمن کے نام کی

اللہ رے غرور کہ آئینہ دیکھکر
اپنے بھی عکس سے ہی شکایت سلام کی

ہو گرچہ بادشاہ رقیب سیاہ رو
خالق مگر بنائے نہ صورت غلام کی

صبح شب وصال نہ جانے دیا اونھین
فرصت نہ آسمان کو ملی انتقام کی

افسانۂ فراق مین گذری شب وصال
جب صبح ہو گئی تو کہانی تمام کی

رکھنا الگ بچا کے رقیبون سے ای فلک
آزار میرے حق کا جفا میرے نام کی

تیری ہی یاد ہی انھین تیرا ہی ذکر ہی
دل اپنے کام کا نہ زبان اپنے کام کی

یہ چھیڑ دیکھنا کہ دم شکوۂ فراق
تائید ہو رہی ہی ہمارے کلام کی

٢٥٣ — ١١

اے داغ قتل ہوکے ملا رتبۂ شہید
ہوتی ہی اب نیاز وہان میرے نام کی

ہر ایک بے نمود کی اوس سے نمود ہی
موجود ہی وہی جو عدیم الوجود ہی

کیا قبر ناتوان کی ترے بے نمود ہی
افسوس فاتحہ ہی نہ جسکی درود ہی

اوس شعلہ رو کے رخ پہ جو خط کی نمود ہی
کیا آتش خلیل کا یا رب یہ دود ہی

پوشیدہ اوسکا حسن ہوا کب نقاب سے
پردے مین بھی ہزار طرح کی نمود ہی

روز نخست لین مری آہون نے چٹکیان
رنگ اسلیے فلک کا اثر سے کبود ہی

کیا دل دیا اگر نہ دیا جوہر قبول
ایسے بھی ہین کہ جنکو زیان ہی نہ سود ہی

گو ناخن ہلال بڑھاتا رہے فلک
مشکل کسی کی عقدۂ دل کی کشود ہی

اس ہاتھ نے لٹائے ہین کس کسطرح گہر
مژگان چشم تر بھی عجب دست جود ہی

توبہ کا در کھلا ہی نہ کر چھپ کے میکشی
اے شیخ یہ طریقۂ شرب الیہود ہی

دھوکا نہ دو کہ پہلے عداوت تھی اب نہین
ایسے محل مین ہوتے ہین معنی بود ہی

٢٥٤ — ١٥

وہ سر ہی سرفراز جو اے داغ تا بہ زیست
درگاہ بے نیاز مین صرف سجود ہی

بعد میرے کیون نوید وصل یار آنے کو تھی
وہ چمن ہی مٹ گیا جسمین بہار آنے کو تھی

موت میرے پاس روز انتظار آنے کو تھی
آگئی تقدیر سے جو بیقرار آنے کو تھی

میرے مرنیکی خبر سنکر کیا مشکل سے ضبط
اونکے ہونٹھون پر ہنسی بے اختیار آنے کو تھی

کنج مرقد مین کرون کیا اب تڑپنے کا علاج
ایکبار آئی اجل بھی ایک بار آنے کو تھی

سنکے آمد آمد اونکی قبر مین یہ حال تھا / عمر رفتہ پھر مری زیر مزار آنے کو تھی
کوہکن کے پاس جاتا ہو نہ مجنون کا غبار / ایک آندھی آج سوے کوہسار آنے کو تھی
آسمان پھرتا رہا ہی مضطرب عید کی رات / کونسی مجھ تک خوشی پروردگار آنے کو تھی
صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا / میری قابو مین طبیعت ایکبار آنے کو تھی
لوگ سمجھانے لگے یہ دن نہین تکرار کا / گفتگو اون سے مری روز شمار آنے کو تھی
صبر و تسکین و تحمل یہ تو سب جانے کو تھے / یاد تیری دلمین اے غفلت شعار آنے کو تھی
نالہ کرنا تو قیامت تھا کہ پہلی آہ مین / آسمان پر سے فرشتونکی پکار آنے کو تھی
غیر کا مذکور کر بیٹھے وہ کچھ یاد آگیا / وصل مین لذت دم بوس و کنار آنے کو تھی
فتنۂ محشر نے آکر حشر برپا کر دیا / نیند آنکھو مین مری زیر مزار آنے کو تھی
ہاے زاہد چلدیا تو بزم مے سے تشنہ کام / تیری دعوت کو شراب خوشگوار آنے کو تھی

۲۵۵ ہے گران جنس وفا ہی داغ کیا ہر ایک شی / اب وہ کوڑی کو بھی نہین ملتی جو چار آنے کو تھی ۲۶

وہ آئے خندہ پیشانی کہین سے / تبسم ہی عیان چین جبین سے
ملے کیا کوئی اوس پردہ نشین سے / چھپالے منہ جو صورت آفرین سے
شفا ہو عیسی گردون نشین سے / ہماری بندگی پوچھے یہین سے
کسی کا رشک حورون کو الہی / نکلوا دے نہ فردوس برین سے
شب وعدہ مدد کر اے نزاکت / قسم ٹوٹے نہ میری نازنین سے
اوسے افسانۂ غم ڈرتے ڈرتے / سنایا کچھ کہین سے کچھ کہین سے
وہ آئے کیون کہ طرز بے وفائی / اوڑا کر لیگئے جان حزین سے

مرے لاشے پر اوسنے مسکرا کر
ملین آنکھین عدو کی آستین سے

نگاہ گرم کو جب برق جانون
کہ ملجائے اس آہ آتشین سے

اثر تک دسترس کیونکر ہو یارب
دعا سے ہاتھ باندھے ہین یہین سے

اونھون نے دل لیا ہی مفت وہ بھی
بڑی حجت سے نفرت سے نہین سے

رہا اسمین ہمیشہ دست وحشت
گریبان کم نہین ہی آستین سے

بنایا تجکو اور ایسا بنایا
کہے کیا کوئی صورت آفرین سے

فرشتے کیا لکھین اوسکی برائی
اوڑے ہین ہوش زلف عنبرین سے

تمھین بیداد گر اللہ کی شان
جفا کی داد مین چاہون تمھین سے

تمھارے گھر مین ہی اوس کا ٹھکانا
گیا گذرا ہو جو دنیا و دین سے

گئے ہین اور یہ کہتے گئے ہین
بہل جاؤگے اپنے ہمنشین سے

قیامت کا تو وعدہ اوسپر انکار
کلیجا پک گیا تیری نہین سے

عدو کی بات آیت جانتے ہو
خدا محفوظ رکھے اس یقین سے

مری بربادیون کی مشورت کو
فلک چھپ چھپ کے ملتا ہی زمین سے

لگاؤ تیر بھی انکار کے ساتھ
یہ چلے گا کام کیا خالی نہین سے

ڈھلا سارا بدن سانچے مین گویا
ذرا او تیرا نہین ظالم کہین سے

پڑا ہون منہ لپیٹے میکدے مین
حجاب آتا ہی مجکو اہل دین سے

یہ جان ناتوان لیجے وہ دیجے
بدلتی ہین نگاہ شرمگین سے

الٰہی وہ زمانہ پھر دکھاوے
کہ وہ واقف نہون کچھ مہر و کین سے

ٹپکتا ہی عرق بن بن کے آنسو
عیان ہی گریۂ قسمت جبین سے

شبِ وعدہ زبان تھک گئی ہی — کہان تک قصہ خوانی ہمنشین سے
نہین آتا سے تجھے گر اے تمنا — نکلنا سیکھلے جان حزین سے
ہمارے سامنے شکوہ عدو کا — ہماری گھات اے ظالم ہمین سے
بتاؤن نام اے دربان تجھے کیا — یہ کہدے کوئی آیا ہی کہین سے
مرا احمد سے ملے محشر مین مجھکو — کرون گا عرض رب العالمین سے

۳۵۶ — کبھی دیکھا ہی استاد داغ کو خوش
چلے آتے ہین یہ حضرت وہین سے — ۷

وہ جو بولین تو بات جاتی ہی — چپ ہون نہین تو رات جاتی ہی
ساتھ حورون کے ہی شہید ترا — کیا عدم کو برات جاتی ہی
می کے پینے سے کر تو لون توبہ — آرزو سے نجات جاتی ہی
دل لگی کا مزہ جب آتا ہی — ہستی بے ثبات جاتی ہی
نگہ یار غیر کی جانب — کوئی بے التفات جاتی ہی
خوب آتا ہی لطفِ آزادی — جب یہ قید حیات جاتی ہی

۳۵۷ — کیا کرون داغ وصل مین شکوہ
بات کہنے مین رات جاتی ہی — ۹

دل چرا کر نظر چرائی ہی — لٹ گئی لٹ گئی دہائی ہی
ایک دن ملکے پھر نہین ملتے — کس قیامت کی یہ جدائی ہی
اے اثر کرنہ التفات دعا — مانگنا سخت بیحیائی ہی
مین یہان ہون وہان ہی دل میرا — نارسائی عجب رسائی ہی

اس طرح اہل ناز ناز کرین — بندگی ہی کہ یہ خدائی ہی
پانی پی پی کے توبہ کرتا ہون — پارسائی سے پارسائی ہی
وعدہ کرنے کا اختیار رہا — بات کرنے مین کیا برائی ہی
کب نکلتا ہی اب جگر سے تیر — یہ بھی کیا تیری آشنائی ہی

۲۵۸ — ۱۵
داغ اون سے دماغ کرتے ہین
نہین معلوم کیا سمائی ہی

دل کی کلی نہ مجھسے کبھی اے صبا کھلی — چمپا کھلی گلاب کھلا موتیا کھلی
بیخود شب وصال عدو مین وہ مست ہی — اب تک مگر چاندنی جو کھلی بھی تو کیا کھلی
جام شراب ہاتھ سے ساقی نے رکھدیا — جب مینھ برس کے دھوپ چمن مین ذرا کھلی
ہم تو اسیر دام ہین صیاد ہمکو کیا — گلشن مین گر بہار بہت خوشنما کھلی
نالون سے شق ہوا نہ جگر پاسبان کا — دیوار قید خانہ مگر بارہا کھلی
نرگس نہ اوسکی آنکھ سے شرمائی باغ مین — اللہ ری ڈھٹائی کہ یہ بے حیا کھلی
مہتاب پر گمان ہوا آفتاب کا — رنگت جو تیری نشے مین اے مہ لقا کھلی
رونا نصیب مین ہو تو ہنستا ہو کسطرح — تو شکل گل نہ بلبل خونین نوا کھلی
بہر دعا وہ دست حنائی جو اوٹھ گئے — طرفہ شفق زمین پہ روز جزا کھلی

۲۵۹ — ۱۳
داغ شگفتہ دل کا ذرا دیکھنا اثر
مانند غنچہ قبر بھی بعد فنا کھلی

قبر مین گر مرے ارمان سمانے پائے — تو یہ جانونگا غریبون نے ٹھکانے پائے
دل بیتاب مرا وہ نہ پھنسانے پائے — دو ہی جھٹکے جو ذرا زلف دوتا نے پائے

پاسبان نے مرے دھوکے مین عدو کو روکا
حکم تھا اون کا وہ آئے نہ آنے پائے

ہاتھا پائی ہوئی سمجھانے مین زاہد سے کہین
ہمنے تسبیح کے بکھرے ہوئے دانے پائے

چھیڑ منظور نہو تجھکو تو مژگان تیرے
دل بیتاب کو اونگلی نہ لگانے پائے

جل گیا کیا مری آتش قدمی سے جنگل
چار تنکے نہ کہین باد صبا نے پائے

ہمنے اپنا دل گم گشتہ نہ پایا کھو کر
ورنہ یان ڈھونڈھنے والون نے خزانے پائے

لاش بیہدہ اوسے کھینچ لے ای جذبۂ دل
حیلہ جو پانون مین مہندی نہ لگانے پائے

یہ مرے واسطے تاکید ہی دربانون پر
کہ اسے مین بھی بلاؤن تو نہ آنے پائے

حور کیواسطے زاہد نے عبادت کی ہی
سیر تو جب ہی کہ جنت مین نہ جانے پائے

شوق سمجھائیگا کیا مرے چلے جانے سے
دل کی تدبیر کرو کچھ نہ یہ آنے پائے

تیرے مہجور کے پہلو ہی مین پائے ہمنے
سر سبز کبھی تکیے نہ سرہانے پائے

٢٦٠

داغ کی لاش سر راہگذر رہی پامال
مرتبے خوب تمہارے شہدا نے پائے

١١

اونکے خیال مین جو ذرا ہم بہل گئے
کیا رشک ہی وہ اپنے تصور سے جل گئے

سب حسرتون کا پاس نے کھٹکا مٹا دیا
جتنے خلش تھی دلمین وہ کانٹے نکل گئے

سچ ہی پرائی آگ مین پڑتا نہین کوئی
ہمراہ کوہ طور کے موسی نہ جل گئے

ہم کیا کہین گذرتی ہی کس طرح زندگی
دو چار یار آئے تو دم بھر بہل گئے

ابتک وہی زمین ہی وہی آسمان ہی
دو چار دن مین وہ نہ سہی تم بدل گئے

تنہا وہ جب ہوئے تو ہے محو آئینہ
ناگاہ کوئی آ جو گیا جھٹ سنبھل گئے

کیا برف ہو گیا ہی دم سرد سے بدن
دیکھی جو نبض ہاتھ طبیبون کے گل گئے

بیزار جس سے تھے یہی دل ہی میری جان
اب کیا ہوا کہ دست کشی تم مچل گئے

اب کیا ہی گر کسی سے ملاتے نہین نظر
لاکھون ہماری آنکھ سے چلتے نکل گئے

مرتے کے ساتھ کوئی بھی مرتا نہین کبھی
فرقت مین رفتہ رفتہ سب احباب ٹل گئے

۳۶۱ ۹
احباب ڈھونڈتے ہین پریشان ہین رفیق
کیا جانے آج داغ کدھر کو نکل گئے

عدم سے دیکھنے رنگ ظہور ہم آئے
ملا نہ جسکے لیے اتنی دور ہم آئے

مدینہ چھوڑ کے پھر رامپور ہم آئے
کہیں بلا مین دل ناصبور ہم آئے

حباب کی آنکھ مین بھولے سے شرم آتی ہے
پکارتے ہین بتان حضور ہم آئے

لکھا تھا خط اونھین مرتے ہین دیکھو آکر
ملا جواب کہ اب تو حضور ہم آئے

یہ بزم چھوڑ کے کیا جائین ہم جہنم مین
ترے بلانے سے امید شکور ہم آئے

گئے تھے پیر خرابات کی خرابی کو
وہان سے نشۂ صہبا مین چور ہم آئے

یہ خوف اہل وطن تھا کہ دشت غربت تک
وطن سے نکلتے ہوئے دور دور ہم آئے

ہزار بھیج چکے ایک نامہ بر نہ پھرا
گئے تھے کہکے یہ سب اب حضور ہم آئے

۳۶۲ ۹
ہزار شکر ہمین داغ حج نصیب ہوا
قصوروار گئے بے قصور ہم آئے

جسکے پہلو مین ہو تم اوسکا نصیب اچھا ہی
میری قسمت مین تمہی بھی رقیب اچھا ہی

مرض عشق ہی آفت ہی وگرنہ ہم نے
کی دوا اوسکی سنا جس کو طبیب اچھا ہی

بیٹھے ناوک کیطرح اوٹھے قیامت کیطرح
یہ ادب جسنے سکھایا وہ ادیب اچھا ہی

شہسواران رہ عشق کو پہونچا کب خضر
ہم غریبون مین یہ بیچارہ غریب اچھا ہی

اسکے معنے تو یہی ہین کہ ہنر سند نہین
کیون مجھے دیکھکے کہتے ہین نصیب اچھا ہی

آپ سنتے ہی نہین ہاے مرا افسانہ
سو طلسمون مین یہ احوال عجیب اچھا ہی

ای دہن تیرے لیے حرف دعا ہی بہتر
ای زبان تیرے لیے ذکر حبیب اچھا ہی

شیخ کو تاک کے رندون سے کہا آپ ہین
مال یہ جبہ و دستار و جریب اچھا ہی

٢٦٦

جو مصاحب ہین وہ اس بزم کو کہتین ہی داغ
دور رہنا ہی برا اور قریب اچھا ہی

١٥

جوش وحشت سے کردن کیا سخت مشکل گھر مین ہی
گور مین کافر کا مردہ ہی کہ یہ دل گھر مین ہی

آئینے مین عکس سے اپنے وہ لڑجاتے مگر
بس نہین چلتا کہ خود باہر مقابل گھر مین ہی

تنگ ہوکر اوس نگاہ شوخ کو روکے دیا
اسکو آسانی سفر مین اور مشکل گھر مین ہی

جان و دل ہی نذر لیکر مجھسے وہ راضی تو ہون
پاس میرے کونسی شی اونکے قابل گھر مین ہی

ہر در و دیوار ہی سر پھوڑنے کے واسطے
وہ بیابان مین نہین جو مجکو حاصل گھر مین ہی

جامۂ صبر و تحمل چاک ہی مثل کتان
کل سے جو مہمان رشک ماہ کامل گھر مین ہی

مضطرب اس فکر مین پھرتا ہی جاؤن یا نہین
روز قاصد کو مرے کوسونکی منزل گھر مین ہی

بعد میرے قتل کے ہنگامہ برپا ہوگیا
باہر انبوہ خلائق اور قاتل گھر مین ہی

پیٹھ پیچھے بادشہ کو بھی برا کہتے ہین لوگ
سامنے آکر کہو تقریر باطل گھر مین ہی

در پر آکر جلد تم سن لو جو ہی میرا سوال
گر لگائی دیر تو جانو یہ سائل گھر مین ہی

چھوڑ کر وہ جمع اغیار کیون آنے لگے
روز جلسے ہین نئے ہر روز محفل گھر مین ہی

رات کیا آئی ترے گھر سے صدا زنجیر کی
کیا کوئی دیوانہ پابند سلاسل گھر مین ہی

ذکر مجنون سنکے لیلی نے کیا ترک سفر
نجد کے جنگل مین ناقہ اور محمل گھر مین ہی

پھر نظارہ کیا تھا اوسکے دربانوں نے ربط — در کے آگے پردہ دیوار حائل گھر میں ہی
روز گرتے ہیں در و دیوار سیل اشک سے — کیا مری خانہ خرابی سیر شامل گھر میں ہی

۳۶۴
چھوٹتی ہی آدمی سے داغ کب حب وطن
گو نہیں ہوں میں مگر ہر دم مرا دل گھر میں ہی
۱۱

افسوس میری قدر نہیں آسمان سے تجھے — تجھسا مجھے نصیب ہی مجھسا کہاں سے تجھے
ظاہر کے لطف نے یہ بڑھایا ہی اعتبار — نامہربان بھی ہو تو کہیں مہربان سے تجھے
عمر دو روزہ عیش دو روزہ نہیں ہی تو — میں چھوڑتا ہوں کوئی غم جاودان سے تجھے
بھڑکی ہوئی کہیں سے نکالی ہوئی نہو — پاتا ہوں آج ای شب غم مہربان سے تجھے
گو داد خواہ ہوں نہیں محشر کی آرزو — اسواسطے کہ ہو نہ کوئی غم وہان سے تجھے
تاثیر ہو جو عشق میں تڑپاے مثل برق — تیری فغان رقیب کو میری فغان سے تجھے
میری ہی وجہ خاص سے پایا ہی مرتبہ — یہ در کبھی نصیب نہو پاسبان سے تجھے
بہتر ہی اس سے ای دل آزردہ اور کیا — رہ تو وہیں قرار ہوا ای دل جہان سے تجھے
دلکو نکالکر مرے سینے سے دیکھ لے — میں خوب جانتا ہوں ای بدگمان تجھے
ای بے وفا نہ آئے دوبارہ کسیطرح — کسنے سکھائی چال یہ عمر روان سے تجھے

۳۶۵
وحشت میں کوچہ گرد کہاں تک رہے گا تو
ای داغ کھا نہ جائے گا تیرا مکان تجھے
۱۱

دیکھ سکتے نہیں اوس بزم میں ناکام مجھے — اپنے حصے کی پلاتے ہیں مے آشام مجھے
رشک کس کس کو ہی ند و مفت کا الزام مجھے — تم سے جب کام نہیں غیر سے کیا کام مجھے
لوگ جانینگے قصور انکا نہیں اسکا ہی — حشر میں آپ نہ دیجائیے دشنام مجھے

آج بگڑے ہوے تیور ہین خدا خیر کرے / کہتے ہو رات بھر آیا نہین آرام مجھے

ق

کسکے نالون نے جگایا ہی تمھین ساری رات / کون تھا اوسکا بتاؤ تو سہی نام مجھے

آسمان دشمن ارباب ہنر ہوتا ہی / شکر صد شکر کہ آتا نہین کچھ کام مجھے

سخت دشوار ہوئی راہ طلب اے تقدیر / دیکھ گرتا ہون ذرا روک مجھے تھام مجھے

کوئی صیاد ستمگر کا تغافل دیکھے / کہ پھڑکتے ہوے دیکھا نہ تہ دام مجھے

خود فراموش کیا یاد نے تیری ایسا / اوسکا احسان ہی بتائے جو مرا نام مجھے

پوچھتا ہون یہ نکیرین سے مین بعد فنا / یاد کرتا ہی کبھی وہ بت گلفام مجھے

۲۶۳

داغ یہ بات وہ سن لے تو غضب ٹوٹ پڑے / کہتے پھرتے ہو بلایا ہی سر شام مجھے

۹

تیرے کوچے مین جو ہم با دیدۂ تر بیٹھتے / جوش طوفان سے زمین مین سیکڑون گھر بیٹھتے

چارہ گر بھی ہمنشین تھا رات کو ناصح بھی تھا / ورنہ بیتابی سے ہم کیا جانے کیا کر بیٹھتے

ہاے بیتابی شب وعدہ ترے مہجور کی / اکثر اوٹھتے ہمنے دیکھا اوسکو اکثر بیٹھتے

ہو گئی محفل تری کیا بے ادب بیقاعدہ / جو کھڑے رہتے تھے وہ اب ہین برابر بیٹھتے

غیر کے ہمراہ پھرتے ہو خدائی خوار تم / عار آتی ہی ہمارے پاس دم بھر بیٹھتے

جب کیا شکوہ کہ محفل مین رہے ہم تمسے دور / اوسنے جھنجلا کر کہا کیا میرے سر پر بیٹھتے

گھر سے باہر ہی نہین آتے وہ خلوت دوست ہو / بیٹھتے چھپکر تو میرے دل کے اندر بیٹھتے

جسکی قسمت مین ہو گردش کسطرح بیٹھے کہین / ہمسے آوارہ ترے کوچے مین کیونکر بیٹھتے

۲۶۷

داغ تمنے کیون کیا ہی نام وحشت کا خراب / اس سے تو بہتر یہی تھا چین سے گھر بیٹھتے

۱۸

جب اوسکے مقابل مرے داغ جگر آئے — خورشید قیامت کو بھی تارے نظر آئے

پھر رنج کا مذکور نہ اے نامہ بر آئے — ایسا نہو الزام ادھر کا ادھر آئے

وہ اپنے تصور سے یہان پیشتر آئے — ارمان بھرے دل مین الٰہی اثر آئے

حورون سے ملالون مین کسی شوخ کی صورت — دم بھر کو اگر چرخ سے جنت اتر آئے

کوئی ہو ترا شیفتہ ہو یہ نہ ہو وہ ہو — دل جائے اگر دل کیطرح سے جگر آئے

عادت ہی ہوئی رنج کی گو مرگ عدو ہو — رونے سے ہمین کام کسیکی خبر آئے

حسن آئینہ عشق ہو عشق آئینہ حسن — مین تجکو نظر آؤن تو مجھے تو نظر آئے

رہ رہ کے وہ پچھتائین کہ کیون اسکو ستایا — تھم تھم کے مری آہ مین یارب اثر آئے

وہ کہتے ہین فرصت نہین ہمکو شب وعدہ — تم صبر کو اپنے ہی بلا لو اگر آئے

اوس بت کی جو یاد آئی ہمین خلد برین مین — اُف کر کے جگر تھام لیا اشک بھر آئے

میری شب غم اونکی شب وصل عدو ہے — جب یان سحر آئے تو وہان بھی سحر آئے

تجھسے تو ستمگر ترے ارمان ہی اچھے — تو جا کے نہ آیا کبھی یہ عمر بھر آئے

فرصت جو ملی دفن سے پھر رنج کسے تھا — ہنستے ہوئے ساتھ اونکے مرے نوحہ گر آئے

موت آئی ہوئی ٹل بھی گئی آج تو پھر کیا — کیا عمر رواں ہے کہ نہ بار دگر آئے

تم حلقہ گیسو سے نہین دام تصور — جانے بھی نہ دون دلسکو وہ اکبار اگر آئے

ہر دل کی طلب سے ہے غم یار پریشان — جب ایک ہی مہمان ہو کس کس کے گھر آئے

ترسین کہ اسے بھی شب فرقت مری آنکھین — رونا بھی جبھی تک ہے کہ خون جگر آئے

اے داغ گلہ غیر سے کیا بزم مین تم کو
جب دوست کہے آپکے دشمن کدھر آئے

اول تو ہے دور وہ نالوں سے ہمارے ۔ پاس آئے تو گھبرائے سوالوں سے ہمارے
کہتے ہیں بلبل سے وہ گل ہاتھ میں لیکر ۔ تو دیکھ ملا کر اسے گالوں سے ہمارے
کیا بیشہ یا دشت میں لاکھوں بھی نہوں گے ۔ کانٹوں کو مگر چھیڑ ہے چھالوں سے ہمارے
اتنا تو ہے پاس کہ تشنہ میں کہو تم ۔ بوسے نہ کوئی چاہنے والوں سے ہمارے
ہر وقت نئی دھن ہے ہمیں تازہ تصور ۔ جاؤگے کہاں بچکے خیالوں سے ہمارے
کہتی ہیں وہ آنکھیں صفت مژگان کو بڑھا کر ۔ ہے کون جو روکش ہو رسالوں سے ہمارے

۲۶۹

اے داغ فلک دشمن ارباب ہنر ہے
ظالم کو خبر ہو نہ کمالوں سے ہمارے

۱۱

کام دو رخ میں بگڑے ہوئے اکثر بنے ۔ تجھسے بنکر جب بگڑ جائے تو پھر کیونکر بنے
وصل میں بھی اوس سراپا ناز سے کیونکر بنے ۔ ہر نگہ تلوار جسکی ہر مژہ خنجر بنے
کیا خبر تجھکو ستم کرتا ہے کیا تیرا بگاڑ ۔ اوسکے دل سے پوچھ جس کمبخت کی جی پر بنے
آرزو ہے حشر کے دن کاش لکھکر وہ نشین ۔ نامۂ اعمال میرا شوق کا دفتر بنے
خانہ ویرانی مری منظور ہے تو اے فلک ۔ روز بگڑے روز اوسکے دل میں میرا گھر بنے
عارض روشن کی یہ تو ہے عجب کیا ایکدن ۔ گر حباب آئینہ اقبال اسکندر بنے
دشمنکی جان پر کیونکر گرے یہ برق آہ ۔ کسطرح سے آسمان میرا دل مضطر بنے
روز فردا ہوگی تیری رہگذر سے فتنہ خیز ۔ ہر زمین کو یہ لیاقت کب ہے جو محشر بنے
رو سے منھ بگاڑا تو نے اے زاہد بہشت ۔ میکدہ جنت نہیں جو بادۂ اطہر بنے
رنگ تو دیکھو مصور کے قلم کرتا ہے ہاتھ ۔ اوسکی صورت سے اگر تصویر بھی بہتر بنے

کو وہ منھ آیا کیسے نادر شتے تو ...

۲۷۰ — داغ اون کی بزم مین دانستہ ہم اکثر بنے — ۹

کیا رات دن ہی فکر کسی تازہ جور کی
کہتے ہین اپنی آپ نہ سنتے ہین اور کی

کیا ناگہان جفائین تری یاد آگئین
بھولے سے اپنے حال مین جب مینے غور کی

آزردگی جو دل سے نہو تو گلہ نہین
رنجش بھی اک ادا ہی مگر طور طور کی

اوس غمزہ گر کو رحم تو کیسا ضد آگئی
جب ہمنے آہ کی تو جفا اوسنے اور کی

کیفیت زمانۂ جمشید دیکھ لین
ساقی پلا شراب کہن اگلے دور کی

کہتے ہین دیکھکر وہ مہ مصر کی شبیہ
اچھی ہی ایک شکل حسین اپنے طور کی

دنیا مین ایک ایک کا معشوق ہی جدا
مین اوسکا خواستگار طلب اوسکو اور کی

بہر عیادت آئے تو وہ کوس کر گئے
اچھا مرا علاج کیا میری غور کی

۲۷۱ — معشوق آسمان تو نہین جس سے ہین عوض
تدبیر داغ خاک کرین اوسکے جور کی — ۱۵

نہین رکتا جو طفل اشک گھبرا کر نکلتا ہی
الٰہی خیر گرتا ہی وہی جو دوڑ چلتا ہی

مرے زخم جگر کا بوسہ لیکر جب نکلتا ہی
لب سوفار کو غصے سے وہ چٹکی مین ملتا ہی

وہ ظالم غیر کے ہمراہ بن ٹھن کر نکلتا ہی
بن آئی بھی نہین کچھ اور اپنا جی بھی جلتا ہی

ملے محشر مین گر مجکو یہ کافی ہی عذاب اوسکو
کہ یا رب بت کافر مرے سائے سے جلتا ہی

پڑا ہون سنگ راہ دوست بنکر کوئے دشمن مین
سنا ہی آدمی کچھ ٹھوکرین کھا کر سنبھلتا ہی

ادھر ٹھہرے اودھر ٹھہرے اسے دیکھا اوسے دیکھا
تماشاگاہ محشر مین ہمارا دل بہلتا ہی

فقط وعدے پہ بوسوں کے دل لیکر وہ کہتے ہین
ہمارا ہی کچھ آتا ہی تمھارا کیا نکلتا ہی

وہ خلوت دوست ہین گھبرا کے مین تعظیم دیتا ہون
اگر دشمن بھی اوسکی بزم مین پہلو بدلتا ہی

نہین ہوتی کسی کو بھی گوارا اپنی ناکامی
جسے تو بخش دیتا ہی جہنم اوس سے جلتا ہی

ترا کوچہ ہی محشر یا ہی جنت کیا کہین اسکو
وہ جی اوٹھتا ہی جو اس راہ سے مردہ نکلتا ہی

گرہ سے نقد دل کھوتے ہین نقد عیش کے خاطر
قمار عشق مین کیا کیا ہمارا مال گلتا ہی

جنون نے اپنے گھر کو بھی نہ چھوڑا یہ جنون دیکھو
تپش سے داغ سودا کی دماغ اپنا پگھلتا ہی

یہانتک تیز رو ہون ہی خضر راہ الفت مین
جو مجکو ضعف ٹھہرا کے تو جانے کوئی چلتا ہی

جو انداز جفا کل تھا نہ دیکھا آج وہ یارب
نیا روز اک فلک میرے ستانیکو نکلتا ہی

۲۷۳ ۹

وہ سنکر نالہ گھبرائے تو غیرون نے تسلی دی
نہین یہ داغ کی فریاد کوئی راہ چلتا ہی

تھک تھک کے نہ بیٹھین گے نہ مر مر کے اوٹھین گے
اب ظلم نہ ہم سے دل مضطر کے اوٹھین گے

افسانۂ غم اون کو سناؤن نہ سناؤن
ڈرتا ہون کہ وہ خواب مین ڈر ڈر کے اوٹھین گے

چھیڑا ہی اگر تذکرۂ عشق تو سن لو
یہ قصہ تو پورا ہی بیان کر کے اوٹھین گے

دنیا ہی مین گر پرسش مظلوم الٰہی
بت حشر مین اوٹھین گے تو تھرا کے اوٹھین گے

میکش تو چلے جائین گے جنت سے نکل کر
جبتک نہ مزے بادہ و ساغر کے اوٹھین گے

بیکار ہی تقلید رہ شوق مین سچ ہی
معلوم نہ تھا پاؤن نہ رہبر کے اوٹھین گے

دیکھین گے وہ جب نالے سے مین نالہ کرون گا
فتنے یہ برابر سے برابر کے اوٹھین گے

قاتل ترے کشتون کا سنبھلنا نہین آسان
وہ روز جزا بعد بہر کے اوٹھین گے

۲۷۳ ۹

ہم لطف کے بندے ہین جفا کی قسم ای داغ
ہم سے نہ کبھی ناز ستمگر کے اوٹھین گے

نہ پیچیدا غم گذر رہی اوس بت خود سر کو سمجھاتے
پگھل کر موم ہو جاتا اگر پتھر کو سمجھاتے

ہماری کون سنتا ہے وگرنہ ہم دم رخصت
اودھر کچھ دلکو سمجھاتے اودھر دلبر کو سمجھاتے

چکھا دیتے مزہ منھ پھیر کر رک رک کے چلنے کا
جو بس چلتا تو اس ہاتھ سے خنجر کو سمجھاتے

تری رفتار کا انداز جس مین ہو سیکھے کیونکر
دبا کر کس طرح ہنگامۂ محشر کو سمجھاتے

ہوئے ملزم ہمین سمجھا کے تم ای حضرت ناصح
سمجھکر بند و پند ایسے دل شور کو سمجھاتے

یہ ظالم تو ہزارون کوس ہمسے دور رہتا ہے
اگر ملتا تو کچھ ہم صبح بستر کو سمجھاتے

خدا جانے کہان ہے راہ الفت مین کہان تو ہے
جو ہوتا ہوش کچھ ہم کو تو ہم رہبر کو سمجھاتے

اگر یہ جانتے دعوے کرینگے بت خدائی کا
تو ہم اول ہی سے کیا جانے کیا بتگر کو سمجھاتے

شب فرقت تڑپنا داغ کا دیکھا نہین جاتا
گذر جاتی ہے ساری رات سارے گھر کو سمجھاتے

لائے گی تیغ زلف پریشان نئے نئے
یہ سادگی دکھائے گی سامان نئے نئے

یہ چاہتا ہے شوق خلش دل مین دمبدم
رہجائین ٹوٹ ٹوٹ کے پیکان نئے نئے

سودا ہے زاہدون کو بھی اوس بت کے عشق کا
ہونے لگے ہین چاک گریبان نئے نئے

بیداد کو وہ داد کہین ظلم کو کرم
کیا کیا جتائے جاتے ہین احسان نئے نئے

لاؤن کہان سے مین تجھے ای عالم شباب
آتے ہین یاد ہاے وہ ارمان نئے نئے

اون بدگمانیون کا مزہ دل سے پوچھیے
مجکو گمان تھے شب ہجران نئے نئے

لطف خزان ہے اور نہ لطف بہار ہے
گلشن نئے نئے ہین بیابان نئے نئے

تھام خدا سنبھالے ہین قاتل نے ہاتھ پاؤن
آئین گے زیر خنجر بران نئے نئے

گو جھوٹ جانتا ہون مگر یہ بھی لطف ہے
ہوتے ہین روز وعدہ و پیمان نئے نئے

واعظ ہمین تو رنج نہین بلکہ ہے خوشی
دیکھین گے روز حشر ہم انسان نئے نئے

۵۷۳ — ۹

ہی اونکو وہم داغ سے یہ لوگ مل جائین
ہر روز بدلے جاتے ہین دربان نئے نئے

اوڑتی ہی خاک جبکہ ترے خاکسار کی
مشت غبار پھر نہین سمٹتا سوار کی

یان تک تو عاشقی مین لٹے ہم کہ بعد مرگ
مٹی بھی اوڑگئی ہی ہمارے مزار کی

بچپن ہی سے شوخ وہ معشوق ہوگیا
جسپہ پڑے نگاہ ترے بیقرار کی

طرز جفا پسند ہی یا شیوہ وفا
دونون مین تمنے کونسی بات اختیار کی

دشمن کی بات کا بھی تو ہونے لگا یقین
کچھ حد نہین رہی ہی مرے اعتبار کی

ہم کیا گئے جہان سے آزار ہی گیا
وہ بات ہی نہین ستم روزگار کی

شیخ حرم کو چاہیے کچھ تحفہ ہند کا
تصویر بھیجدونگا بت میگسار کی

اوس بت پہ احتمال ہی تصویر کا مجھے
عادت گئی نہ وصل مین بھی انتظار کی

۵۷۴ — ۱۴

مجھسے گناہگار کو کیا کیا عطا کیا
ای داغ کیا ہی شان ہی پروردگار کی

شفقت کی سیکی اثر کچھ تو کر گئی
بن بن کے زلف شب تمھارے بکھر گئی

کیا کہیے کس طرح سے جوانی گذر گئی
بدنام کرنے آئی تھی بدنام کر گئی

شغل مرا پھونکا دیا آہ گرم نے
آیندہ آفرینش برگ و ثمر گئی

نیرنگ روزگار سے بیگانہ رنگ عشق
اپنی ہمیشہ ایک طرح پر گذر گئی

رحمت خدا کے ہاتھ ہی بیمار عشق کی
اپنی طرف سے تو تو کر چارہ گر گئی

سجدے کو برہمن نے نہ چھوڑی کہین جگہ
کیون تکیہ مین خلق خدا آکے بھر گئی

کیا کیا رہی سحر کو شب وصل کی تلاش
کہتا رہا ابھی تو یہین تھی کدھر گئی

وقتِ نظارہ کی کشش حسن نے کی — آنکھون کو لیکے ساتھ نہ میری نظر گئی
زاہد شرابِ ناب کی تاثیر کچھ نہ پوچھ — اکسیر ہی جو حلق سے نیچے اوتر گئی
میری شبِ فراق یہ کعبے مین شور ہی — یارب غضب ہوا کہ نمازِ سحر گئی
دم بھر مین کچھ بھی یاد نہین اسکو کیا کرون — ناصح نے جو کہی مرے دلسے اوتر گئی
رہتی ہی کب بہار جوانی تمام عمر — مانندِ بوے گل ادھر آئی اودھر گئی
کیونکر پڑے گا صبر الٰہی رقیب پر — گر بعد مرگ میری طبیعت ٹھہر گئی
ای داغ کیا کہون شبِ فرقت کی واردات — جو میرے ہاتھ سے مرے دلبر گذر گئی

۲۷۷ — ۱۷

حجت ہی جرم دل کے گواہی مین رہگئی — آلودہ اون کی مہر سیاہی مین رہگئی
تمکین جو اوسکی شوخ نگاہی مین رہگئی — کچھ دیر میرے دل کے تباہی مین رہگئی
سیرِ مقامِ عشق تباہی مین رہگئی — منزل کی آرزو دل راہی مین رہگئی
دیکھا جو روزِ حشر کسی بت کو مضطرب — چل کر زبان ستم کی گواہی مین رہگئی
کیا کرسکے اثر دلِ بسمل کی نیم آہ — تیغ شکستہ دستِ سپاہی مین رہگئی
آتا ہی رحم تو یہ پر اپنے مجھے بہت — کمبخت یہ نہ حفظ الٰہی مین رہگئی
رہتا ہی نام صاحبِ سوز و گداز کا — تاثیر شعر اشکی و آہی مین رہگئی
ہر آبلے مین خار رہی ہر خار نیشتر — وحشت کی نوک خوب تباہی مین رہگئی
منھ پھیر دے گا دل صفِ مژگان یار کا — گر جان اس دلیر سپاہی مین رہگئی
زاہد کو بندگی کا نتیجہ تو مل گیا — گردن خمیدہ یادِ الٰہی مین رہگئی
تیرے دہن سے چشمۂ حیوان ہی آب آب — پر اوسکی آبرو تو سیاہی مین رہگئی

پورا ہو کوئی کام مصیبت زدون سے کیا
جو رہ گئی مراد تو تباہی مین رہ گئی

ہجر صنم مین کیون نہ خدا کو کیا گواہ
یہ چال ہم سے ایسی گواہی مین رہ گئی

شیرینیٔ ادائے آپکی میٹھی چھری سہی
چل کر ہمیشہ تلخ نگاہی مین رہ گئی

کیا لکھ رہے تھے دیکھکے مجکو جو تھم گئے
کیون نوک خامہ غرق سیاہی مین رہ گئی

رکتے ہین پیچ و تاب سے بھی تیز رو کہین
پانی کی کب گرہ پہ بہا ہی مین رہ گئی

۳۷۸ اے داغ اہل قلعہ کا لٹنا تو در کنار ۹
تنخواہ بھی خزانۂ شاہی مین رہ گئی

وصل کی آرزو کیے نہ بنے
نہ بنے جستجو کیے نہ بنے

شوق نے ہمکلام کر ہی دیا
اوسنے بے گفتگو کیے نہ بنے

اوسنے جب شکوہ کر لیا تسلیم
ہم کو بے سرفرو کیے نہ بنے

جب رگا خون بن گئی دم پر
چاک دل کو رفو کیے نہ بنے

ذلت عشق ہی وہان عزت
سگ کو آبرو کیے نہ بنے

بدگمان کو گمان بد گذرا
وصف روے نکو کیے نہ بنے

پاک ہونا ہی رند کو لازم
میکشی بے وضو کیے نہ بنے

قتل ٹھہرا جو شیوۂ معشوق
ہمین دل کو لہو کیے نہ بنے

۳۷۹ اوسکی تصویر سے بھی تھا یہ خوف ۱۰
داغ کو گفتگو کیے نہ بنے

کیا طرز کلام ہو گئی ہی
ہر بات پیام ہو گئی ہی

کچھ نہ ہو نہ تھی شراب انگور
کیا چیز حرام ہو گئی ہی

آگے تو نہین نہین سنی تھی — اب تجھسے کلام ہوگئی ہی
جانے نے جانے پیامبر کو — ہر صبح سے شام ہوگئی ہی
اب دیکھیے مشق پایمالی — تعریف خرام ہوگئی ہی
پونہچے ہین جب اوسکی بزم مین ہم — مجلس ہی تمام ہوگئی ہی
عالم کو ہی دعوے محبت — یہ خاص بھی عام ہوگئی ہی
اوس بت کے نہین نہین مین بیٹھے — مخلوق غلام ہوگئی ہی
برباد نہوگی تیری الفت — تجویز مقام ہوگئی ہی

۲۸۰ — جاگیر جنون کی قیس کے بعد
اب داغ کے نام ہوگئی ہی — ۱۲

شمع روشن ہی ہماری آہ سے — لو لگائے بیٹھے ہین اللہ سے
چلتے ہین کیا کیا وہ رستہ کاٹ کر — جب گذرتے ہین ہماری راہ سے
کیون نہ رکھون مین تبرک کی طرح — غم ملا ہی عشق کی درگاہ سے
ایک بوسے پر ہمین ٹالین نہ آپ — کچھ ملا وہ دیجیے تنخواہ سے
مانگ کر تجھسے بہت نادم ہوا — مانگنا تھا اور کچھ اللہ سے
شادی وغم ہم کو یکسان ہوگئی — آہ سے غمگین نہ خوش ہین واہ سے
خوبصورت ہوگئے تم لڑنے لگے — بحث ہی دن رات مہر و ماہ سے
چلنے والون کی صورت دیکھ لی — موت بہتر ہی تمہاری چاہ سے
قبر پر میری پڑھے گیا فاتحہ — جو نہ ہوا آگاہ بسم اللہ سے
آگئی تھی جو بات تیرے ذہن مین — کوئی چھپتی ہی دل آگاہ سے

تو نے واعظ زندگی دشوار کی
کیون کیا واقف خدا کی راہ سے

۳۸۱ — ۱۱

داغ اوس کافر کی نخوت دیکھنا
غیر کیا کم ہی زر مردشاہ سے

طرز قدسی مین کبھی شیوۂ انسانین کبھی
ہم بھی اک چیز تھے اس عالم امکانین کبھی

رنج مین رنج کا راحت مین ہون راحت کا شریک
خاک ساحل مین کبھی موج ہون طوفانین کبھی

دلمین بے لطف رہی خار تمنا کی خلش
نوک پیکان نہ رہا یہ کسی مژگانین کبھی

دم مرا لیکے ستمگار کرے گا تو کیا
یہ رہے گا نہ ترے خنجر برانین کبھی

وار کرتے ہی بھرا زخم مین قاتل نے نمک
تیغ پر ہاتھ کبھی ہی تو نمکدانین کبھی

دل کے لینے مین تو یہ شوخی و چالاکی ہی
تم سے جیتی نہوئی سستی پیمانین کبھی

بات کیا خاک کرے وصل مین تیرے ڈر سے
جسنے نالہ نہ کیا ہو شب ہجرانین کبھی

دل آشفتہ کے انداز سے معلوم ہوا
رہ گیا ہی یہ تری زلف پریشانین کبھی

خضر سے ہین جو کہین جوش جنونکی باتین
ایسے نکلے کہ نہ آئے گئے بیابانین کبھی

مجکو انداز تمنا سے یقین ہوتا ہی
دم نکل جائے گا اس حسرت ارمانین کبھی

۳۸۲ — ۱۲

اللہ اللہ رے تری شوخ بیانی اے داغ
سست اک شعر نہ دیکھا ترے دیوانین کبھی

ہوا جو اونکی خموشی سے کچھ ملال مجھے
جواب دینے کی طاقت سوال مجھے

وفا شعار یہ معشوق ہی خدا رکھے
کہ چھوڑتا نہین دم بھر ترا خیال مجھے

غم عدو مین نہ گھبراؤ ہی یہ دور فلک
کبھی ملال تمھین ہو کبھی ملال مجھے

فلک نے لوٹ کے لٹوا دیا حسینون کو
سمجھ لیا کسی مرتے کا اسنے مال مجھے

کسیکے دل سے کسی کی نظر سے گرتا ہون
سنبھالنا ہی تو ای آسمان سنبھال مجھے

امید بوسہ ہی پھر بھی اگرچہ یہ ہی یقین
بہت ذلیل کرے گا مرا سوال مجھے

صدائے نالہ شب وصل بھی نہ دل سے گئی
پکارتی تھی یہ حسرت مری نکال مجھے

خبر نہین کف نازک کا رنگ کیا ہوگا
خرام ناز سے ہونا ہی پائمال مجھے

پلا دے بزم مین ساقی اوسے شراب اتنی
وہ مست ناز کہے مجھسے تو سنبھال مجھے

شکایتون سے محبت کی اور کیا حاصل
کچھ انفعال تمھین ہو کچھ انفعال مجھے

وہ کہتے ہین کہ یہ صورت نہوگی محشر مین
کہا جو مین نے دکھانا ہی کل یہ حال مجھے

کیے ہین دشت مین پامال سیکڑون کانٹے
سکھا گئی تری رفتار خوب چال مجھے

۳۸۳ — اسیر حلقہ کاکل نہ مین ہوا ای داغ
مرے خدا نے بچایا ہی بال بال مجھے — ۱۱

سبق ایسا پڑھا دیا تونے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تونے

ہم نکمّے ہوے زمانے کے
کام ایسا سکھا دیا تونے

کچھ تعلق رہا نہ دنیا سے
شغل ایسا بتا دیا تونے

کس خوشی کی خبر سنا کے مجھے
غم کا پتلا بنا دیا تونے

لاکھ دینے کا ایک دینا ہی
دل بے مدعا دیا تونے

کیا بتاؤن کہ کیا لیا مین نے
کیا کہون مین کہ کیا دیا تونے

بے طلب جو ملا ملا مجھکو
بے غرض جو دیا دیا تونے

عمر جاوید خضر کو بخشی
آب حیوان پلا دیا تونے

نار نمرود کو کیا گلزار
دوست کو یون بچا دیا تونے

دست موسیٰ مین فیض بخشش سے — نور و لوح و عصا دیا تو نے
صبح مسیح نسیم گلشن کو — نفس جانفزا دیا تو نے
شب تیرہ مین شمع روشن کو — نور خورشید کا دیا تو نے
نغمہ بلبل کو رنگ و بو گل کو — دلکش و خوشنما دیا تو نے
کہین مشتاق سے حجاب ہوا — کہین پردہ اوٹھا دیا تو نے
تھا مرا منہ نہ قابل لبیک — کعبہ مجھکو دکھا دیا تو نے
جسقدر مینے تجھسے خواہش کی — اوس سے مجکو سوا دیا تو نے
رہبر خضر و ہادی الیاس — مجکو وہ رہنما دیا تو نے
مٹگئے دل سے نقش باطل سب — نقشہ اپنا جما دیا تو نے
ہی یہی راہ منزل مقصود — خوب رستے لگا دیا تو نے
مجھ گنہگار کو جو بخشدیا — تو جہنم کو کیا دیا تو نے
۳۸۴ داغ کو کون دینے والا تھا — جو دیا اے خدا دیا تو نے ۱۳

جور کے بعد ہی کیون لطف یہ عادت کیا ہی — تم تلافی جو کرو اسکی ضرورت کیا ہی
ایک دن مان ہی جاؤگے ہمارا کہنا — تم کہے جاؤ یہی تیری حقیقت کیا ہی
وعدۂ وصل سے انکار ہی تو قتل کرو — تم سے ہم پوچھتے ہین اسمین قباحت کیا ہی
آدمی کو ہی یہی گوشۂ راحت کافی — گھر کرے دلمین جو انسان تو جنت کیا ہی
جان تک دیتے ہین عشاق تو دولت کیسی — گنج قارون کی محبت مین حقیقت کیا ہی
پوچھ لیتے ہین یہ دستور ہی جلادون کا — مجھسے قاتل نے نہ پوچھا تری حسرت کیا ہی
اسی ستمگار اوسے روز جزا کہتے ہین — ابھی سمجھا ہی نہین تم کہ قیامت کیا ہی

رحمتِ عام کا اظہار رہا اس پردے مین | ورنہ پھر بندہ نوازی کی ضرورت کیا ہی
بوسہ مانگا تو کہا اوسنے بدل کر تیون | آپ کو یہ بھی خبر ہی مری عادت کیا ہی
اوسپر آتی ہی کہ جو لاکھ مین اک اچھا ہو | مجکو ہی ناز کہ میری بھی طبیعت کیا ہی
ہائے کیا تھا وہ زمانہ کہ ہم آگاہ نہ تھے | شکر کس چیز کو کہتے ہین شکایت کیا ہی
حشر تک وہ تو نہ آئین گے کبھی وعدے پر | نہین آتی جو قیامت تو یہ آفت کیا ہی

۳۸۵

کیا کہون کس سے کہون دل کی حقیقت ای داغ
سب یہی پوچھتے ہین کہیے تو حضرت کیا ہی

۱۳

تڑپنے سے دل بیتاب کوئی غم نکلتا ہی | ٹھہر جا صبر کر مضطر نہو کیون دم نکلتا ہی
وہ گھبراتے ہین کیا کیا جب ہمارا دم نکلتا ہی | گمان یہ ہی کہ دم کے ساتھ اسکا غم نکلتا ہی
جو آئے نامہ بر رشک عدو کا ذکر کہہ دینا | یہ کینہ صاحب غیر آپکے دلسے کم نکلتا ہی
ہزارون حسرتین سر پیٹتی ہین خانۂ دلمین | الٰہی دیکھیے اس گھر سے کب ماتم نکلتا ہی
نظر کر دین مشتاق پر یا دیکھ آئینہ | تجھے بھی کچھ خبر ہی تجھمین کیا عالم نکلتا ہی
نہین ہی رنگ غین غصے سے رنگت سرخ ہی اسکی | مرے سینے سے پیکان بھی تو باہم نکلتا ہی
کوئی کیا نبض دیکھے دستگیری کیا کرے قسمت | ترے بیمار غم کا ہاتھ پکڑے دم نکلتا ہی
امید فاتحہ کیا کشتۂ تیغ تغافل کو | کہ میری قبر سے منھ پھیر کر عالم نکلتا ہی
نہین لیتا خدا کا نام تیرے عہد مین کوئی | گلہ تیرا زبان خلق سے پیہم نکلتا ہی
نکلنا خلد سے روتا ہوا گر آدمی ہوتا | رقیب اوسکی گلی سے کیون خوش و خرم نکلتا ہی
کبھی اون گیسوون کی دست شانہ کیا نکالیگا | کہین پیچ پڑ جاتی ہی کہین یہ خم نکلتا ہی
وہ میرا ذکر کیون کرتے ہین غیرونکے جلانیکو | اگر ڈھونڈھو تو ایسا آدمی بھی کم نکلتا ہی

۱۳ — ۲۸۹

تلون اسقدر اور داغ پھر یہ صبر کے دعوے
گھڑی مین توبہ کرتے ہو گھڑی مین دم نکلتا ہے

فسردہ دل کبھی خلوت نہ انجمن مین رہے
بہار ہو کے رہے ہم تو جس چمن مین رہے

شریک آہ و فغان بھی سخن سخن مین رہے
جو مین رہون تو بڑی دھوم انجمن مین رہے

مقابلہ ہی رقیبون سے روز محشر بھی
چھپا ہوا کوئی خنجر مرے کفن مین رہے

مجھے یہ ڈر ہی کہ ایمان لے نہ آئین لوگ
خدا کرے غلطی کچھ مرے سخن مین رہے

ملی جو بیوطنی مین ذرا بھی آسایش
عقیق جا کے عدن مین گہر یمن مین رہے

ترا وہ حسن ہی اے شعلہ رو جو تو چاہے
بغیر شمع کے پروانہ انجمن مین رہے

ہر ایک فتنہ بنے فتنۂ قیامت کیا
مگر وہی جو تری چشم سحر فن مین رہے

جنون سے کیا ہمین عقبی مین شہر ساری ہو
کہ پیرہن سے جو نکلے تو ہم کفن مین رہے

رہا نہ دامن یوسف مین داغ عصیان کا
اگرچہ خون کے دھبے تو پیرہن مین رہے

زبان لے نہ عدو کو کہ یہ تو وہ شے ہو
تیرے دہن مین رہے یا مرے دہن مین رہے

رہی علیحدہ شیرین تو اے فلک افسوس
نفاق خسرو پرویز و کوہکن مین رہے

ملا دے اسمین لعاب دہن کچھ اے ساقی
کہ تازگی بھی ذرا سی مئے کہن مین رہے

۲۸۵ — ۸

مسافری مین جب آرام پا گئے اے داغ
کہ تم سفر مین ہو آسان وطن مین رہے

زمانہ ہی خفا مجھسے کہ تمسے
گلے پڑ ہی گلا مجھسے کہ تمسے

ستم سے باز آؤ ورنہ اکدن
یہ پوچھے گا خدا مجھسے کہ تمسے

مجھے معلوم تھا یا انکو معلوم
وہ راز افشا ہوا مجھسے کہ تمسے

نہ کہنا پھر کہ ہم قاتل نہین ہین — ہوا خون حنا مجھسے کہ تمسے
رقیبون سے یہ کہتا ہون سر بزم — وہ بیٹھے ہین خفا مجھسے کہ تمسے
چھپا کیون چاند بدلی مین شب وصل — اسے آئی حیا مجھسے کہ تمسے
خدا جانے محبت کو سر حشر — پڑے گا واسطہ مجھسے کہ تمسے
۳۸۸ مرا کہنا نہ مانا داغ تم نے — اونھون نے کی دغا مجھسے کہ تمسے ۹

ذکر میرا اگر آجاتا ہی — سن کے وہ صاف اوڑا جاتا ہی
غم ترا حصہ ہی مرا لیکن — دل چرا کر لیے کٹھا جاتا ہی
تھک گیا درد بھی اوٹھتے اوٹھتے — اب سے کلیجے مین رہا جاتا ہی
کیا نزاکت ہی کہ آپ آئینے مین — عکس کے ساتھ کھنچا جاتا ہی
ناز سے کھینچ نہ مجھ پر تلوار — غیر مشتاق ہوا جاتا ہی
ایک ہی تیری نگہ میری آہ — کہین ایسون سے رہا جاتا ہی
حسرتین دل کی مٹی جاتی ہین — قافلہ ہی کہ لٹا جاتا ہی
راہ مین گر نہ پڑے خط یارب — نامہ بر بسمل ہوا جاتا ہی
۳۸۹ داغ کو دیکھکے بولے یہ شخص — آپ ہی آپ جلا جاتا ہی ۱۳

تلوار تری روان بہت ہی — تھوڑا ابھی تو امتحان بہت ہی
اے داور حشر کل کہون گا — دن کم ہی یہ داستان بہت ہی
کچھ آہ کے حوصلے نکلتے — نیچا مگر آسمان بہت ہی
بگڑا ہی مرے مزاج کا رنگ — بیتاب مزاجدان بہت ہی
اے نامہ بر آنہ جاے آفت — چالاک تری زبان بہت ہی

دامن پہ پڑ گئی ہے خاک
اتنا ہی مرا نشان بہت ہی

دل تنگ سہی پر اے تمنا
رہنے کو یہ مکان بہت ہی

جنت میں کہیں گے تیرے عاشق
تکلیف ہمیں یہاں بہت ہی

کونین کے لطف کس سے اٹھین
مجھکو غم دو جہان بہت ہی

انکار رقیب سے بھی ہوگا
یہ فقرہ ہمیں وہان بہت ہی

اک کوہ گران ہی عشق لیکن
اس کو دل ناتوان بہت ہی

الفت میں نہیں ہی صبر پایاب
یہ چیز مگر گران بہت ہی

۳۵۰ باطن کی خبر خدا کو ہی داغ
ظاہر میں وہ مہربان بہت ہی ۱۴

کعبے کی ہی ہوس کبھی کوے بتان کی ہی
مجھکو خبر نہیں مری مٹی کہان کی ہی

سنکر مرا فسانہ انھیں لطف آگیا
سنتا ہون اب کہ روز طلب قصہ خوان کی ہی

پیغام بر کی بات پر آپس میں رنج کیا
میری زبان کی ہی نہ تمھاری زبان کی ہی

کچھ تازگی ہو لذت آزار کے لیے
ہر دم مجھے تلاش نئے آسمان کی ہی

جان بر بھی ہو گئے ہین بہت مجھسے نیم جان
کیا غم ہی اے طبیب جو پوری وہان کی ہی

حسرت برس رہی ہی ہمارے مزار پر
کہتے ہین سب یہ قبر کسی نوجوان کی ہی

وقت خرام ناز دکھا دو جدا جدا
یہ چال حشر کی یہ روش آسمان کی ہی

فرصت کہان کہ ہمسے کسی وقت تو ملے
دن غیر کا ہی رات ترے پاسبان کی ہی

قاصد کی گفتگو سے تسلی ہو کس طرح
چھپتی نہیں وہ بات جو تیری زبان کی ہی

جور رقیب و ظلم فلک کا نہیں خیال
تشویش ایک خاطر نا مہربان کی ہی

سنکر مرا فسانۂ غم اوسنے یہ کہا
ہو جائے جھوٹ سچ یہی خوبی بیان کی ہی

دامن سنبھال باندھ کمر آستین چڑھا
خنجر نکال دل مین اگر امتحان کی ہی

ہر ہر نفس مین دل سے نکلنے لگا غبار
کیا جانے گرد راہ یہ کس کاروان کی ہی

کیونکر نہ آئے خلد سے آدم زمین پر
موزون وہان وہ خوب ہی جو شی جہان کی ہی

تقدیر سے یہ پوچھ رہا ہون کہ عشق مین
تدبیر کوئی بھی ستم ناگہان کی ہی

۳۹۲ ۹

اردو ہی جسکا نام ہمین جانتے ہین داغ
ہندوستان مین دھوم ہماری زبان کی ہی

غم اوٹھانے کیواسطے دم ہی
زندگی ہی اگر تو کیا غم ہی

آئے ہین وہ رقیب کے گھر سے
اک خوشی ہی تو ایک ماتم ہی

کہتے ہو کچھ کہو کہون کیا خاک
جانتا ہون مزاج برہم ہی

گریۂ بے اثر کی کچھ حد بھی
ہم ہین اور آج چشم پرنم ہی

کیا نئے دوستون سے بگڑی آج
دشمنون کا کچھ اور عالم ہی

مجکو دیکھا تو غیر سے یہ کہا
عمر اس نوجوان کی کم ہی

گر خوشی ہی تو وصل کی ہی خوشی
غم اگر ہی تو ہجر کا غم ہی

اک جہان مہربان ہوا تو کیا
مہربانی تری مقدم ہی

سنتے ہین داغ کل وہ آئے تھے
بارے اب تو سلوک باہم ہی

رباعیات

لبریز ہی حسرتون سے میرا سینا
ہر روز مجھے ہی خون جگر کا پینا
کرتا ہون دعا کہ یا الٰہی اب تو
منظور نہین ہی اس طرح کا جینا

ولہ

بیگانہ یہان ہر اک یگانہ دیکھا
اپنے مطلب کا سب زمانہ دیکھا
جسکو دیکھا غرض غرض کا اپنی
دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا

ولہ

دنیا مین کب انسان کی حاجت نکلی
حسرت ہی رہی کوئی نہ حسرت نکلی
بیٹھے ہین قیامت کی توقع پہ ہم
خود وقت کی محتاج قیامت نکلی

ولہ

مین رطب کو دیکھون تو وہ یابس ہوجائے
پرکھون زر خالص کو اگر مس ہوجائے
ہاتھون مین مرے آکے درم داغ بنے
قارون بھی مرے سائے سے مفلس ہوجائے

ولہ

کہتے تھے نہ عشق بت خودکام کرو
پہلے ہی سے اندیشۂ انجام کرو
بیتابی دل کی ہے شکایت ناحق
اے داغ بس اب قبر مین آرام کرو

ولہ

کیا جانے کوئی زاہدون کی گھاتون کو
تمیز ذرا چاہیے ان باتون کو
دن کیون نہ بڑھے رات نہ کیونکر کم ہو
روزون کے عوض کھاتے ہین یہ راتون کو

ولہ

نواب نے کی جو قدردانی میری
اے داغ گذر گئی جوانی میری
لیکن یہ خبر نہ تھی کہ وقت پیری
مر مر کے کٹے گی زندگانی میری

تمت

واضح ہے کہ حق تصنیف دیوان گلزار داغ کا میرے نام رجسٹری ہو گیا کوئی صاحب قصد طبع نفرماوین

العبد
محمد تیغ بہادر مالک مطبع انوار محمدی لکھنو

خمسہ بر غزل نواب والا خطاب جناب نواب محمد یوسف علی خان صاحب بہادر فردوس مکان

کہتے تھے وہ بشر کو جو دل دے بشر غلط
دیوانہ ہو کسی کا کوئی سربسر غلط
شامت جو آئے اون کا بیان جان کر غلط
مین نے کہا کہ دعوے الفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

ہوتی ہین ایک بات کی تہ مین ہزار جھوٹ
تصدیق سے کیجیے تو بس انجام کار جھوٹ
اور پھر ذرا مین بول کے بے اعتبار جھوٹ
تاثیر آہ و زاری شبہاے تار جھوٹ
آوازۂ قبول دعاے سحر غلط

یا لب پہ کوئی قطرۂ مے جم کے رہ گیا
یا کچھ عیان ہوا اثر گرمی غذا
یا جھوٹ بولنے کی خدا نے یہ دی سزا
سوز جگر سے ہونٹ پہ تبخالہ افترا
شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط

ہان سچ نہین حکایت حال زبون دروغ
ہان شکوہ و شکایت صبر و سکون دروغ
ہان سربسر دماغ مین جوش جنون دروغ
ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ
ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط

ہان بے بسی مین جرم و خطا کچھ نہ کیجیے
تسلیم و عاجزی کے سوا کچھ نہ کیجیے
ظاہر سواے مہر و وفا کچھ نہ کیجیے
آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے
عشق مجاز و چشم حقیقت نگر غلط

آگے کے شغل تھے زمانے مین جو اب فریب ہین
ایمان و دین و ملت و مذہب فریب ہین

چلتے ہوے بہانے مین سڈھب فریب ہین — بوس وکنار کے لیے یہ سب فریب ہین

اظہار پاک بازی و ذوق نظر غلط

یہ کذب یہ دروغ یہ بہتان الامان — کیا جھوٹ بولنے کو ملی ہی انھین زبان
شاعر ملاتے ہین زمین اور آسمان — لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان

احمق نہین نہ سمجھین ہم اسکو اگر غلط

سعد وم تو وہ شی ہی جسے لاکھ نکتہ چین — ثابت کرین ہزار وہ ثابت نہو کہین
یہ بات کیا کہ دل تو نہو اور ہو حزین — سینے مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہین

ہمکو سمجھتے ہو کہ ہی اسکی کمر غلط

کیا ہو یقین جو کوئی کہے دن کو رات ہی — ہم جانتے ہین تیغ ہی بے شبہہ گھات ہی
ایسے مبالغے سے غرض التفات ہی — کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہی

سینے کو لینے اوسکے سمجھنا سپر غلط

اک آہ سرد بھر کے کیا طور بے خودی — اوسکو دیا یہ دم کہ تجھے جان نذر کی
لوٹنے والے ہوتے ہین ایسے ہی تو سخی — مٹھی مین کیا دھری تھی کہ جھٹکے سے سونپ دی

جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

اعجاز تو نہین کہ جو قائل ہون خاص و عام — گر کہیے شعبدہ ہی محبت تو بس سلام
اب امتحان سہی چلو قصہ ہوا تمام — پوچھو تو کوئی مر کے بھی کرتا ہی کچھ کلام

کہتے ہو جان دی ہی سر رہگذر غلط

اجرت پہ رونے والے مقرر ہین جابجا — میت کو ڈھونڈھیے تو عدم تک نہین پتا
یان اس خیال سے کہین ٹھہرین نہ ہو خفا — ہم پوچھتے پھرین کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنے روز اوڑائی خبر غلط

کیونکر برابر آنکھ کے نرگس کو مانیے
کس طرح بڑھ کے خلد سے مجلس کو مانیے
سارے بیان مین ہی غلطی کس کو مانیے
آیت نہین حدیث نہین جس کو مانیے
ہے نظم و نثر اہل سخن سب کے سب غلط

جو عرض کی تھی داغ نے آخر وہی ہوا
کوئی خفا ہو آپ کو ہے تھیسٹر کا مزا
دکھا نہ آخر آج وہ بدخو برس پڑا
یہ کچھ سنا جواب مین ناظم ستم کیا
یہ کیون کہا کہ دعوی الفت مگر غلط

مخمس دیگر

مدعی کون وہان وصل سے کیا کیسا
اپنے سائے سے بھی بچتا تھا وہ کیسا کیسا
دیکھتے دیکھتے پلٹا ہے زمانہ کیسا
جلد جم جاتا ہے ہر شخص کا نقشا کیسا
سادہ دل ہے وہ بت آئنہ سیما کیسا

طعن کرتے ہین زلیخا پہ نہ تھی اوسکو نظر
اور فرہاد تھا مزدور کہ ڈھوئے پتھر
میری شامت ہے دکھاؤن جو انھین داغ جگر
مین تو کس گنتی مین ہون قیس کا قصہ سنکر
کہتے ہین یہ بھی اک انداز ہے سودا کیسا

لوگ ہمسائے کے سب جمع پریشان خاطر
لاش پر روتے ہین ہوتا نہین قاتل ظاہر
اونکی سنیے تو حقیقت ہے نہایت نادر
کرکے خون ایک کا جا بیٹھے ہین گھر مین اودھر
پوچھتے ہین کہ مرے در پہ ہے غوغا کیسا

یون تو چیزین ہین جہان مین بہت ایسی ویسی
دیکھیے چشم حقیقت سے یہ شی ہے جیسی
کسنے دیکھی ہے بجز اسکے تجلی ایسی
جلوہ حسن بتان کی ہے نمائش کیسی

اے دل اس باغ کا ہوگا چمن آرا کیسا

جو دکھاتا ہے دکھا گل کی عوض آج شتاب | مین نہین وہ کہ جو موسی کی طرح لاؤن نہ تاب
مجھسے دیدار طلب ہونگے جہا مین کمیاب | ذوق دیدار مین بیخود ہون کہ مجھسے حجاب

اوٹھ گیا بیچ سے جب مین ہی تو پردا کیسا

قیس صحرائی و فرہاد تھا کوہستانی | پاس ننگون کے دھرا کیا تھا بجز عریانی
ایسے سامان ہون تو کس چیز کی ہو حیرانی | تپش و زاری و تنہائی و سرگردانی

گھر مین سب کچھ ہمین موجود ہی صحرا کیسا

جوشش عشق نمائی ابھی دیکھی کیا ہی | شدت اشک فشانی ابھی دیکھی کیا ہی
ہم تمھین سیر دکھائی ابھی دیکھی کیا ہی | میرے اشکون کی روانی ابھی دیکھی کیا ہی

گفتگو نوح کی طوفان مین ہی دریا کیسا

تھا مین اک بندۂ آسائش و صد عیش طلب | مجھکو کیا غم سے غرض اور الم سے مطلب
آسمان ٹوٹ پڑا ہائے ستم ہائے غضب | اور دکھ درد اگر ہون تو بھگت لون یارب

مجھکو بخشا ہے غم حوصلہ فرسا کیسا

جسمین انصاف ہو ضد ہو وہ طبیعت مین فرد | لوگ دکھ درد بیان کرتے ہین اوس سے اپنا
لطف کیا اے دل نادان اسے سمجھانے کا | جو ستمگار نہو معتقد مہر و وفا

کیا وہ سمجھے کہ غم عشق ہی ہوتا کیسا

جھونٹ ہی جانتے ہین قیس کے افسانے کو | جان دیتے نہین دیکھا کسی دیوانے کو
خیر سے کھیل سمجھتے ہین وہ مرجانے کو | شمع پر دیکھ لے گرتے ہوئے پروانے کو

پوچھتے مین کہ یہ ہوتا ہے تماشا کیسا

داغ کیا عرض کرین گے وہ نہین سارے خدام
نقد دل بخشدیا جبکہ بطور انعام
ہی تعجب زہی آپ کو فکر انجام
طلب بوسہ مین کیا چاہیے ناظم ابرام
وہ جیکے دل ہی تو پھر اوس سے تقاضا کیسا

تخمیس غزل جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب کلب علی خان صاحب بہادر دام ملکہم و اقبالہم

رہی ہی برق عالم سوز آہ آتشین ہم سون
مری فریاد سے گھبرا گئے ہین گردون نشین ہم سون
اوٹھا طوفان جوشش چشم تر سے ہر کہین ہم سون
ہلے کیونکر نہ تیری رہگذر کی سرزمین ہم سون
کہ نالون سے مرے کانپا کیا عرش برین برسون

بسر کی عمر جسنے رات دن عیش مخلد مین
وہ عاشق اسطرح سے مبتلا ہو رنج بیحد مین
گذرتی تھی پریزادونکو بھی جسکی خوشامد مین
بھلا کیا خاک سوئے چین سے وہ کنج مرقد مین
رہا ہو جسکے سر کا تکیہ دوش نازنین برسون

سراپا نور ہی تو رنگ ہی تجھ مین تجلی کا
مصور خود ہی محو حسن کیونکر کھینچ سکے سایا
یہ ہی تصویر کی خوبی کہ سایہ ہو بہت اچھا
تری صورت کا نقشہ جب کبھی کھینچ جائیگا پورا
تو صنعت پر کریگا ناز صورت آفرین برسون

وفور ضعف سے ہی عرض مطلب مین زبان قاصر
اشارون سے مجھے کرنا پڑا احوال دل ظاہر
عجب حسرت سے دیکھا ہی سوے جانان دم آخر
مزہ اس تیر آخر کا اوٹھائے گا وہی کافر
رہیگی یاد اوسکو بھی نگاہ واپسین برسون

کسی مجبور کو معشوق کی فرقت کا رونا ہی
کسی کو آبرو کا رنج ہی عزت کا رونا ہی

مجھے تقدیر کا رونا مجھے قسمت کا رونا ہی
نہ بیٹھے میرے رونے پر یہ آفت کا رونا ہی
کہ جسکو دیکھکر رویا کیے روح الامین برسون

چھپایا رازِ دل کس کس طرح ہمنے محبت مین
مگر کیا کیجیے بدنامیان تھین اپنی قسمت مین
یہی تھا ایک سوالی کا پردہ اس مصیبت مین
اوڑائین دھجیان ہاتھون نے اوسکی جوشِ وحشت مین
رہی تھی دیدۂ خونبار پر جو آستین برسون

پتا میرا کہین بھی صورتِ عنقا نہ پائینگے
کرینگے لاکھ میری جستجو اصلا نہ پائینگے
نہ پائینگے نہ پائینگے مجھے حاشا نہ پائینگے
گیا عشق کرنے بے نشان ایسا نہ پائینگے
عدم مین بھی اگر ڈھونڈھینگے مجکو ہمنشین برسون

جراحت وہ جراحت ہی کہ جو ہو تازہ و گلگون
لہو جاری رہے اوس سے برنگِ دیدۂ پرخون
بھرون تلوار کا دم اور قاتل کو دعائین دون
رفاقت لذتِ زخمِ جگر تیری مین جب جانون
کہ مرقد مین بھی سینے سے نکلے آفرین برسون

حیا نے اوسکو دی ہو رخصتِ گفتار بھی شاید
کبھی خوش ہو گئے ہون اوس سے کچھ اغیار بھی شاید
کیے ہون جھوٹے سچے وعدۂ دیدار بھی شاید
ہوے ہونگے کسی سے وصل کے اقرار بھی شاید
رہی ہم سے تو اوس بے رحم کافر کی نہین برسون

وہ شانِ مغفرت جبتک نہ رنگ اپنا دکھائیگی
عبادت کام آئیگی نہ طاعت کام آئیگی
کوئی یہ جبہہ سائی میرے لکھی کو مٹائیگی
نصیبون مین جو لکھی ہی برائی وہ نجائیگی
اگر رگڑونگا در پر کعبے کی نقشِ جبین برسون

ڈرایا یون وہ کھین پروانہ بنکر عین حکمت سے
نہین ہی کھیل کچھ پھندے مین پھنسا لینا شرارت سے
تلافی مین کرونگا تم ہو واقف میری عادت سے
اسیرِ دام گیسو دل ہوا تو یون بھی وحشت سے

نہ چھوڑونگا کبھی ہاتھون سے زلف عنبرین سون

بٹھایا ہی ہمین تقدیر نے شیشے مین ہم تھک کر
قیامت تک نہ اوٹھینگے اگر بیٹھا ہون سو کر
یہی چوکھٹ یہی سر ہے یہی کوچہ یہی بستر
اسی امید پر شاید کسی دن آؤ تم باہر
نہ جاینگے تمہارے در سے ہم گھر بھی کہین سون

قضا سر پہ ہمارے وقت کی ہی منتظر ہر دم
نکلتا ہی نہین تیری تمنا مین ہمارا دم
نہ مرتے مین نہ جیتے مین پڑے ہین کس بلا مین ہم
ترے کوچے مین ہی مدت سے ہم پر نزع کا عالم
گھڑی ساعت کا نقشہ ہمنے دیکھا ہی نہین سونا

کریگا داغ کے مانند ادب آداب کوئی بھی
وہی عاجز ہوا تو لا سکے گا تاب کوئی بھی
نگا رکھے گا زیر خنجر پر آب کوئی بھی
جفا سے اوسکی ٹھہریگا نہ اے نواب کوئی بھی
رہینگے دیکھ لینا گھر سے جانا تین ہمین برسون

مخمسہ برغزل خاقانی ہند سلطان الشعرا شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی اوستاد مصنف

آزاد مثل سرو تھے بستانیون مین ہم
افتادہ مثل خار بیابانیون مین ہم
وارستہ ہو کے پھنس گئے نادانیون مین ہم
پابند جون نشان مین پریشانیون مین ہم
یارب مین کسکی زلف کے زندانیون مین ہم

اولجھا ہوا ہون تصور خاطر نشستہ مین
سو پیچ ایک تار رگ جان خستہ مین
بندش شکستگی ہی دل فکر بستہ مین
ہوتی نہ یاد زلف تو خط شکستہ مین
لکھتے الف خطوط کی پیشانیون مین ہم

ہی وہ نظر فریب ترا حسن بے لقا
صل علی پکار اوٹھین شیخ و پارسا

ایمان کی یہ ہے نہو ایمان ہی بچا | ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سے بھی سوا

رکھدین تری شبیہ جو کنعانیون مین ہم

ہو امتحان سوز محبت تمھین فضول | چودہ طبق جو ہون گرہ تار کیا حصول

خورشید اس چراغ کا ادنی ہی ایک پھول | دوزخ بھی جاے نغرۂ بل من مزید بھول

لامین جواہ کو شرر افشانیون مین ہم

بھاگے دوائے عشق سے تاثیر کیطرح | تدبیر سے خلاف ہین تقدیر کیطرح

حلقے مین کب کسیکے رہے تیر کیطرح | زنجیر مین بھی نالۂ زنجیر کیطرح

جوش جنون سے رہتے ہین جولانیون مین ہم

بیتاب و خوفناک و سراسیمہ و تباہ | کیا کیا پھرے کھائے کہانتک کئے ہم آہ

دارالامان ہمارے لیے ہوگی دادخواہ | پائی نہ تیغ عشق سے تنے کہین پناہ

قرب حرم مین بھی تھے ہین قربانیون مین ہم

تیغ جفا کے ولیہ نہین ہین نشان کہین | کیا جانین چارہ گر نہین انکو گمان کہین

اور ہین جو چاک سینے کے ظاہر ہین ٹان کہین | سینے کی چاک سینے کی فرصت کہان کہین

مصروف زخم دل کی نمکسرانیون مین ہم

آنکھین اگر ہون خشک کلیجا تو تر رہے | اس اوس ہی سے پیاس تشنگی بجھا کرے

اب کیا ہے کہ مثل چراغ سحر رہے | نم بھی نہین جگر مین رہا اسقدر رہے

سرگرم سوز عشق کے مہانیون مین ہم

شارع کا قول کچھ ہو تو کہتا ہی کچھ حکیم | سچ یہ کہ ایک کی بھی نہین سواے مستقیم

ہم سے جو اوٹھ چھپے تو خدا اسکا ہی علیم | کیا جانین ہم زمانے کو حادث ہی یا قدیم

پھر ہو بلا سے اپنے کہ مین فنانیون مین ہم

ملتی جو موت چاہتے پروردگار سے
افسوس ہے کہ وقت گیا اختیار سے
ہی ہے یہ مر گئے قلق انتظار سے
کیون جی سکے کہ ہجر مین تھے ہوشیار سے

اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم

پھر اوٹھے ہاتھ جیب و گریبان کو ہو نوید
پھر نکلے پاؤن خار مغیلان کو ہو نوید
کہسار کو خوشی ہو بیابان کو ہو نوید
پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید

پھر ہین جنون کے سلسلہ جنبانیون مین ہم

زاہد کا خوف ہے نہ خطر خوش ہین ان دنون
پیتے ہین چھپکے شام و سحر خوش ہین ان دنون
ساغر کش خیال نظر خوش ہین ان دنون
پوشیدہ وان نگاہ کہین سرخوش ہین ان دنون

شرب الیہود کرتے ہین نصرانیون مین ہم

سر خفی جو خاک کے پتلے مین بھر دیا
کیا جانئین اوسکو جن و ملک ہے یہ بھید کیا
یان اہل معرفت کو بھی ملتا نہین پتا
مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا

جون خط سرنوشت ہین پیشانیون مین ہم

ہم کو ملی ہے قسمت تصویر آئینہ
حیرت ہے اپنی حیرت تصویر آئینہ
کچھ بولے کب ہے طاقت تصویر آئینہ
ہین آئنے مین صورت تصویر آئینہ

آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

کیا منت پری کی باد صبا راہبر نہو
کیا یون وصال گلشن و گلہا سے تر نہو
یہ حکم ہے صبا کو کوئی بار دوسرے پر نہو
بیم کدورت دل صیاد گر نہو

کیا کیا اوڑا مین خاک پرافشانیون مین ہم

گو فرق صبح شام ہی ظلمت کو نور سے
دونون کا ہی ظہور ہمارے ظہور سے
ہوجاے رات دو دل ناصبور سے
دکھلائین روز حشر کو ہین السطور سے
اپنے سیاہ نامے کی طولانیون مین ہم

کیا خاک سطر ہو داغ کے مانند راہ شوق
سارے جہان کی تیز رودن پہ ہی اوسکو فوق
زنجیر پانؤ مین ہی نہ گردن مین اپنے طوق
جا سکتے ضعف سے نہین کو چین اوسکے فوق
بہ جائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

خمسہ مصنف بر غزل خود

تھی پریشان انتظار سے آنکھ
نہین ملتی تھی ایک یار سے آنکھ
شکر ہی ہوگئی قرار سے آنکھ
لڑ گئی یار گلعذار سے آنکھ
اب نہین جھپتی ہزار سے آنکھ

توبہ کیا اور التجا کیسا
تاکنا جھانکنا ہمیشہ رہا
یہ نظر بازیان ہین سخت بلا
دید کا بھی ہی کیا برا لپکا
نہین رہتی ذرا قرار سے آنکھ

ٹپکی پڑتی ہی اک محبت سے
خود بخود چھا رہی ہی الفت سے
صاف ہی آئینے کی صورت سے
کچھ وہ حیرت سے کچھ وہ حسرت سے
خوب بنتی ہی انتظار سے آنکھ

جب مری قبر پر گذر کیجے
پھر تغافل نہ اسقدر کیجے
کام جو کیجے دیکھ کر کیجے
تو وہ ناوک نظر کیجے
کیون پھرائی مرے مزار سے آنکھ

یار ہی زود خشم و تیز مزاج — جسکے غصے سے ہو جہان تاراج
نظر آتا نہین کچھ اسکا علاج — اوسکو دیکھا ہی جو مکدر آج
بھر گئی سرمۂ غبار سے آنکھ

چار آنسو بھی جب بہائے ہین — دل کے ٹکڑے مژہ پر آئے ہین
عشق نے رنگ کیا دکھائے ہین — اشک خونین نے گل کھلائے ہین
آج آئی ہی کس بہار سے آنکھ

نگہ یار ہی غضب قاتل — اس بلا سے نجات ہی مشکل
جس کو دیکھا وہ ہو گیا بسمل — کیا بچے ناوک نظر سے دل
چوکتی ہی نہین شکار سے آنکھ

بزم مین کوئی انجمن آرا — مہربان ہو اگر تو کیا کہنا
دے وہ بھر بھر کے ساغر صہبا — دو بدو ہون ہی میکشی کا مزا
جام سے لب ملے تو یار سے آنکھ

اللہ اللہ رے نازکی دماغ — گل ہی گل سونگھتے مین باغ ہی باغ
ہو گیا عیش جاودان سے فراغ — نشہ تیرا اوتر گیا ہی و داغ
کھل گئی غفلت خمار سے آنکھ

خمسہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مغفور لکھنوی

پہلے تھا دخل یہ دشوار ترے کوچے مین — کہ صبا کو بھی نہ تھا بار ترے کوچے مین
اب تو ہی مجمع اغیار ترے کوچے مین — زور ہی گرمی بازار ترے کوچے مین
جمع ہین تیرے خریدار ترے کوچے مین

تو نے غرفے سے جو کچھ ہم کو دکھایا جھلکا | ہو گئے بیخود و بیہوش ہم ای ہوش ربا
اب کہاں جائیں کدھر جائیں ترے در کے سوا | دیکھکر تجکو قدم اوٹھ نہیں سکتا اپنا

بن گئے صورت دیوار ترے کوچے میں

ہے محبت بھی تری قہر خدا سخت عذاب | کر دیا ایک رلانے کو اسی نے بیتاب
کفر و اسلام ہوا دونوں گھروں میں نایاب | دیر ویران ہے ترے عہد میں کعبہ ہے خراب

جمع ہیں کافر و دیندار ترے کوچے میں

کیا خبر ہے تجھے کس حال میں ہوں کیا ہوں | جادۂ راہ کہ میں نقش قدم ہوں کیا ہوں
آسمان ٹوٹ پڑے مجھ پہ جو اوٹھنا چاہوں | پانوں پھیلائے زمین پر میں پڑا رہتا ہوں

صورت سایۂ دیوار ترے کوچے میں

خاک سے کتنے ہم آغوش پڑے رہتے ہیں | بیخود و غافل و خاموش پڑے رہتے ہیں
صورت بیکس و بیہوش پڑے رہتے ہیں | روز یاں سیکڑوں بیہوش پڑے رہتے ہیں

ہے مگر خانۂ خمار ترے کوچے میں

آرزو ہے دل بیتاب کی فریاد سنے | کہ ترے کان تک آواز ہماری پہونچے
پر جو اندیشہ ہے یہ بھی کوئی پہچان نہ لے | پاسبانوں کی طرح رات کو بیتابی سے

نالے ہم کرتے ہیں ای یار ترے کوچے میں

تھی نہ امید ہمیں ایسی فسوں سازی کی | لٹ نے تو چھوٹتے ہی ہم سے دغا بازی کی
ہائے کمبخت نے کیسی خلل اندازی کی | زور ہی عشق نے یہ تفرقہ پردازی کی

ہم ہیں زندہ نہیں دل زار ترے کوچے میں

شکل فرہاد جنوں پیشہ و مثل مجنوں | خاک برباد کرے میری نہ چرخ واژوں

بے اجازت تو رہون تا بقیامت ممنون
آرزو یہی جو مرون بھی تو یہین دفن بھی ہون

ہی جگہ تھوڑی سی درکار ترے کوچے مین

دوست دشمن مین سبھی تیری ادا پر مائل
خنجر رشک سے ہر ایک ہوا ہی بسمل
تمکو پروا نہین غمگین ہو کوئی خوش دل
گرہی مین ترے ابرو کے اشارے قاتل

آج کل چلتی ہی تلوار ترے کوچے مین

سب سے کہے اور سنے کیا ہو وفا کا اظہار
عار سننے سے تجھے ہی اوسے کہنا دشوار
داغ نے آج یہ دیکھا ہی کہ ہو کر ناچار
حال دل کہنے کی تاسح جو نہین پایا بار

پھینک آتا ہی وہ اشعار ترے کوچے مین

شہر آشوب

فلک زمین و ملائک جناب تھی دلی
بہشت و خلد سے بھی انتخاب تھی دلی
جواب کاہے کو تھا لاجواب تھی دلی
مگر خیال سے دیکھا تو خواب تھی دلی

پڑی ہین آنکھین وہان جو جگہ تھی نرگس کی
خبر نہین کہ اسے کھا گئی نظر کس کی

یہ شہر وہ ہی کہ انسان و جان کا دل تھا
یہ شہر وہ ہی کہ ہر قدردان کا دل تھا
یہ شہر وہ ہی کہ ہندوستان کا دل تھا
یہ شہر وہ ہی کہ سارے جہان کا دل تھا

رہی نہ آدھی یہان سنگ و خشت کی صورت
بنی ہوئی تھی جو سارے بہشت کی صورت

یہان کی شام تھی مانند صبح نورانی
یہان کے ذرے مین تھی مہر کی درخشانی
یہان کے سنگ سے تھا تیرہ لعل رمانی
یہان کی خاک سے ہوتا تھا آئینہ پانی

یہ شہر وہ ہے کہ سایا بھی نور تھا اسکا
چراغ رشک تجلی طور تھا اسکا

فلک تھا خوبی و حسن و جمال کا دشمن
صباح عشرت و شام وصال کا دشمن
عدوے اہل کمال اور کمال کا دشمن
غضب ہے اب تو ہوا جان و مال کا دشمن

یہ مفت بر جو تلاشی ہے نقد جان کے لیے
خضر بھی رو رہے ہین اب عمر جاودان کے لیے

خدا پرستون کا شیوہ جفا پرستی ہے
جو مال مست تھے اب اون کو فاقہ مستی ہے
بجاے ابر کرم مفلسی برستی ہے
تنگ جینے سے ہین ایسی تنگدستی ہے

غضب مین آئی رعیت بلا مین شہر آیا
یہ پر بنے نہین آئے خدا کا قہر آیا

زبان سے کہتے ہوئے آئے دین دین لعین
جو مانا دین کوئی تھا تو کوئی کہتا دین
وہ جانتے ہی نہ تھے چیز کیا ہے دین مبین
کیے ہین قتل زن اور بچے کیسے کیسے حسین

روا نہ تھا کسی مذہب مین جو وہ کام کیا
غرض وہ کام کیا کام ہی تمام کیا

عجیب سیر گل و گلستان نظر آئی
پڑین جدھر کو نگاہین خزان نظر آئی
جب اوٹھ گئے تازہ غنچگان نظر آئی
تو کوئی عیش کی صورت نہان نظر آئی

وہ گلرخان سمن رنگ کے قہقہے نہ رہے
وہ بلبلان خوش الحان کے چہچہے نہ رہے

فلک نے قہر و غضب تاک تاک کر ڈالا
تمام پردہ ناموس چاک کر ڈالا

یکایک ایک جہان کو ہلاک کر ڈالا | غرض کہ لاکھ کا گھر اوس نے خاک کر ڈالا

جبین مین ڈوب گئین جھائیان مہتاب کی تھین
چمن مین کانٹون مین جو پتیان گلاب کی تھین

کھلایا زہر ستمگر نے پان کے بدلے | پلایا خون جگر پیچوان کے بدلے
نصیب وار ہوئی ہی نشان کے بدلے | ملا نہ گور کا گڑھا بھی مکان کے بدلے

یہ دعوت فلک کینہ ساز تو دیکھو
پھر اوس پہ اس ستم آرا کے ناز تو دیکھو

زمین کے حال پہ اب آسمان روتا ہی | ہر اک فراق مکین مین مکان روتا ہی
گدا و شاہ ضعیف اور جوان روتا ہی | غرض یہان کے لیے اک جہان روتا ہی

جو کہیے جوشش طوفان نہین کہی جاتی
یہان تو نوح کی کشتی بھی ڈوب ہی جاتی

لہو کے چشمے مین چشم پر آب کی صورت | شکستہ کاسۂ سر ہین حباب کی صورت
لٹے مین گھر دل خانہ خراب کی صورت | کہان یہ حشر مین تو یہ عذاب کی صورت

زبان تیغ سے پرسش ہی داد خواہون کی
رسن ہی طوق ہی گردن ہی بیگناہون کی

یہ وہ جگہ ہی کہ عبرت پہ عبرت آتی ہی | یہ وہ جگہ ہی کہ حسرت پہ حسرت آتی ہی
یہ وہ جگہ ہی کہ آفت پہ آفت آتی ہی | یہ وہ جگہ ہی کہ شامت پہ شامت آتی ہی

یہ وہ جگہ ہی جہان بیکسی بھی ڈر ڈر جائے
یہ وہ جگہ ہی اجل خوف کھا کے مر جائے

بہ رنگ بوئے گل اہل چمن چمن سے چلے
غریب چھوڑ کے اپنا وطن وطن سے چلے
نہ پوچھو مُردوں کو بیچارے جس چلن سے چلے
قیامت آئی کہ مُردے نکل کفن سے چلے

مقام امن جو ڈھونڈھا تو راہ بھی نہ ملی
یہ قہر تھا کہ خدا سے پناہ بھی نہ ملی

جو تھی تو آفتِ کاکل سے زہر کی گرمی
جو تھی تو شعلہ نمدار ان شہر کی گرمی
نہ دیکھیں جو نگہ خشم و قہر کی گرمی
اٹھائیں ہائے وہ جلتی دوپہر کی گرمی

طپش سے ریگ بیابان بھی آفتاب ہوئی
زمین مگر کرۂ نار کا جواب ہوئی

جگہ جگہ تھے زمیندار دار کی صورت
چڑھے ہی آتے تھے سر پہ بخار کی صورت
بلا سے کم نہ تھی ہر اک گنوار کی صورت
چھپی نہ اون سے پر اہل دیار کی صورت

کسی جگہ جو کوئی ہو کے بے قرار آیا
تو اہل قریہ یہ بولے کہ لو شکار آیا

زبان جو بدلیں تو صورت بدل نہیں آتی
ملیں جو خاک بھی منہ پر تو مل نہیں آتی
کسی طرح کسی پہلو سے کل نہیں آتی
پکارتے ہیں اجل کو اجل نہیں آتی

جو سر کو پھوڑیں تو پتھر پرے سرکتے ہیں
جو لوٹیں کانٹوں پہ کانٹے الگ کھٹکتے ہیں

پیادہ پا ہوں رواں شہسوار صد افسوس
لہو کے گھونٹ پئیں بادہ خوار صد افسوس
ذلیل و خوار ہوں اہل وقار صد افسوس
ہزار حیف دل بیقرار صد افسوس

نہ جھکے ہیں بار الم سے تنے ہوئے کیسے

بگڑ گئے ہین یکایک بنے ہوے کیسے

بنا ہی خال سیہ رنگ مہ جمالون کا — دوتا ہوا ہی قدِ راست نونہالون کا
جو زور آہون کا لب پر تو شور نالون کا — عجیب حال دگرگون ہی دلّی والون کا

کوئی مراد جو چاہی حصول ہی نہ ہوئی
دعاے مرگ جو مانگی قبول ہی نہ ہوئی

غضب ہی بخت بد ایسے ہمارے ہوجائین — کہ لین جو لعل و گہر سنگ پارے ہوجائین
جو دانہ چاہین تو خرمن شرارے ہوجائین — جو مانگین پانی تو دریا کنارے ہوجائین

پیین جو آب بقا بھی تو زہر ہوجائے
جو چاہین رحمتِ باری تو قہر ہوجائے

جہاز ایسا تباہی مین آگیا اپنا — ملا نہ تختہ تری تک کہین پتا اپنا
رہا نہ آہ زمانے مین آشنا اپنا — بجز خدا کے نہین کوئی ناخدا اپنا

کسی سے ڈوبے ہوے ایسے کب نکلتے ہین
یہان سے حضرت الیاس بچکے چلتے ہین

یہی محاسبہ پرسش ہی نکتہ دانون کی — تلاش بہر سیاست ہی خوش زبانون کی
جو نوکری ہی تو اب یہ ہی نوجوانون کی — کہ حکم عام ہی بھرتی ہی قیدخانون کی

یہ اہلِ سیف نہ قلم کا ہو جبکہ حال تباہ
کمال کیون نہ پھرے دربدر کمال تباہ

کہان تک آہ کہون اسکا حال بربادی — کہان تک آہ کہون آسمان کی جلادی
کسی کو قیدِ محن سے نہین ہی آزادی — کہ داغ داغ ہی دل ہر کوئی ہی فریادی

الٰہی پھر اسے آباد و شاد دیکھیں ہم
الٰہی پھر اسے حسب مراد دیکھیں ہم

قصائد در مدح حضرت ظل سبحانی خلیفۂ رحمانی خادم حضرت ختمی پناہی حاجی حرمین شریفین مشیر قیصرۂ ہند جناب ہلال رکاب نواب کلب علی خان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس اعظم طبقۂ اعلای ستارۂ ہند دام ملکہم و اقبالہم

کہاں وہ عقدۂ لاحل کہاں وہ سخت دشواری — ہوئی پابند آزادی سے اب میری گرفتاری
ترقی پر مرا طالع بلندی پر مرا اختر — ہوئی معدوم میرے بخت واژوں کی نگونساری
تلافی ہوگئی حسرت کی عشرتہاے قسمت — مبدل ہوگئی آسانیوں سے میری دشواری
نہ آشفتہ دماغی ہی نہ وہ برہم مزاجی ہی — گئی میری پریشانی مٹی آشفتگی ساری
نہ وہ سر میں مرا سودا نہ وہ دل میں مرے وحشت — نہ وہ ٹکڑے کلیجے کے نہ وہ مژگان کی خونباری
شگفتہ دل مرا اتنا کہ جتنا تنگ دل غنچہ — مجھے وہ خواب راحت جسقدر نرگس کو بیداری
طبیعت میں مری ایسی نزاکت ہی لطافت ہے — کہ مضمون میان یار بھی زنجیر ہی بھاری
زمانے نے یکایک چھوڑ دی سب ظلم کی عادت — فلک نے یک قلم موقوف کی طرز ستمگاری
تہی دست ستم ہو کر فلک کا حال ایسا ہی — کہ جیسے خسرو محتاج کو ہو سخت ناچاری
ہنرمندوں کو ہی اپنے ہنر سے بہرہ وافی — طبیعت اہل ہمت کی کسی فن میں نہیں جاری
سیہ کاروں کا دل بھی ہی مثال مہر نورانی — کہ داغ تیرگی دھوتا ہی آب رحمت باری

دل عشاق کو معشوق اربالون سے لیتے ہین
وہ ہی لطف کے سودیکی جہانمین گرم بازاری

سرور بادہ عشرت سے میکش مست و بیخود ہین
اوٹھا کر طاق پر رندون نے رکھدی اپنی ہشیاری

کرے گر میکشی کو منع وہ اس دور عشرت مین
گرے شیخ کو دینی پڑی اولٹی گنہگاری

جراحت کے عوض راحت ہوئی اس دور مین پیدا
بنا مرہم دل افگاران غم کا چرخ زنگاری

زمانے کا جو بدلا رنگ تو اسکا یہ باعث ہی
ہوا ہی مسند آرا آج وہ فخر جہان داری

امیر المسلمین کلب علی خان خسرو دوران
وہ فیاض زمان جس سے ہی چشمہ فیض کا جاری

مہ اقبال و دولت آفتاب ثروت و شوکت
جہان جود و ہمت آفتاب عدل و دینداری

فریدون فر و رستم رزم و جم بزم و فلاطون عقل
سکندر جاہ و حاتم بذل و دارا سپہداری

لکھون اک مطلع دلچسپ ایسا جو حاضر مین
کہین احسنت سنکر جسکو سب اشخاص درباری

مطلع

ترے ابر کرم نے کی جو عالم مین گہرباری
تو آب گوہر خوش آب سے دریا ہوا جاری

بنا لبیک سکہ سیم و زر پر آج وہ دن ہی
حریم دل مین مفلس کے نہ بیٹھا داغ ناداری

زلال لطف کی تاثیر سے مٹجائے شور ایسا
یقین ہی اب نہ نکلے حشر تک بھی کنوان کہاری

ترا دل بادہ پندار سے خالی نظر آیا
جو ہی تو تشنہ عرفان ہی چشم شوقمین طاری

ہوا ہی خواب و بیداری کا عالم ایک صورت پر
تری شب کو سحر کیسے تری غفلت کو ہشیاری

جو وہ سے تھے ماہ کنعان تو ہی مہر عالم امکان
ہوا ہی تجھمین اور یوسف مین فرق خواب و بیداری

وہ تیرا عہد ہی علم و عمل سے شاد رہتے ہین
فقیہ و مفتی و صوفی و شیخ و حافظ و قاری

جہانمین امن کیا ہی کیا تری ظل حمایت سے
کہ اک عالم ہی امین اللہ ری نگہداری

کسی کا دل تو کیسا آنکھ بھی دکھتے نہین آتی
مٹائی عدل نے تیری یہانتک مردم آزاری

زر غنچہ اوڑالے تو صبا اوڑ کر کہان جائے — تری تحقیق سے ہو شمع کا بھی چہرہ فراری
نہ کیون ہو تیرے دست در لعل سے شادمان عالم — کرم کرنا تری عادت جفا سے تجھکو بیزاری
بگولا بھی ہوا ہے شکل گنبد بن کے قائم ہو — یہان تک گم ہوئی خانہ خرابی خانہ مسماری
ملی وزد حنا کو اندنون خدمت امینی کی — دل عشاق کی کرنی پڑی جسکو خبرداری
مقابل مین ترے خواہان ہزیمت ہو اگر دشمن — کرے زخمون سے تیری تیغ اوسکے تن پہ گلکاری
ترے ڈر سے عدو کے ہر رو پیہ سکے یون ہی آنسو — کہ جیسے چھٹے سطح سے خون بہ داو کی پچکاری
سمندر مین ہمیشہ ہون صدف ہائے گران گہر رسیدا — جو چمکے آتش قہر و غضب کی تیری چنگاری
تری محفل کا جو سامان ہے باقی نہین رکھتا — کھلین جمشید کی آنکھین اگر دیکھے یہ تیاری
تری بزم طرب انگیز و عشرت خیز ایسی ہے — تمنا جسکی کرتے ہین پری رویان فرخاری
یہ وہ سرکار عالی ہے کہ جس سے فیض پاتے ہین — بدخشانی و طہرانی و شیرازی و بلغاری
یہ وہ درگاہ والا جاہ ہے جسکی سلامی ہین — حجازی و عراقی رومی و چینی و تاتاری
سخن فہم و سخن گستر سخندان و سخن پرور — تجھی سے نظم کو رونق تجھی سے حسن نثاری
زبان کھولے نہ مثل شمع جلکر خاک ہو جائے — سنے سحبان وائل بھی اگر یہ طرز گفتاری
ترے پیل فلک رفعت کی شوکت پر یہ لازم ہے — ق — مشابہ کیجیے کہسار سے اوسکی گران باری
گرانباری ہے ایسی وہ سبک رفتار ہے ایسا — نفس کو جسطرح سینے مین حاصل ہو سبکساری
ترے اسپ پری پیکر کی چالاکی کا کیا کہنا — ق — نہین آتی تصور مین بھی جسکی تیز رفتاری
وہ پہنچے اسطرح اک جست مین مشرق سے مغرب تک — کہ جیسے آہ عاشق ہو رسا تا چرخ زنگاری
مرا کیا منہ جو تیری مدح پوری ہو سکے مجھسے — کہ تیرا وصف بیحد اور میری طبع ہے عاری
ہنر آیا نہ مجھکو کوئی اور آیا تو یہ آیا — مرا ہے کام ناکامی مرا ہے کار بیکاری

تیرے الطاف بے پایان ہین منفعل ہون مین
نہین ہوتا ادا مجھ سے ترا حق نمک خواری

مگر ہان اس سہارے پر گذر جائے گذر جائے
ترا شیوہ کرم کرنا مری خصلت خطا داری

سراپا وصف ہی تو وصف تیرا دائم کیا لکھے
دعا پر ختم کرتا ہی قصیدے کو بناچاری

رہین جبتک الٰہی مہر و ماہ و کوکب و اختر
رہے جبتک الٰہی اس زمین پر چرخ زنگاری

ہمیشہ خیر خواہون کو تو عیش جاودانی ہو
ترے بدخواہ کو حاصل ہمیشہ ذلت و خواری

رہے تلوار تیری ہر گھڑی خون دل اعدا
ترا خنجر کرے دائم ترے دشمن کی خونخواری

دعا اٹھون پہر ہی ہفت اقلیم آئے قبضے مین
ترے قلعے کی ٹھہری ربع مسکون چار دیواری

ایضاً

ہی روز جشن کیون نکرے روزگار عیش
ایک ایک قدم کے بدلے ہین سو سو ہزار عیش

رنگین نشاط سے ہی سپید و سیاہ دہر
ہی ابلق زمانہ پہ گویا سوار عیش

اس غمکدے کو چرخ نے عشرتکدہ کیا
اب دیکھیے دکھائے گا کیا کیا بہار عیش

سارے اسیر درد و الم غم سے چھٹ گئے
طوق گلو کے بدلے گلے کا ہی ہار عیش

اہل زمین کو زیر فلک جوشش نشاط
آسودگان خاک کو زیر مزار عیش

اللہ رے اسکی گرمی ہنگامہ سرور
کیا کیا نکالتا ہی دلون کا بخار عیش

رحمت سے حق کے دور نہین جنتی کی طرح
گر آج دوزخی کو ملین بیشمار عیش

لکھا کسی نے بھول کے گر کوئی حرف غم
نکلا زبان خامہ سے بے اختیار عیش

لانے لگا نہال محبت گل مراد
بنتا ہی نخل غم کے لیے برگ و بار عیش

ہر مردہ دل کے واسطے آب حیات ہی
دھوتا ہی دل سے تیرہ دلونکے غبار عیش

دام خوشی مین سب کو گرفتار کر لیا
کرتا ہی غمزدون کے دلونکا شکار عیش

جوش نشاط و فرط خوشی سے عجب نہین — آخر کو غمزدون کے دلون پر ہو بار عیش

دیکھا جو مین نے حال زمانے کا اسطرح — یعنے کہ اک جہان کا ہوا کاروبار عیش

حیران ہوا کہ بار خدایا یہ ماجرا ہی کیا — دیتا ہی کس کو یہ فلک کینہ کار عیش

مجھسے کہا یہ دل نے کہ حیران ہی کس لیے — دنیا مین ہین ہزار طرح کے ہزار عیش

یہ بھی کوئی گھڑی تھی خوشی کی کہ آگئی — غم اوڑ گیا جہان سے ہوا غمگسار عیش

تو غمزدہ ہی آپ سے نادان کسلیے — کر تو بھی خوب عیش جو ہو سازگار عیش

گذرے جو دم خوشی سے تو غافل گذار دے — ہوتا ہی کس کے واسطے یان بار بار عیش

گر عیش ہو نصیب تو بندہ ہو عیش کا — خصلت تیری نشاط ہو تیرا شعار عیش

گر بس چلے تو ہاتھ سے مینائے می نرکھ — جی بھر کے خوب پی کہ جو ہو خوشگوار عیش

ٹھہرے جو کوئی دم تو غنیمت اسے سمجھ — عاشق کے دل کیطرح سے ہی بیقرار عیش

ڈر انقلاب دہر سے کر غم سے اجتناب — غم لے دور پھینک کے کر استوار عیش

یہ دوستی کرے تو اسی کی ہی دوستی — گر دوستدار ہی تو ترا دوستدار عیش

لیکن بشر کو چاہیے انجام کا خیال — اس پر رہے نظر کہ ہی ناپایدار عیش

غم بھی خوشی کے ساتھ ہی انسان کے واسطے — اس پر نہ بھول تو کہ ہوا خوب یار عیش

معشوق و بادہ سیر چمن بزم دوستان — دنیا مین چار دن کے لیے ہین یہ چار عیش

تکیہ نکر تو اس پہ کہ دائم رہون گا شاد — یہ عیش چار دن کا ہی بے اعتبار عیش

تدبیر کوئی چاہیے عیش دوام کی — تقدیر سے نصیب ہون تجکو ہزار عیش

کر مدح اوس رئیس ذوالاقتدار کی — جسکی ثنا سے ہون تجھے اب سازگار عیش

جمشید عصر کلب علیخان فلک جناب — ہوتا ہی جسکی ذات سے صاحب وقار عیش

مطلع وہ لکھ کہ جسمین بندھے سر بسر سرور | ٹپکے ہر ایک لفظ سے بے اختیار عیش

مطلع

ہین دست بستہ واسطے تیرے ہزار عیش | تیری خوشی مین مطلع تو خدمت گذار عیش
اللہ ری تیری نشہ کی سرشاری سرور | جسکا اوتار عیش ہے جسکا خمار عیش
ٹھہرا ازل سے تا بہ ابد تیرے واسطے | کرتا ہے ورنہ چار گھڑی کب قرار عیش
مرہم پذیر عہد مین تیرے ہوا تمام | جمشید کے زمانے مین تھا دلفگار عیش
دیکھا جو آنکھ اوٹھا کے تو آئی نظر خوشی | ہے تیرے روے صاف کا آئینہ دار عیش
ہے روشنی جہان مین نشاط و سرور کی | چمکا ہے تیرے عہد مین خورشید وار عیش
آکر ترے زمانے مین اوسکے کھلے نصیب | مدت سے کھینچتا تھا پڑا انتظار عیش
کیا خانقاہ و میکدہ عشرت کدے ہین سب | صوفی کرین خوشی تو کرین بادہ خوار عیش
ہے رنگ رنگ عیش مگر تیرے عہد مین | ہے رند گر کہین کہین پرہیزگار عیش
تیری زبان ہلی کہ جہان ہو گیا نہال | رہتا ہے تیرے حکم کا امیدوار عیش
اسکا کہین نشان تو کیا نام ہی نہ تھا | تو نے کیا ظہور ہوا آشکار عیش
پوری پڑے نہ محفل جمشید مین کبھی | جبتک نہ تیری بزم سے لے مستعار عیش
رہنا بہشتیون کو ہو جنت مین اک عذاب | گر خلد سے ہو بزم کا تیری دوچار عیش
مست شراب عیش ہین سب تیری بزم مین | اک ہوشیار ہے تو بہت ہوشیار عیش
جز عیش کسکو بار تری بارگاہ مین | ہے عیش ہی کے واسطے لوٹے بہار عیش
شمع جمال پر ترے پروانہ ہے خوشی | جام نشاط ہی سے ترے بادہ خوار عیش
آہو ہے شیر عہد مین تیرے پلنگ پر | صحراسے وحشیون کو ہے تا کوہسار عیش

جمشید کی جبین پہ یہ خط ہو کے مٹ گیا
ہان قصر خوش نگار کا نقش و نگار عیش

تو تلخ بھی سنائے تو یون جی کو لطف آئے
جیسے شراب تلخ سے ہو خوشگوار عیش

کیا تیری بزم عیش کی کیفیتین لکھون
جس جا ہو بیحساب خوشی بیشمار عیش

گر ہی خوشی رفیق تو ہمدم ترا نشاط
گر دوست خورمی ہی تو یارون کا یار عیش

دن عیش رات عیش سحر عیش شام عیش
کہ دوستدار عیش کہے غمگسار عیش

ہی لاکھ لاکھ جان سے صدقے ترے خوشی
ہی لاکھ لاکھ جان سے تجھپر نثار عیش

آرام کیون رہے نہ رعیت کو بیشمار
سرکار مین حضور کے ہی اہلکار عیش

کرتا ہون اب دعا پہ قصیدے کو ختم مین
شاید کہ اس دعا سے ہو میرا بھی یار عیش

پھولین پھلین نہ عیش مین بھی تیرے مدعی
ہو تیرے دشمنون کے کلیجے مین خار عیش

جلتے ہین تیری عیش سے از بس بہت حسود
بنتا ہی انکی جان کو برق و شرار عیش

پھٹکے نہ پاس جیسے ترے دوستون کے رنج
یون تیرے دشمنون سے کرے زینہار عیش

جبتک رہے جہان مین یارب خوشی کی دھوم
جبتک خوشی کے ساتھ رہے نامدار عیش

جبتک رہے زمانہ الٰہی پئے نشاط
جبتک ہو روزگار رہے روزگار عیش

جبتک ہی آسمان کے لیے گردش سعید
جبتک اس آسمان سے کرین بختیار عیش

جبتک رہے یہ باغ جہان اک بہار پر
جبتک کرے ہزار چمن مین ہزار عیش

یارب رہے ہمیشہ ہم آغوش عیش سے
تو ہمکنار عیش ترا ہمکنار عیش

یہ داغ مدح خوان ہی نمکخوار و جان نثار
ہون اسکو اک نگاہ سے تیری ہزار عیش

قطعۂ تاریخ تشریف آوری جناب مستطاب نواب محمد یوسف علی خان صاحب

بہادر فردوس مکان تاب ثراہ از کلکتہ

کیا ولیعہد اور نواب آئے آج — برج صد حشمت سے دو کوکب آئے
دو مسیحا آئے بہر درد ہجر — خاطر طالب سے دو مطلب آئے
دو قمر اکبار آئے ہین نظر — تھا زبانون پر یہی جس شب آئے
تم وہ اس آمد کا ہی سامان زیست — جان مین جان آئی گویا جب آئے
بہر استقبال مین پونہچا مگر — کون جانے کون آئے کب آئے
گوش بر آواز و لب پر ہے دعا — ہمکو سنوا دے کہین یارب آئے
دیکھکر گرد سواری یک بیک — منتظر یون بول اوٹھے سب آئے
ایک کی تھی ایک سے تکرار یہ — سیر اجذب شوق لایا جب آئے
داغ نے بھی پیشکش تاریخ کی — شان و شوکت جاہ و اقبال اب آئے ۱۲۸۱

تعریف جشن بیاہ جاہ دام ملکہ ۱۲۸۲ ھ
تہنیت جشن نایاب ۱۲۸۲ ھ

بھر کر شراب صباحت پلا آج جام مین — ساقی ہی انجمن کی زبان پر ترانہ آج ۱۲۸۲
رنگین بدل زمانہ تعجب نہین گر اب ۱۲۸۲ — شادی کا زہرہ رنگ سے شادیانہ آج ۱۲۸۲
پریون کا جمگھٹا ور حسینونکا جلسہ ہی ۱۲۸۲ — کیا ایک رنگ پر ہی جشن شہانہ آج ۱۲۸۲
فانوس جھاڑ آئینے تصویر لیمپ بھی ۱۲۸۲ — چمکا ہی بزم جشن سے دیوان خانہ آج ۱۲۸۲
سارا ہی جلوہ کلب علیخان کے دم سے آج ۱۲۸۲ — عہد سرور آج ہی جشن شہانہ آج ۱۲۸۲
آفاق کیا سخا و کرم سے کیا بحال ۱۲۸۲ — حاتم کا کیا مٹایا جہان سے فسانہ آج ۱۲۸۲

یہ سروری کہ داد و دہش اسقدر کہ بس
کیا کیا دیا ہی دولت و مال و خزانہ آج

پیدا کہاں ہی لعل خوش آب آج کوہ مین ١٢٨٢
کیتا رہا صدف مین نہ گوہر کا دانہ آج ١٢٨٢

سہیم ہی سجدہ ریز نہان فرق فرقدان ١٢٨٢
کیا کیا ہوا بلند ترا آستانہ آج ١٢٨٢

کچھ سہم کے نہیب سے تھرائے شکل سید ١٢٨٢
جھکے جو مدعی پہ ترا تازیانہ آج ١٢٨٢

معج عطا سے پاس ہوا خواہ شادمان ١٢٨٢
حاسد کا دم ہی تن سے ہو بیشک روانہ آج ١٢٨٢

تمت داغ مدح سنج مداح نواب بالخیر

از نتائج افکار در بار جناب نواب ضیاء الدین احمد خان صاحب بہادر متخلص بہ نیر درخشان دہلوی

نازم آن نخلبند معنی را
در خوشبوی عطر بیز دماغ
سخنی نغز از دلش ریزان
صفحۂ خاطرش خفتن ارماغ
ہر گہ از طبع تازہ اش دلخواہ
زد بدلہا جدید سکۂ داغ

کہ بیاراست از سخن صد باغ
اوج نازک خیالی او را
چون می ناب از کنار ایاغ
جمع کردہ کلام روشن خویش
للہ الحمد دست داد فراغ
ساخت این قطعہ نیر از دہلی

گل رنگین باغ دل افروز
باید آن سوی عرش جست سراغ
کردہ مشکین غزال مضمون صید
کہ شبستان فکر راست چراغ
سال ختمش بخوان کہ این دیوان
نزد نواب میرزا البلاغ

تقریظ ریختۂ کلک گوہر سلک معنی نگار سید نور الحسن خان بہادر متخلص بہ کلیم خلف الصدق نواب امیر الملک والاجاہ مولوی سید محمد صدیق حسن خان بہادر فرمان روای ریاست بہوپال

ذوقی ست ہمدمی بفغان بلکہ زمزم رشک
خار رہست بپای حریفان [illegible]

بنام ایزد این گرامی نامه که پاک نظران آن تذکره و کم نگاهان تبصره وقت ست جلوه فراموش آید
پیکی هم از تصورش در آغوش نقش پا گوشه گزین ست و برید تصور از خیالش در کنار
واماندگی خلوت نشین سخن شناسی میداند که اکنون کار اردو از کجا تا کجا کشید و فرق ریخته
از کدام رتبه بکدام مرتبت رسید لهجه دری در اوصافش الکن ست و زبان پهلوی در حسن
بی سخن آری اردو را در کسوت دری و ریخته را در لباس پارسی جلوه دادن اگر اعجاز نیست
کم از سحر نخواهد بود معنی رسائی که نکته فهمی شان با انصاف هم آغوشی ست و هنر شناسی
شان بقدردانی هم دوش هم از طرز سخن آگاه اند و هم در کشور کمال خداوند دستگاه اگر
در مدح این شاهد دلپسند زبان سخن سرا را با حرف مبالغه آشنا نکنند و غلو و اغراق را
بکار نفرمایند و حرف راستین و بیان واقعی بر زبان آرند کم ازین نخواهند گفت که سحر
معجز نظام و سخن هم پایه الهام ست پایه اردو در چه پستی بود داغ سخن سنج به کجا رسانیده
و پیش ازین این زبان چه بود مصنف معنی آفرین چه گردانید با این لطف سخن علو مضامین
و بلندی چه قدر عالی پایه است و با این بلندی پایه گنجینه قدرت چه قدر پر سرمایه است
هرگاه بحر سخن پر جوش و نهر معنی پر خروش میگردد حسرت انصاف دل می شکند و تمنای
قدردانی ناخن بدل می زند درین زمانه که نوای بلبل از صدای زاغ ندانند و نقش
پال تدرو از خط پای کلاغ نشناسند به نغمه طرازی نوحه می زیبد و بر سخن پردازی
افسوس می رسد هان ای کلیم هرزه درای ازین دراز نفسی بپاسائی تا نهای پاستانیان
نیز ازین شکوه ها لبریز و دلهای پیشینیان هم از ناقدردانیها شکایت خیز می بینم یا رب
این باده هنر مستی را درخشان ایاغ یعنی دیوان داغ بعد از آنکه بکالبد طبع ریخته آید
با سخن میر و مرزا هم آوازه و با دیوان استاد ذوق هم شیرازه باد و فقط

تقریظ دلپذیر از فکر عالی افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان صاحب متخلص به شهیر سلمه الله القدیر ملازم سرکار دار الاقبال بهوپال

دل شهیر نه منت کشش فراغ آمد
خوشم بعشق اگر درد رفت و داغ آمد

امروز فکر مایه فروشی از افراط و تفریطی آساید و اندیشه مبالغه پسند وضع راستی می تراشد رعنا خرامان چمن طلب اگل دستار آگهی باد که در زمان باستان حال زبان هندوستان بآن طعام نوترکیب مانا بود که ناواقفانی چند از اشیای مختلفه بهم رسانند چون از مقدار اشیا خبر ندارند و از کیفیت اختلاف اجزا آگاه نباشند هر آینه آن طعام بیمزه و مذاق نا آشنا خواهد بود چو آن ترکیب بارها اتفاق افتد و در هر بار کمی و بیشی اجزا العمل آید قوت ممیزه از طعم سابق و مزه حال آن نتیجه معتدل حاصل نماید که بهتر از آن متصور نباشد همچنان این زبان اردو روز بروز تصرفهای مطبوع گرفت و در هر زمانه این شاهد دلفریب زیور تازه آرایش یافت کلام سابقین پیش نظر باید داشت و بچشم انصاف باید دید که در سابق و لاحق چه قدر تفاوت جلوه گرست حسن این زبان در زمانه ولی که از کهنه نوایان ست چه بود و در عهد سودا و میر چه شد با اینهمه ادراک کافی و تمیز وافی بران تقطیع هم قناعت نکرده و در فکر دیگر افتاد آری همت بهیچ مرتبه راضی نمیشود چون فصاحت را نیز با زبان خویش در هر زمانه اعتبار دیگر باشد بسا الفاظ ست که زبان زد خواص گذشتگان و پسندیده بالغ خردان باستان بود و گروه پرشکوه متاخرین از انکه نامانوس ارباب این زمان ست یا از انکه باعتبار واقع گران ست بعضی ازان الفاظ را ترک فرموده و بعضی ازان الفاظ متصرف شد طنطنه کوس فصاحت بگوش ملایک رسید و غلغله هنگامه بلاغت بر فلک بلند شد

مگر آئینه بود که جلای دیگر پذیرفت یا گوهری که صفای تازه یافت بالغ رسانان از هر طرف بساط هستی خرامان شدند و روشن نفسان از هر سو بعرصهٔ وجود آمدند بلند نامیهای این معنی شناسان آوازهٔ سابقین پست فرمود و زمزمه های این بهار نوایان انصاف پرستان را مست کرد و هر چند خوان افاضت منعم بی منت فراخ و هر گرسنه چشم را بران دست هوس دراز است لیکن چون در خواص و عوام تفاوت مراتب جلوه نماست تربیت خوان سالار نعمای فیض بسوی نازک طبعان شاهجهان آباد بشکل خاص معطوف است و توجه خاصی در شان این خوش خیالان بطرز دگر مصروف ست اگر از مدح بعضی نغمه طرازان عندلیب گفتار این بزم دلگشا یک دو زمزمه در نوازش آید از قانون مقام شناسی خارج نیست نمک چش مائدهٔ معانی و بیان حافظ عبدالرحمن خان احسان خوان سخن را چنان آراست که حسن نمکین ملاحت را ازان بعبارت داده و ادای شیرین حلاوت را ازان استعاره خواست صاحب گفتار دلپذیر شاه نصیر تشبیه و استعاره را آن رتبهٔ اعجاز بخشید که از تشبیه لب برگ گل را بگفتار آورد و از استعاره قامت سرو را خرامان و پیشاهد کمال را افسون فخر الشعرا ممنون بآن لطافت سخن و صفای کلام بگذشت که نقش سطرش سلک گوهر بی بها صفحهٔ کاغذش آئینهٔ گیتی نماست ولی نعمت ارباب شوق خاقانی هند ذوق غزل را بان بلندی نوشت و قصیده را بدان مرتبه نگاشت که حسن خریان را شانی رفیع داد و پایهٔ ممدوح بآسمان برداشت هم جاه صائب مطالب مولانا غالب که کلامش نهایت ابتدای کمال سخنش آنسوی هر وهم و خیال ست کالبد لفظ و معنی را جان حکیم محمد مومن خان که سخن را بآسمان برد و پای فکر از عرش فرو ننهاد و اگر امروز میخواهند که بادهٔ ادای آن جادو بیانان مهمان کیفیات متغایره بیک جا گشتند جرعه در جام دیوان داغ نتوان خورد و اگر برانند که نقدهای روش آن سحر نوایان بهمان سکه های

شقاوته از جامی ربایند غیر از کیسهٔ داغ سیر بضاعت نتوان برد اگر فصاحت کلام اینست که بر الفاظی که از ان تلفظ گرانی بهم رسد مشتمل نباید و کلماتیکه از ان فهم معنی دشوار گردد مرکب نباشد خاص این دیوان ست اگر فصاحت متکلم همین ست که هرجا کشاده سخن درست مخارج باشد و بر بیان مقصود خویش بالفاظ فصیحه قدرت بهم رساند از آن این جاده و بیان تعقید لفظی که از تقدیم الفاظ یا تاخیر الفاظ یا حذف الفاظ فهم معنی مراورا دشوار سازد در کلامش نه بینی و تعقید معنوی که بعد لوازم و خفای قرائن ذهن را بسوی مقصود منتقل نماید در دیوانش نیابی تا گلهای نخل فصاحت که دست نشان این باغبان گلزار هنر باشد تعجب را نشاید و سیرابی های چمن بلاغت که پرورده چنین نخلبند گلشن کمال آید شگفت نه ار دو احباب در وصف این دیوان اوراق سیاه کردند و در مدح این دیوان قصری گرد آوردند کسی راه اطرا در رفت و کسی دامان اغراق گرفت منهم که در راه راستی تا ختم جز بعرض حقائق و بیان واقع سر و اختم المختصر این دیوان نگارستی واین داغ دلنشین یارب این داغ باوستادی ترانه دو دیوانش پذیرائی افسانه باد

دیوان فصیح بی‌نظیر داغ	در انجمن سخن چراغ ست	سودای خیال را سر آمد	صهبای کمال را ایاغ ست
نغمهٔ عندلیب پیشش	مکروه‌تر از صدای زاغ ست	چون باده آمد از خم طبع	آهنگ رسیدن دماغ ست
بلبل‌فشان این چمن را	دلها ز نویدش باغ باغ ست	تاریخ گزار شهیر راهی	یکدل جا هزار داغ ست
			١٢٩٩ھ

تقریظ نتیجهٔ فکر آسمان پیوند لطائف مضامین رفیع سرمش منشی گنج منوهر لال صاحب فرش‌بخشی خاص نواب مستطاب جناب سلطان جهان بیگم صاحبه ولیعهد ریاست بهوپال تلمیذ افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان شهیر ملازم ریاست بهوپال

این داغ دل فزودم چراغ کیست | وین چشم غوطه شده در خون ایاغ کیست | در راه انتظار سفید ست دیده ها

تا شور پیشه تو نمک سای داغ کیست | امروز دگر صحبت سر با جنون در گرفت و داغ دل تازه اوش خون

از سر گرفت سر بصحرا دادگان سودای کوی دلبر را پا آبله کردن و آن را بنوک خار زدن دائما آرزو و جان بهوای جانان باختگان را از شعلهٔ دشنه بر جگر زدن و بر سرش نمکدانها شکستن فرصتی کو

عشق در سینهٔ من لاله ستانها دارد | دل ز خون گشته ز داغ تو نشانها دارد | هرکس چه نقش کرد دله پیمان شکنی

دل مسکین تو فاعی گمانها دارد | ذاتی که سبزان هندی از حسن ملیح نمکدانها برداشته اند چه جراحت

دل فگارم و ازین نوشین لبان سمرقندی که بی نمک افتاده اند چون داغ بر دارم و عضا من ترک این بتان صندل بجبین مالیده و دل و شکیب من ازین صنمان سرمه در چشم کشیده و حسن بالیده

اگرچه در سینه صد آتشکده آتش دارم | لله الحمد که با سوزش دل خوش دارم

شور سودا ز سر سودا زده تا حشر برون | پیچ و تابی که ازان طرهٔ دلکش دارم

کاش اگر یک نگاه بر جمال خرد فریب شان نگری و از جا نروی آنگاه پندارم که مردی و اگر یک نظر بر جلوهٔ دلبند زهره بای آنها دیده کشائی و دل از دست ندهی آنگاه انگارم که جوهر مردی را چه سرزنش یک شهر مسلمانان نیم بسمل کرشمه های نرگس کافر کیش و من کیستم یک جهان خدا پرستان

در حسرت چاشنی بوسهٔ لعل شکر نیش | بحر خون شور قیامت نفس شعله فشان

در کدامین دل ازان لعل شکر خاست که نیست | شور آشفتگی و شیدا سرگردانی

در کدامین سر ازان زلف چلیپاست که نیست | ز آنها نظارهٔ حور و غلمان ترا مبارک من

ربودهٔ حسن سبزان شیرین کریم از دلدادگان شان حضرت داغ ست و جنت فردوس بهوا ارزانی خوش کردهٔ من آن کوی روکش مینوی ست که از جاروب کشانش هر رنگ بهشتش فراغ ست

آتشکده در جگر سوخته دارم | دوزخ بدل از نالهٔ برافروخته دارم

زان حسن گلوسوز که بیاساخته دارم ‌ ‌ ‌ زان شعلهٔ قامت که برافراخته دارم

زهی داغ که از خون گرمی عشق چندان داغها بر دل سوخته که خود داغ گردیده و چنان کباب شعلهٔ حسن نمکین آمده که رائحهٔ جگرسوختگی بدماغ رسیده خورشید که گرمی تابش و مغز در سر بگداز آرد چیست عکسی از آئینهٔ داغ او پروانه که خود را بر شمع زند چه لالهٔ تفسیده جگر از باغ او اگر دلش آتش خانهٔ سوز محبت نیست این همه شعله تراشی نفس گرم آوازه چیست و اگر سینه فسرده آتش خسته بر نوک نشتری این پایه خون چکانی آه سرد از کیست

داغ اندر رخسار تو ای رشک چمنها ‌ ‌ ‌ چون لالهٔ شهیدان سمن زار کفنها

خون در جگر نافهٔ دل چون نشود خشک ‌ ‌ ‌ در هر شکن زلف تو افتاده ختنها

ای آنکه سخنم را دپنداری آذرکده سوز و گدازش دریاب خود دریابی که چه شرر باری سوز درون ست و تو که بجد یشم باور نداری سوی شقایقستان داغ و در وش بشتاب تا پنداری که تا سوز جگر را چه جوشا جوش خون ست الله الله چه آتشکده ها در سر گداز داده باشد تا این پایه جگر تاب از سر بیرون نهاده باشد از ینجاست که هر نکته اش شعله پوش ست و هر حرفش اخگر فروش اگر دل را الماس تراش عشق کسی خراشیده زود در یابی که هر لفظش از خراش دل نشانی ست و اگر جگرت در آتشدان صحبت شعله روئی گداخته زود بشناسی که سخنش گداز جگر را ترجمانی

بگلشن غنچه یاد از لب خندان میدهد ما را ‌ ‌ ‌ نشانی سرو از بالا بلندان میدهد ما را

نگردان غنچه لب در تبسم هر چند کوتاهی ‌ ‌ ‌ خراب نرگسش ساغر و چندان میدهد ما را

اسیر پیچ و تاب موج اشک آلوده مژگانم ‌ ‌ ‌ قریب سنبل گیسو کمند آن میدهد ما را

بدشت از جلوه های لاله داغم تازه میگردد ‌ ‌ ‌ که یاد از سینه های دردمندان میدهد ما را

آری صاعقه ایست از سحاب عشق بر خرمن دل که ریخته پاک سوخته و شستی ست که از

شهیدستان محبت در شب تاریکیده درون که تافته شکیمش افروخته از خونابه ریزی زخم دل صد چاک
شنگرف لاله زاری آورده اند قدر انداختی بهار رنگینش در پایه از پرتو افگنی داغهای سینه
سوزناک طرفه چراغانی کرده اند و می به خاطر من کیفیت آب و تاب افروختگیش بنگر

چراغان کرده ام از داغ دل ویرانهٔ خود را / که چون پروانه در رقص آورم دیوانهٔ خود را
فروغ شمع من خاصیت بال هما دارد / مرصع پوش در محفل کند پروانهٔ خود را

بلا که داغ را پایه از درد فراتر نهاده اند و آتش را از دود میتیاز می داده چه در راه داغ خیره و نه داغ
از درد و درد لازم داغ است نه داغ لازم درد و شادم از دردمندی که با داغ پیوند کرده ها
در دل انگیخته و دو غم از کسی که با درد گرائیده که کاری از دو نیزه خیره دیان دهان درد چه درد میبرد
که سخن سنجی ست باستانی از کهنگی کلامش از پا به دلپذیری افتاده و داغ چه داغ همین
داغ است که تازه ترانه و لکش او بستان گل جدید لذیذ مذاق اهل درد را از چاشنی

لذت دردمندی الهی داده / آب حیات در رقم شگفته اوست / زخضر خامه زنده جاوید نام اوست
یا لذت است کام جگرهای سوخته / از شور عشق تا نمکی در کلام اوست / هر نقطه چو خال لب یار مشکبوست
این نامه را ز هوش قلم خوشخرام اوست / از باده کهن سخن تازه خوشتر است / پیمانه لفظ معنی رنگین مدام اوست

چه ذوق آموزگار داغ ست بلی آموزگارش داغ شکرستان اوست مصر مصر شکر در بارش
از این است که نوایش هم نوای ذوق است و ولوله افزای ارباب شوق هر دو کاوش و گی
کشور نازک خیالی و نغزش ادائی اند و دارا و اسکندر قلمرو وابندی و سخن سرائی چون ست
که ذوق را خاقانی هند گفته اند و از چیست که داغ را قاآنی نخوانند ای پایه شناسان
تا امروز خاقانی رفت رفته از این بیش نه نا را بدین مهر خواهش میتوان خواند و نام
اصلش چه ادب ... شاهان ... اند ... شد که سر بر باجاه و فر نواب شمس الدین احمد خان

مینو نشیمن الٰہی فیروزپور را پوریست روشن گہر والاشان و ازینکه میرزاده آمده و شناس جهان ست به نواب میرزا خان اگر پدر سپهر سروری را مهر نیم روز بود پسر اوج مهی را ماه نیم ماه ست و اگر شمس الافلاک جواهر نگار مرصع اورنگ بود میرزا را مهر درخشان زرین کلاه ای توش منکار ز درازی سخن هندیشیده سرود خوانم ازین ست که گلبن مهرش راغائبانه بلبل خوش الحانم آری داغ در عشق گلرخان داغها بر دل برداشته و من قدمهای او و او دلداده تازه و انداز دلبران آمده و من کشته کرشمه ادای روان افزای او

زبس داغ تو در هم چیده ام در سینه سوزان	چراغ اهل دل روشن شد از کاشانه ام امشب

او و داغهای نهانی خود را که به دیوان داغ نام برآورد و در پیکر حرف و لفظ جلوه داد تا دریابند که برشته جگر آتش عشق کسی است و من گلهای داغ خود را که غائبانه در محبت او بر دستار دل زده ام در نورد این رشتهٔ دلپذیر رقم فرو پیچیدم تا آشنا سند که شمیم گلکدهٔ تا آتش او در دماغم بسی ست

تاب جدائی ندارم روی بر خاک دری دارم	لب خشکی پی دریوزه چشم تری دارم
سزد در مجلس تفسیده جانان گر شوم حاضر	بهر داغ او در گرم خوی مجمری دارم

یارب چنانکه جوشش خون مایهٔ الفت در دل داغ ست این نگاشته که به خون دل نگار بسته آمد میان نوش درد ساز و داغ دلنواز واسطهٔ افزونی مواد مهر و محبت شود و او و ز افشان که نیاز بلبل مقبول بارگاه تازه گل آمده نیاز این گدای در محبت پذیرائی تازه التفات آن شاه سریر لطف و عنایت باد

تقریظ از نتائج طبع مضمون خیز مولوی محمد عبد الله صاحب جالیسری متخلص به راسخ

ای آنکه ز جودت طبیعت | از ماه گرفته تا بماهی | در شهر زبان تو شهریاری
در ملک سخن سخن پناهی | اقلیم سخن بقبضهٔ تو | از تست اوامر و نواهی
تو گوهر بحر علم و مضمون | تو بحر علوم موج و ماهی | کو سعدی و انوری که امروز
تا داد سخن دهی و داد خواهی

بلاغتی که سحبان نگهبانش بود و توفیق الهی تسلیم داغ بمود و فصاحتی که حسان از پایش سر بفلک می سود عنایت لم یزلی تفویض نواب مرزا خان فرمود شوریکه از کلامش برخاست چون تصور محبوبان در دل عاشقان نشست و نقشیکه قلمش بربست رونق بازار تصویر دلفریبان شکست ملاحت را بازبانش نسبت که نمک در دیدهٔ منکران نه ریزد و فصاحت را با بیانش نه رفیست که از دهان بدگویان مرحبا نه خیزد واگر کوته نظری بلند سودا را وسوسه در خاطر افتد که قائل خیالات مجتمعه را بهوای مدح گری پردازی داده زمین بر آسمان ساخته باشد و مضامین فراهم آمده را بخیال ثناگری پیرایه بخشیده فرش را بپایهٔ عرش افراخته فراخور دریافت خود خاک را اکسیر و خس را حریر تعبیر کرده سخنی آراسته و لائق فهم خویش قطره را دریا و ذره را آفتاب جهان پیما تفسیر نموده خیالی پیراسته خدا چشم انصاف بین و عقل مصلحت قرین بخشد تا بیند و داند چه فصاحتهاست که در بیانش نیست و چه بلاغتهاست که در زبانش نی هر صفحه صحیفه اش گلشنی ست پر از بهار مضامین و هر سطرش تجلیست مملو از بار خیالات رنگین هر بیتش چون بیت ابروی مهوشان بلند مضمون و هر مصرعه اش چون مصرعهٔ قد محبوبان موزون گوش از هوش در جستجوی رموزات شگافته و زبان از بیان در گفتگوی توضیحات پرداخته هنگام اظهار رموز دانش مرموز بیان بحریست از انجار فصاحت و وقت توضیح نکته های خرد فریب زبان

نهریست از انهار بلاغت چکیده خامه اش گوهریست یکتا و پیچیده نامه اش گنجی ست
گران بها احیاناً اگر خیالی از و گریخته در دماغی پیچیده فوراً شحنه فکرش باد آمیخته در سلسله
حروف آویخته و ناگاه اگر مضمونی جسته در خاطری پیوسته قدم شناس نظرش دریافته
در رشته تقریر بسته نکته که در پیش لب نکشاد الا از دهان محبوبان و حرفیکه
در شعرش نشست به بر خاست مگر از زبان بدگویان تا بر گفته راسخ که راسخ ست آگهی یابد
و گوید که قطره از دریای بی پایان در دهان ریخته و ذره را آفتاب درخشان بخاک آمیخته
با قرار جادو بیانیها در پا بنها حرفی نگفته است و با ظهار سحر زبانی ها سخنی در بیان نماند

هر بیت چو زلف یار دلبند | مضمون لب و خیال پیوند | از شعر بلند چرخ ادنی
یک نکته و صد هزار معنی | بیتاب اگر ز خامه ریزد | از جوشش طبش نامه خیزد
چون ریزه نکو حروف مکتوب | هر نقطه در و چو خال محبوب | از زلف صنم کند چو آغاز
هر سطر شود رشته راز | از خال رخی چو راز گوید | لی گفت کسی نه باز گوید
در معنی بیت ابروی گفت | در هر سخن معنی او دری سفت | از عشق چو کرد نکته سر
بیتابی دل نهاد در بر | از چشم اگر کند اشارت | صد هوش شود سر و بغارت

آن سر نهان اگر عیان کرد | راز دل عاشقان بیان کرد

تقریظ از نتائج طبع بیعدیل منشی محمد اجمل صاحب متخلص جمیل
تلمیذ جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر نور الله مرقده

مشاطه را بگو که بر اسباب حسن یار | چیزی فزون کند که تماشا بکار رسید

چشم تماشا کشاده و ساز امتیاز آماده باد که روز مقابل شب آمد و مهر در روی بدر خشید
مشعل در شب چراغ افروخت و ماه و پیش سها تابید یعنی اهل طلب را سرمایه فراغ

دیوان داغ بقالب طبع در آمد و از دیوانهای دیگران لطف انگیزتر سبحان الله در کلام
موزونش مدارج کثیره و نماست و در سخن بلیغش مراتب بیشمار چهره کشا طلبگاران را
نوید که از ترکیب الفاظ و طریق تشبیه و وضع استعاره و اسلوب کنایه و طرز خطاب
و لطف جواب طرفه معجونی مرکب شد و نسخهٔ عجیب بدست آمد استعداد خداداد این
ادا بند جملهٔ اسباب کلام را بر جای خویش نهاد و تمیز مادرزاد این نازک خیال
هر پیرایهٔ سخن را بر مقام مناسب صرف کرد قدرت را قدرت دیگر جلوه گر آمد و طاقت
را طاقت دیگر میسر شد فارسی که سرمایهٔ دکان دیگران باشد در پیش همین اردو بضاعتی ست
و دری که متاع تجارت بیگانگان ست در روی همین ریخته بیرواج اگر صفای
الفاظ بحرف آمد لوح نفس را با دم صبح همسری ست و اگر معنی رنگین مذکور شد هوای
کلام را با شفق برابری زکوة ربایان گنجینهٔ کلامش را اگر صاحب نصاب دانند
می سزد و فضلهٔ باغ طبعش را اگر ثمرة الفؤاد نخل استعداد انگارند میرسد از هجوم
قافلهٔ معانی در هر بیت معانی کثیره منزل گزین ست و از کثرت ورود مضامین در هر
مصرعه مضامین بیشمار گوشه نشین ازین غیرت ارژنگ گاه مشتاقان فهیم را نگارخانهٔ
چین در نظرست و گاه نیرنگ طلسم بهار در نگاه هنوز این نیرنجی مشعبد گاه از حلهای
دلکش و گاه از موانع جانگزا گاه از شعبدهای عالم فریب و گاه از سوانح هوش ربا این
سخن سنج بیعدیل را امان نیاورد که اندکی بحال طالبان کمال پردازد و این کوکب
نیرهٔ سخن را که چون بنات النعش پریشان بود ثریاوار در سلک انتظام طبع منتظم سازد
الحمد لله که عوائق برخاست و موانع برطرف شد دست طلب بدامن آرزو رسید یعنی این کارنامهٔ
فصاحت در مطبع انوار محمدی طبع گردید و بندهٔ مستبذل محمد اجمل متخلص بجمیل

تلمیذ حقیر حضرت تدبیر الدوله مدبر الملک منشی مظفر علیخان صاحب بهادر اسیر دام ظله
و فیضه که اسکندر عالم سخنوری و خضر وادی معنی پروری ست چون همیشه منظر
چهره کشایان ناز و غرورم و چشم براه شاهدان تازه ظهور هرگاه ازین نو عروس جان بخش
شنیدم دلبر مسرت در کنار کشیدم آری سخن رنگینش اگر از نازکیهای گلزار بود اکنون
بروضهٔ خلد برابر گشت و کلام بلندش اگر از نهایت رفعت بر آسمان بود اکنون از
عرش برین بگذشت یارب این همایون نامهٔ شوق سرشتان معنی شناس را سیرگاه
عجیب و هنرپیشگان ارباب ذوق را نزهتگاه غریب باد بالنبی و آله الامجاد

قطعهٔ تاریخ چکیدهٔ کلک گهر سلک تدبیر الدوله مدبر الملک منشی مظفر علی خان بهادر بهادر جنگ متخلص به اسیر لکهنوی

باغ ابراهیم هی دیوان داغ — خار اعدا کو دیا اس باغ نے
مصرعهٔ تاریخ یه لکها اسیر — کیا جلایا حاسدون کو داغ نے

قطعهٔ تاریخ ریخته فکر آسمان پیمای نظیری نظیر منشی سید اسمعیل حسین صاحب متخلص به منیر سلمه القدیر

هست مانند قمر نورفشان این دیوان
گرد نظاره چو پروانه زهر سمت هجوم
که ندیدست نظیرش بجهان چشم نجوم
وصف دیوان هم و تاریخ رقم کرد منیر
جلوه گر گشت چه خوش این مه شبتاب جمال
اوج عرش سخن و گوهر پاک منظوم
۱۲۹۶

هی یه دیوان که گلدستهٔ الهام منیر — باغ فردوس سے همرنگ هی سرتاپا نظم
گلفشان هو گئی یون عیسوی هجری سال — خلد روح افزا مضمون چمن پیرا نظم

ایضاً

هوا مطبوع دیوان جناب داغ ان روزون — ستاره کیون نه چمکے پایهٔ والا هی مطبع کا
منیر آج اسکی لکهنے کی کهی تاریخ نورانی — ید بیضا هوا الحاصل یهی موسا هی مطبع کا
۱۲۹۶ھ

مبارک ہوا اہل سخن کو یہ عید — **ایضاً** — چھپا ہی خوش اسلوب دیوان داغ
دل و جان سے ارباب انصاف کو — زیادہ ہی محبوب دیوان داغ
یہی ہی منیر اسکی تاریخ طبع — کہ مطبوع و مطلوب دیوان داغ ۱۲۹۶

قطعہ تاریخ رنجتہ طبع شاعر نازک خیال سید ضامن علی صاحب جلال

باغ دیوان داغ کا پھولا — تازہ مژدہ صبا یہ لائی آج
طبع کے سن جلال نے لکھے — لوٹے گلزار داغ آئی آج ۱۲۹۶

قطعہ تاریخ از سخنور سراپا کمال سید کاظم علی صاحب مثال

دیوان کو کر چکے مرتب — جب حضرت داغ عالم افروز — کیا خوب لکھی مثال تاریخ — ہے جملہ کلام داغ دلسوز ۱۲۹۶

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع سراپا لطافت محمد عظمت علی خان صاحب متخلص عظمت

دیوان ہی یا ہی نسخہ اعجاز عیسوی — معنی ہیں تازہ تازہ مضامین عجیب
عظمت جو یہ کلام ہوا زیب گوش خلق — تاریخ اسکی میں نے لکھی درّ منتخب ۱۲۹۶

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر سلیم منشی شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم دام فیضہ

حضرت داغ کا چھپا دیوان — سو شگفتہ کا ہی بیان سلیس
فکر تاریخ ہی تو ای تسلیم — جلد کہدے کلام داغ نفیس ۱۲۹۶

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع رسای سخنور یکتا منشی صابر حسین صاحب صبا

خوشا نظم داغ سخن سنج یکتا — کہ فردست در عالم بیمثالی
بتاریخ طبعش صبا خوش رقم زد — کہ گنج معانی مضامین عالی ۱۲۹۶

ایضاً

شد از جلوۂ طبع مطبوع عالم — کلام دل افروز داغ سخن گو
صبا گفت تاریخ در سال طبعش — کہ گنج معانی مضامین نیکو ۱۲۹۶

کلام نواب میرزا خان کیون ہو مطبوع وہر چھپکر — مزہ معانی مین سحر کا ہی مذاق جادو بھرا ہوا ہی

ایضاً

مجال کسکی صبا جو ایسی سناے تاریخ کچلے — بیان ہی سو اور ساز عاشق زبان معشوق باد اہی

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع رسای سخنور بی ہمتا منشی گوبند لعل صاحب صبا

ریخت از باد نفس گنج سخن در گوش خاق — گرد دیوانی مرتب طبع گردون گرد داغ

از پی ترتیب و طبعش چون نمودم فکر سال — از سروش آمد بگوشم گنج باد آورد داغ

قطعہ تاریخ ریختہ قلم جواہر رقم در فن شعر مشاق منشی بہاری لعل صاحب مشتاق

زہی شاعر نغز گفتار داغ — کہ در شاعری مسیکند ساحری

پی طبع دیوانش جستیم سال — چکید از قلم نسخہ شاعری

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع وقاد صاحبزادہ محمد عطا اللہ خان صاحب عاشق ساکن مصطفی آباد

اللہ ری دھوم داغ کا دیوان ہوا جو طبع — اک شور تہنیت ہی زمانے مین جابجا

عاشق بگوش ہوش ذرا تو بھی سن اسے — ہاتف یہ کہہ رہا ہی مضامین دلکشا

قطعہ تاریخ ریختہ طبع با سعادت احسان علیخان احسان ساکن مصطفی آباد

چھپا میرے اوستاد کا جبکہ دیوان — ہوا اک زمانے مین یہ شہرت افزا

جو پوچھے کوئی اسکی تاریخ احسان — تو کہدون مین گلدستۂ فرحت افزا

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع نکتہ سنج حافظ غلام رسول صاحب کہ متخلص ویران شاگرد شیخ ابراہیم ذوق

داغ چون ساختہ دلچسپ مرتب دیوان — دل احباب شد از دیدن او خرم و شاد

از پی آنکہ بیا گرم مضامینش یافت — سال او گفت کہ حسا و داد داغ بداد

قطعہ تاریخ ریختہ قلم گوہر رقم شیخ الٰہی بخش صاحب خوش رقم نصیب متخلص بہ غریب

گشت بصد فرحی طبع چو دیوان داغ — آنکہ بود در سخن ماہر و شاگرد ذوق

از پی تاریخ او کرد عجب عندلیب / داد ندا ہاتفش فیض ارباب شوق

قطعۂ تاریخ خامۂ عنبرین شمامہ از سید جلیل احمد صاحب [illegible]

چو بشگفت گلہای گلزار داغ / از و تازگی یافت جان سخن / جلیل از پی سال تاریخ طبع

بگفتم ببین بوستان سخن (١٢٩٢)

ایضاً

چو آراست دیوان داغ سخنور / زد رقم سال تاریخ طبعش

نسیم بلاغت بہار فصاحت / برآمد در شاہوار فصاحت

قطعۂ تاریخ ریختۂ قلم بلاغت رقم سید جمیل احمد صاحب برادر زادہ سید جلیل احمد سہسوانی

چھپا جب داغ کا دیوان رنگین / کہ لعل بے بہا درِ عدن ہے

پئے تاریخ نشاخ کلک تم سے / کھلا غنچہ گلستان سخن ہے (١٢٩٦)

قطعۂ تاریخ تراوش فکر رسائی محمد شاہ خان صاحب کاوش

چو گلہای رنگین دیوان داغ / فرح بخش گلہا شگفتن نہا / دم فکر کاوش چو تاریخ طبع / نمودہ رقم مرہم داغہا (١٢٩٦)

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع وقاد جامع محاسن صوری و معنوی منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی

کیا شگفتہ ہے طبع حضرت داغ / داغ کھائے ہیں باغ نے کیسے

تو بھی تاریخ امیر لکھ رنگین / گل کھلائے یہ داغ نے کیسے (١٢٩٦)

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع پاکیزہ گہر منشی محمد احمد صاحب قمر سلمہ اللہ الاکبر

ماشاء اللہ طرفہ دیوان چھپا / سب شعر ہیں ارباب سخن کو مقبول

تاریخ کہی طبع کی ہیں نے یہ قمر / دیوان ہے داغ کا کھلے ہیں یہ پھول (١٢٩٦)

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع جوہر قابل فدا علی خان صاحب عاقل

حضرت نواب مرزا خان داغ / میر سودا بھی جو غالب ہیں جناب / واہ کیا دیوان چھپا اصل علی

ہیں بلا کی بندشیں مضمون غضب / اوسکی عاقل نے کہی تاریخ یوں / روزمرہ خاص دلی کا ہے سب

فہرست کتابہای نایاب مطبوعہ مطبع انوار محمدی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دیوان		نیرنگ سخن یعنی منتخبات	۲عمر/	فضائل احمدی	
گلزار داغ	عمر/	ذوق و غالب و مومن		اثبات نبوت و قرآن	عمر/
آفتاب داغ	۱۲/	و ظفر و ناسخ و آتش		بدلائل مسلمہ	
فریاد داغ	۸/	و آباد و رند و سودا		بحر العلم ترجمہ اردو	
گلشن فیض دیوان فسون	۱۲/	و انشا و میر تقی و میر درد		عین العلم کامل	[illegible]
شاہد شوخ طبع		**مثنویات و ناول**		حج امام محمد	۸عمر/
دیوان جلال اول	۱۲/	حسن بے پردہ	۳۰/	آثار امام محمد	۱۲/
کرشمہ گاہ سخن		فرنگنو کا کچا چٹھا		طحاوی	
دیوان جلال دوم	۱۲/	مرقعۂ عبرت	۶/	معانی الآثار	[illegible]
آئینۂ ناظرین	۱۰/	چیستان ہستی	۴/	مطالب السؤل	
دیوان کیف		رندی و پیری	۳/	فی مناقب	[illegible]
معجز بیان تصوف	۸عمر/	رسالہ آدمی گر	۴/	آل الرسول	
دیوان		تواریخ احمدی	۴/	تحفۃ المومنین رد شیعہ	[illegible]
دیوان مولانا غنیمت بزبان فارسی	۸/	مصباح المجالس	۱۲/	روضۃ الاحباب	[illegible]

دیوان داغ اور آفتاب داغ کا حق تصنیف میر یاس رجسٹری ہر کوئی صاحب چھاپیں محمد تقی خاں بہادر رکھتے